حقوق الزوجین

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

سلسلۂ مواعظ اشرفیہ جلد ۲۰

حقوق الزوجین

مجددِ وقت حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

ترتیب

مفتی عبدالرحمٰن خانؒ

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ
بیرون بوہڑ گیٹ ملتان ○ پاکستان

ترتیب مواعظ

۱، حقوق البیت ۱۳
۲، الکمال فی الدین للنساء ۶۱
۳، رفع الالتباس ۱۳۱
۴، اصلاح النساء ۱۷۳
۵، کساء النساء ۱۹۷
۶، العاقلات الغافلات ۲۹۸
۷، عضل الجاہلیۃ ۳۵۳
۸، الاستماع والاتباع ۳۸۷
۹، منازعۃ الہوے ۴۳۰
۱۰، غایۃ النجاح فی آیۃ النکاح ۴۷۸
۱۱، نصرۃ النساء ۵۴۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

فہرست عنوانات

"حقوق الزوجین"

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حقوق البیت		رفت بے جا خرچ	۵۱
		دینی حقوق میں کوتاہی	۵۳
تمہید	۱۴	کوتاہی حقوقِ اولاد	۵۵
مقصدِ بیان	۱۵	مضمون متعلق بہ تعلیم زنانہ اسکول	۵۸
حقیقتِ حقوقِ خانہ داری	۱۷	**الکمال فی الدین**	
حق و کوتاہی	۱۹		
حقیقتِ تعلقِ زوجین	۲۱	تمہید	۶۲
حقیقتِ نازِ زوجہ	۲۷	تربیتِ اولاد	۶۳
تعلیمِ نسواں	۳۱	فضیلتِ وعظ	۶۴
ضرورتِ حیا	۳۳	مرتبۂ نسواں	۶۶
ضرورتِ اولاد	۳۵	قرآن اور ذکرِ نسواں	۶۹
ضرورتِ نکاحِ ثانی	۳۸	درجاتِ مرد و زن	۷۱
اخلاقِ نسواں	۴۰	دین و خواتین	۷۲
حقوقِ زوجہ	۴۲	طریقِ حصولِ دین کامل	۷۴
کوتاہی نسواں	۴۷	غفلتِ نسواں	۷۵
دعویٰ مساوات	۵۰	ناشکری و حرص	۷۶

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
تقلیدِ مغرب	۷۷	کوتاہی روزہ نسواں	۱۰۵
پردہ کی سختی	۸۰	ترغیبِ زکوٰۃ	۱۰۷
فیشن پرستی	۸۲	پردہ میں کوتاہی	″
حقیقتِ حرص	۸۳	تعظیمِ شوہر	۱۱۰
اختلاطِ نسواں	۸۴	فضول خرچی	۱۱۱
شرائطِ اختلاطِ نسواں	۸۵	فضول رسوم	۱۱۲
طریقِ اختلاط	۸۶	خلاصہ	۱۱۴
دین و دنیا	۸۸	عورتوں کے لئے نیک صحبت کا طریقہ	۱۱۵
حقیقتِ کمالات	″		
حقیقتِ فاتحہ	۹۰	اصلاحِ نسواں کی پہلی صورت	۱۱۸
حقیقتِ تکبّر	۹۱	″ ″ ″ دوسری ″	۱۱۹
حقیقتِ نسبت	۹۲	ایک علمی اشکال اور اس کا جواب	۱۲۲
عمل و نماز	۹۵	خلاصۂ کلام	۱۲۹
نتیجہ عبادتِ ناقص	۹۶	**دفع الالتباس**	
طریقِ معمولِ دینِ کامل	۹۷		
حقیقتِ واعظ	۹۸	سببِ وعظ	۱۳۲
نصابِ تعلیمِ نسواں	۹۹	آیۃ شانِ نزول	۱۳۴
مذمتِ ناول	۱۰۰	تعلقِ زوجین، اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے	۱۳۵
فرائضِ مرد	۱۰۱	صرف امورِ اختیاریہ ہی مقصود ہیں	۱۳۶
کوتاہی نمازِ نسواں	۱۰۲	اصل قلب میں داعیہ خیر ہو۔	۱۳۷

عنوان	صفحہ
محبت بڑا داعی ہے	۱۳۹
سچے آدمی کی نشانی	۱۴۰
آپ کی جامعیت	۱۴۲
ماقبل سے ربط	۱۴۴
حق زوجہ کی اہمیت	۱۴۹
ہندوستانی عورتیں	۱۵۰
حقوقِ محکوم پر حکایۃ عجیب	۱۵۱
لباس کا پہلا معنیٰ	۱۵۲
؍ ؍ دوسرا ؍	۱۵۳
مصلحتِ نکاح	؍
رُخصت پر عمل	۱۵۴
کھانے میں اعتدال	۱۵۵
مشکل مرض کا علاج بھی سخت ہوتا ہے۔	۱۵۷
اپنے مرض کو محقق پر ظاہر کر دینا چاہیئے۔	۱۵۸
عورت اعانۃ میں اور مرد خدمت میں محتاج ہے۔	۱۶۱
لباس کا چوتھا معنیٰ	؍
؍ ؍ پانچواں ؍	۱۶۶
لباس کا چھٹا معنیٰ	۱۷۰

اصلاح النساء

عنوان	صفحہ
تمہید	۱۷۴
نقائص اضطراری	؍
تکبر کا منشاء اور بنیاد جہالت ہوتی ہے۔	۱۷۶
مردوں اور عورتوں کی خلقت میں فرق۔	۱۷۹
لعنت ملامت کرنے کا مرض	۱۸۳
ناشکری کا مرض	؍
چالاکی ہوشیاری کا مرض	۱۸۶
حقوقِ زوجین	۱۸۹
حقیقتِ حسدِ نسواں	۱۹۰
دعویٰ شرافت	۱۹۱
ضرورتِ اخلاق	۱۹۳
طریقِ اصلاحِ نسواں	۱۹۵

کساء النساء

عنوان	صفحہ
تمہید	۱۹۸

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
حقیقتِ عمل	۱۹۹	خواتین و اخبار	۲۳۸
حقیقتِ تواضع	۲۰۰	عورت کی تہذیب	۲۴۰
نتائج تواضع	۲۰۳	حقیقتِ معیار	۲۴۳
حقیقت دین و دنیا	۲۰۶	فرض واعظ	۲۴۶
مقصدِ وعظ	۲۰۸	بیانِ ترہیب	۲۴۹
طریق تعلیم	۲۰۹	ضرورتِ عمل	۲۵۰
اعمالِ نسواں	۲۱۱	جوشِ محبت	۲۵۱
وقتِ تواضع	۲۱۲	خواتین اور قرآنِ حکیم	۲۵۴
حقیقتِ تقویٰ	۲۱۴	مسئلہ مساوات مرد و زن	۲۵۵
اعتدال طعام	۲۱۶	حقوق والد و پسر	۲۵۸
تواضع و مایوسی	۲۱۸	حقیقت پیری مریدی	۲۵۹
فضول خرچی	۲۱۹	حقوق خاوند و پیر	۲۶۱
مسئلہ ملکیت	۲۲۰	درجات مرد و زن	۲۶۳
دین و معاشرت	۲۲۲	مساوات حقوق مرد و زن	۲۶۵
مسئلہ تصریح	۲۲۳	حقیقت حقوق العباد	۲۶۷
مسئلہ حق العبد	۲۲۶	ترغیب پردۂ نسواں	۲۶۹
فضائلِ نسواں	۲۲۷	عشق خاوند	۲۷۱
زبانِ نسواں	۲۲۹	سفارشِ قرآن	۲۷۲
حقیقتِ اہل اللہ	۲۳۲	اخلاق رسول مقبول	۲۷۴
تعلیم نسواں	۲۳۴	حقیقتِ نماز	۲۷۶

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
فرحِ زوجہ	۲۷۸	صفاتِ نسواں	۳۰۸
مسئلہ تساوی	۲۷۹	کمالاتِ دین و دنیا	۳۰۹
اقسام فضائل	۲۸۰	کاملِ نسواں	۳۱۲
اُمورِ اختیاری وغیر اختیاری	۲۸۲	علم و عمل	۳۱۳
حقیقت فعل غیر اختیاری	۲۸۴	نصابِ تعلیم نسواں	۳۱۴
ضرورتِ عمل	۲۸۷	ضرورتِ عمل	۳۱۶
تمنّا کی حقیقت	″	اہمیت دین	۳۱۹
حقیقت رسُول مقبول	۲۸۹	ضرورت علم دین	۳۲۱
مرتبۂ نسواں	۲۹۰	حقیقت قرآن حکیم	۳۲۳
حقیقت مرد و زن	۲۹۲	اہمیتِ صحبت	۳۲۴
فضائل نسواں	۲۹۵	طریقِ تعلیم ناخواندہ نسواں	۳۲۶
ضرورتِ اصلاح	۲۹۶	حقیقتِ خطاب	″
التماس کاتب	″	حقیقتِ عالم	۳۲۹
		انتخابِ کتب	۳۳۰
العاقلات الغافلات		حقیقتِ مشقّتِ دین	۳۳۲
تمہید	۲۹۹	حقیقت پستی	۳۳۴
مقصدِ وعظ	۳۰۰	تقلید اہل اللہ	۳۳۵
شرائط وعظ	۳۰۲	تربیتِ مشائخ	۳۳۷
حقیقتِ حق	۳۰۴	حقیقتِ قوت عملیہ	۳۳۸
طریقِ تعلیم نسواں	۳۰۷	دلائل اور حکم قرآن	۳۴۰

عنوان	صفحہ
اعمالِ نسواں	۳۴۲
فیشن پرستی	۳۴۴
فضول رسوم	۳۴۶
صفاتِ نسواں	۳۴۹
ضرورت پردۂ نسواں	۳۵۰
عضل الجاهلیۃ	
مقصدِ وعظ	۳۵۴
نِکاح میں تناسبِ عمر	۳۵۵
منگنی اور شادی میں رُسوم کی تباہ کاریاں ۔	۳۶۶
قصۂ جریج	۳۷۷
شریعت کی دل آویزی	۳۷۸
حقِ بہو	۳۷۹
عورتوں پر اسلام کا احسان	۳۸۰
عورتوں پر ظلم ہو رہا ہے ۔	۳۸۲
الاستماع والاتباع	
تمہید	۳۸۸
جنین پر اثر	۳۸۹

عنوان	صفحہ
تعلیمِ نسواں	۳۹۰
نتائجِ تعلیمِ دُنیا	۳۹۲
ضرورتِ دینی تعلیم	۳۹۳
طریقِ حصولِ راحت	۳۹۵
اثرِ کلام اللہ	۳۹۷
مقصدِ وعظ	۴۰۰
اقسامِ اطاعت	۴۰۱
عِلم اور اتباع	۴۰۲
رُونمائے قرآنِ حکیم	۴۰۳
نگاہِ عشق	۴۰۷
حقیقت کلام اللہ	۴۱۰
حقیقت مطلق تقلید	۴۱۳
فضائل قرآن حکیم	۴۱۵
حقیقت حدیث وفقہ	۴۱۶
مغربی تقلید	۴۱۸
لباس ولیاقت	۴۱۹
ضرورت تعلیم نسواں	۴۲۳
طریقِ تعلیمِ نسواں	۴۲۶
ضرورت عِلم وعمل	۴۲۸

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
[illegible]		نماز کی اہمیت	[illegible]
	[illegible]	اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	[illegible]
تمہید		[illegible] مسئلہ	[illegible]
[illegible] سے اجتناب کی صورتیں	۲۴۴	شریعت میں [illegible]	[illegible]
[illegible] کی قسمیں	[illegible]	شادی کے وقت نماز	[illegible]
[illegible]	〃	سفر میں نماز	[illegible]
ضرورۃ [illegible]	[illegible]	حقیقت [illegible] کا وقت	[illegible]
[illegible]	[illegible]	تردید رسم	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	〃
[illegible]	[illegible]	[illegible] کا مسئلہ	[illegible]
[illegible]	[illegible]	موت کی [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	
[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	
[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
محض کثرتِ رائے پر فیصلہ لغو ہے	۴۹۱	آجکل ثبوت نظر کو ایک سمجھا جاتا ہے	۴۹۹
شبہات کا صحیح علاج	۴۹۳	انگریزی منطق عربی منطق کے سامنے بچوں کا کھیل ہے	״
انتشارِ شبہات اور علاج کی عجیب مثال	۴۹۴	آجکل لیاقت کا معیار لباس ہے	״
عشق علاجِ وساوس ہے	״	حفظِ حدود	۵۰۰
زمانۂ شبہات میں تقلیدِ شخصی لازم ہے	۴۹۵	نکاح کا اصل موضوع	
اہلِ یورپ عاقل پرستی کرتے ہیں	״	جوش کا کم ہونا کمالِ محبت کی دلیل ہے	۵۰۱
عوام کے ذخیرہ کی مثال		معاملۂ نکاح میں ذاتی قدرت	۵۰۲
علماء کا کام صرف قانونِ الٰہی کا بیان کرنا ہے	۴۹۶	مصنوعاتِ صانع پر استدلال کرنا فطری امر ہے	۵۰۳
مل کر کام کرنے کے معنی	۴۹۷	آجکل اہلِ اللہ کو میثاقِ الست کی کیفیت یاد ہے	۵۰۵
علماء کیا کام کر رہے ہیں	[illegible]	وجودِ صانع کی فلسفی دلیل	۵۰۶
سائنس دانوں کو فیصلہ کی ردیہ	״	ایک شبہ کا جواب	۵۰۷
قرآن میں ہر مضمون کا ہونا ضروری نہیں	۴۹۷	وجودِ صانع کی عقلی دلیل عوام نہیں سمجھ سکتے	۵۰۸
ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ قابلِ اعتبار نہیں	۴۹۸	عوام کے پاس ہر بات کا جواب ہے	۵۰۹
تبلیغ			
سورۂ تبت	״		
ایمان کی قدر و منزلت	۴۹۹		

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
[illegible] سے ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے	۵۱۰	ایک شبہ کا جواب وصول کے دو معنی	۵۲۲ ۵۲۶
[illegible] کی مناسبت آیت سے [illegible]	۵	سالک کو کیا تصور کرنا چاہیے	۵۲۸
[illegible]	۵۱۲	لڑکوں کا بعد نماز جمعہ پر ہوتا ہیں اگرچہ جمعہ کو سبق لینا چاہیے	۵۲۹
[illegible] کے [illegible] کی تحقیق	۵۱۳	میاں بیوی میں کبھی شکر رنجی بھی ہو جاتی ہے	۵۳۰
[illegible] کی حقیقت	۵۱۵	مرد بیوی کی باتوں کا بہت تحمل کرتا ہے	۵۳۱
[illegible]	۵۲۰	ایک حکایت	[illegible]
[illegible]	۵۲۱	[illegible]	۵۳۲
[illegible]	۵۲۲	[illegible] راز	۵۳۳
[illegible]	۵۲۵	[illegible]	//
[illegible]	[illegible]		۵۳۴
[illegible]	۵۲۰	نصرۃ النساء	۵۳۵
[illegible]	۵۲۱		
[illegible]	۵۲۲		
[illegible]	۵۲۴		
[illegible]	۵۲۶		
[illegible]			

حقوق البیت

یعنی

حقوق خانہ داری

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید: الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

اما بعد فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] الحدیث:

یہ ایک [illegible] ارشاد ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible] نہایت ضروری مضمون ہے اس وقت کی ضرورت و مصلحت کے سبب [illegible] اس وقت زیادہ ضرورت [illegible] کرنے کی ہے اس لئے [illegible] ایک ایسا مضمون [illegible] جس میں [illegible] کے متعلق بعض ضروریات کا ذکر ہے [illegible] ضرورت ہے [illegible] کے متعلق [illegible] کہ اس میں بعض [illegible] کے متعلق بھی [illegible] وقت ضرورت [illegible] کو [illegible]

ہے اور بعض کو مجلس بھی میسر نہیں ہوتی مواعظ کے سننے کا بھی ان کو اتفاق کم ہوتا ہے اور مرد اکثر اپنے متعلق احکام سنتے رہتے ہیں اور جس بات کو چاہیں اہل علم سے دریافت بھی کر سکتے ہیں۔

خلاصۂ بیان

اس وقت جو حدیث میں نے تلاوت کی ہے یہ ایک طویل حدیث ہے جس کا ایک ٹکڑا میں نے اس وقت پڑھا ہے۔ تمام حدیث کو اختصار کی وجہ سے نقل نہیں کیا کیونکہ پورے الفاظ یاد نہ تھے۔ اسی لئے میں نے الحدیث کہہ دیا تھا تاکہ معلوم ہو جاوے کہ یہ پوری حدیث نہیں بلکہ اس کے اور بھی اجزاء ہیں جو یاد نہیں ہیں مگر مضامین قریب قریب سب معلوم ہیں بعض یقیناً، بعض ظناً ——— اور دراصل وہ سب مضامین اسی جملہ کی تفصیل ہیں جو میں نے اس وقت پڑھا ہے یعنی اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اول ایک قاعدہ کلیہ بیان فرمایا ہے پھر اس کے بعد جزئیات بطور تفصیل کے بیان فرمائے ہیں اس وقت میں نے صرف جملہ اول مضمون کے بیان پر اکتفا کیا ہے تفصیلی مضمون کے الفاظ نہیں پڑھے کیونکہ وہ پورے یاد نہ تھے اور نہ اس وقت اس کی ضرورت ہے کیونکہ اجمال سے سب تفصیل معلوم ہو جاتی ہے وہ اجمالی مضمون یہ ہے جو حدیث کے ارشاد ہوا ہے۔ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ (یعنی تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اور ہر کسی چیز کا نگہبان بنایا گیا ہے) اور ہر ایک سے پوچھا جاوے گا اس چیز کے متعلق جس کی نگہبانی اس کے سپرد کی گئی ہے یہ تو اجمالی مضمون تھا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفصیل بیان فرمائی ہے جس کے چند اجزاء یاد ہیں جن میں سے ایک یہ ہے والمرأۃ راعیۃ علی بیت زوجہا وولدہا وھی مسئولۃ عنہم یعنی عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور اس کے بال بچے ان کی نگہبانی اس کے ذمہ ہے اور ان کے متعلق اس سے دریافت کیا جاوے گا کہ تم نے شوہر کے گھر اور

اولاد کے ساتھ کیوں ذکر کیا اس کے بعد ایک جزو ہے وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰی مَالِ سَیِّدِہٖ وَھُوَ مَسْئُوْلٌ عَنْہُ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ یعنی غلام خادم اپنے آقا کے مال کا [illegible] اور ذمہ دار ہے وہ بھی [illegible] ہے اس لئے اس سے بھی پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنے آقا کے مال میں کس طرح تصرف کیا یہ دو جز [illegible] ہیں [illegible] ہے کہ ہر شخص اپنے گھر کا [illegible] ہے اور [illegible] کے متعلق سوال ہوگا کہ اس نے ان کے ساتھ [illegible] کیا اور ان کے حقوق ادا کئے یا نہیں ۔

قلت وفي الحديث [illegible]

[illegible]

[illegible] اپنے نفس اور اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاویں [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے اور وہی مختارِ کل ہے جو چاہے کرے۔ اسی طرح پسنہاری کو کبھی خود وزن کر کے غلہ نہیں دیا جاتا اُسی سے کہہ دیتی ہیں کہ اپنے آپ وزن کر کے اتنی دھڑی لیجائے چاہے وہ چار دھڑی کی جگہ پانچ لے جائے اور اُن سے چار ہی بھر کرے پھر جب وہ آٹا پیس کر لاتی ہے اُس وقت بھی وزن نہیں کیا جاتا۔ وہی پسنہاری خود آٹا کو برتن میں بھر دیتی ہے اور آئندہ کے لئے دوبارہ اناج لے جاتی ہے۔ گھر والوں کو یہ یاد نہیں رہتا کہ پہلی پسائی کتنی تھی اور اگلی کتنی۔ بس مہینہ ختم ہونے پر جتنی رقم پسنہاری نے بتلا دی وہی اُس کے ہاتھ پر رکھدی۔ میں نے ایک گھر میں دیکھا ہے کہ ایک پسنہاری کی بہت سی پسائیاں چڑھی ہوئی تھیں۔ گھر میں نہ کوئی حافظہ تھی نہ کوئی حساب تھا بعض دفعہ گھر والوں اور پسنہاری میں اختلاف ہوتا وہ کچھ کہتی پسنہاری کچھ کہتی حقیقت کسی کے پاس نہ تھی۔ آخر جھک مار کر وہی دینا پڑتا تھا جو پسنہاری نے بتایا اور جن گھروں میں حساب کا خیال بھی ہوتا ہے تو وہاں یہ طریقہ ہے کہ دیوار پر کوئلہ سے لکیر کھینچ دیتی ہیں۔ جب ایک دھڑی پسکر آئی انہوں نے اُسی وقت دیوار پر لکیر کھینچ دی۔ میں نے دیکھا کہ ایک مکان کی تمام دیوار سیاہ تھی حالانکہ دیوار کی لکیر کوئی معتبر چیز نہیں۔ ذرا سا ہاتھ لگنے سے مٹ سکتی ہے اور پسنہاری ایک آدھ لکیر بڑھا بھی سکتی ہے۔ پھر اس صورت میں وہی دینا پڑے گا جو پسنہاری بتلا دے۔

اس سے تو آسان صورت یہ ہے کہ قلم اور دوات سے کسی تختی یا کاغذ پر جو اپنے قبضہ میں رہے لکیر کھینچ دیا کریں۔ تاکہ مٹنے کے احتمال سے تو محفوظ رہے مگر گھروں میں اس کا مطلق پتہ نہیں (۲) وجہ یہ کہ عورتیں ان کاموں کو اپنے ذمہ سمجھتی ہی نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے ذمہ صرف اتنا سمجھتی ہیں کہ مردوں کو کھانا پکا دیا۔ اور اگر کوئی چیز ہو تو اُس کو منگوا دیا اور یہ کبھی نہ سوچا کہ گھر میں بچہ کے لینے کو کوئی سودا نہ ہو اور یہ کام انہیں خود کرنا پڑے۔ ورنہ اُنکو کسی کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ ہر ایک بات

ہیں اور کس طرح ہیں اور اگر گھر میں کھانا پکانے والی بھی نوکر ہوئی تو ان کو چولہے کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ اب نوکرانی سے پیسہ وسفید جو چاہے کرے۔ غرض شوہر کے مال کی حفاظت کا عورتوں کو مطلق خیال نہیں ہوتا۔ اسی طرح مردوں کو عورتوں کے حقوق معلوم ہیں صرف لینے دینے وغیرہ امور کا ہے یعنی زیور کپڑے کا یا کھانے پینے کا۔ باقی ان کے دین کی طرح کا کچھ بھی پتہ نہیں تو دونوں نے دو دو قسم کی کوتاہیاں کر رکھی ہیں دو قسم کی مردوں نے اور دو قسم کی عورتوں نے مجموعہ چار قسم کی کوتاہیاں ہوئیں۔

مردوں کی کوتاہی

مردوں میں ایک کوتاہی تو یہ ہوئی ہے کہ وہ اپنے ذمہ صرف دنیوی حقوق سمجھتے ہیں دینی حقوق اپنے ذمہ سمجھتے ہی نہیں کہ ہمارے ذمہ ان کے دین کا بھی کوئی حق ہے۔ مثلاً گھر میں آ کر یہ تو پوچھتے ہیں کہ کھانا تیار ہوا یا نہیں لیکن یہ کبھی نہیں پوچھتے کہ نماز بھی پڑھی یا نہیں۔ اگر کسی دن گھر میں آئے اور معلوم ہوا کہ ابھی تیار نہیں ہے تو خفا ہوتے ہیں۔ تیار تو کیسے [illegible] ابھی تیار نہیں ہوا تب بھی خفا ہوتے ہیں اور اگر کبھی یہ معلوم ہوا کہ بیوی نے اس وقت کی نماز ابھی نہیں پڑھی تو ان کو ذرا بھی ناگواری نہیں ہوتی [illegible] نماز قضا ہو جائے [illegible] مردوں کو اس کی ذرا پروا نہیں ہوتی — —

اور اگر کسی کو کچھ خیال بھی ہوتا ہے اور وہ ذرا دیندار بھی ہیں تو وہ بھی زبانی چلتی سی بات کہہ دیتے ہیں کہ بی نماز پڑھو نماز کا ترک کرنا بڑا گناہ ہے۔ بس سمجھتے ہیں کہ اپنے نزدیک بہت بڑے سبکدوش ہو گئے۔ جب کسی نے ان سے کہا کہ اپنی [illegible] کو تنبیہ کیوں نہیں کرتے تو جواب دیتے ہیں کہ کہہ تو دیا تھا۔ اب نہیں پڑھتیں تو میں کیا کروں۔ میں کہتا ہوں کہ انصاف سے بتلائیے کیا آپ نے [illegible] تھا جیسی سختی [illegible] پر کیا تھا۔ اور [illegible] دو دفعہ [illegible] کی درستی کا اہتمام نہ کیا تو دین کی بات پر ایسی ہی خاموشی ہے

طرح رعب جمائیں جس طرح نوکروں پر جمایا کرتے ہیں۔ یہ نہایت سنگ دلی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اس تعلق کی حقیقت کو سمجھا نہیں بھلا غور تو کیجئے کہ کیا آپ اپنے دوستوں پر ویسا رعب جما سکتے ہیں جیسا نوکروں پر جمایا جاتا ہے۔ ہرگز نہیں اور اگر آپ ایسا کرنے لگیں تو سارے احباب آپ کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں۔ دوستوں کے ساتھ نوکروں کا سا برتاؤ کوئی روا نہیں رکھتا بلکہ حیرت ہے کہ آپ بیوی کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی دوست نہیں ہو سکتا۔ تجربہ ہے کہ زمانہ افلاس و مصیبت میں سب احباب الگ ہو جاتے ہیں اور ماں باپ تک منہ پھیر بیٹھتے ہیں مگر بیوی ہر حالت میں مرد کا ساتھ دیتی ہے۔ اسی طرح بیماری میں جیسی راحت بیوی سے پہنچتی ہے کسی دوست سے بلکہ ماں باپ سے بھی نہیں پہنچتی اس سے صاف ظاہر ہے کہ بیوی کے برابر دنیا میں مرد کا کوئی دوست نہیں۔ پھر کیا یہ ستم نہیں ہے کہ مرد ان کو نوکروں کے برابر کرنا چاہتے ہیں۔

اور اگر وہ کسی وقت گفتگو میں اپنے اس تعلق کی بناء پر ناز سے برابری کرنے لگیں تو اس پر یہ سزا دی جاتی ہے کہ بولنا چالنا پاس بیٹھنا اٹھنا یک لخت بند کر دیا جاتا ہے (۲ جامع)

صحاح میں یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی بعض دفعہ ازواج مطہرات ناز میں آکر برابر کے دوستوں کا سا برتاؤ کرتی تھیں حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری کون کر سکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر کمال میں سب سے بے نظیر تھے کوئی آپ سے کیا برابر تھا۔ نیز اس کے ساتھ آپ صاحب عظمت تھے صاحب سلطنت بھی آپ میں بہت زیادہ تھا۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ مہینہ بھر کی مسافت تک آپ کے رعب کا اثر پہنچتا تھا۔ کسریٰ قیصر آپ کا نام سن کر کانپتے تھے۔ باوجود

باوجود اس کے آپ نے کبھی رعب اثر نہیں ڈالا بلکہ اُن کے ساتھ آپ کا ایسا برتاؤ تھا جس میں حکومت اور دوستی کے دونوں پہلو ملحوظ رہتے تھے۔ آپ کی حکومت کا تو یہ اثر تھا کہ ازواج مطہرات حضور کے احکام کی مخالفت کبھی نہ کرتی تھیں، آپ کی تعظیم اور ادب اس درجہ کرتی تھیں کہ دنیا میں کسی کی عظمت بھی اُن کے دل میں حضور کے برابر نہ تھی اور آپ کی دوستی کا یہ اثر تھا کہ بعض دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ سے [illegible] کبھی آپ کو ناگوار نہ ہوتا تھا۔ مثلاً جس وقت قصۂ افک ہوا اور منافقین نے حضرت صدیقہ پر بہتان باندھا تو اوّل اوّل حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت [illegible] مگر ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جبکہ وہ اپنے باپ کے گھر پر تھیں یہ فرمایا کہ اے عائشہ اگر تم پاک ہو تو حق تعالیٰ تمہاری براءت ظاہر کر دے گا اور اگر واقعی تم سے کوئی غلطی ہو گئی ہے تو حق تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات سے بہت رنج ہوا، اور غالباً اس سے ان پر یہ شبہ ہوا تھا کہ حضور کو بھی (نعوذ باللہ) میری نسبت کچھ خیال ہے، تو انھوں نے [illegible] کہ اس بات کا کیا جواب دوں، [illegible] اور خدا جانتا ہے کہ میں پاک ہوں تو اس بات کو لوگوں کے دل قبول نہ کریں گے، اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ ہاں مجھ سے غلطی

۱؎ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] فصبر جمیل والله المستعان [illegible]

کی بھی روایت نہ کر سکتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تو کیا روایت ہوتی۔
پس ثابت ہوا کہ ان کا یہ کہنا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اُٹھ کر نہیں جاتی
اور اپنے خدا کے سوا کسی کا شکریہ ادا نہیں کرتی خدا و رسول کے خلاف نہ تھا۔ تو
بی بی کا شوہر سے وہ تعلق ہے جس میں اتنی بڑی بات کو خدا و رسول نے گوارا کر لیا
ورنہ یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم گرفت فرماتے یا اس پر کوئی آیت ضرور نازل ہوتی
چنانچہ ایک مرتبہ ازواج مطہرات نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خرچ زیادہ
مانگا تھا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی حالانکہ ظاہر میں ان کی درخواست کی وجہ معقول
بھی تھی کیونکہ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فتوحات بہت ہونے لگی تھیں
اور سب مسلمان فتوحات کی وجہ سے مالدار ہونے لگے تھے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس پر کبھی اپنی ذات خاص اور اپنے گھر والوں کے لئے دنیوی وسعت گوارا
نہ کی تو ازواج مطہرات نے اس موقع پر زیادہ خرچ کی درخواست کی تنگی کے
وقت انہوں نے ایسی درخواست کبھی نہیں کی حتیٰ کہ تنگی کے زمانہ میں بعض وقت
پانی بھی گھر میں نہیں ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا شکایت نہیں کی ہاں جب
فتوحات سے سب مسلمان مالدار ہونے لگے اور تنگی رفع ہو گئی اُس وقت انہوں نے
بھی اپنے لئے وسعت چاہی، مگر یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مذاق کے خلاف
تھی۔ آپ بیبیوں کے لئے تو وسعت کو کیا پسند کرتے اپنی بیٹی فاطمہ کے لئے
بھی اس کو گوارا نہیں کیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس بہت سے باندی غلام قید ہو کر آئے۔ اور آپ مسلمانوں میں ان کو
تقسیم فرمانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ
تم کو چکی پیسنے اور پانی بھرنے میں بہت تکلیف اُٹھانی ہوتی ہے اور اس وقت حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس باندی غلام بہت سے آئے ہوئے ہیں جن کو آپ لوگوں میں تقسیم

فرمایا یہ ہی کہ تم بھی حضور سے ایک باندی مانگ لاؤ تو اس محنت سے تم کو راحت مل جائے گی۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئیں تو اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں نہ تھے۔ انھوں نے حضرت عائشہ سے اپنی ضرورت کا مضمون بیان کر دیا کہ حضور تشریف لائیں تو میری طرف سے یہ عرض کر دی جائے۔ چنانچہ جب آپ گھر میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے حضور سے عرض کر دیا کہ صاحبزادی صاحبہ اس مقصود کے لئے تشریف لائی تھیں آپ اسی وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمایا فاطمہ کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتا دوں جو تمہارے حق میں ہر ایک چیز سے بہتر ہو۔ انھوں نے عرض کیا کہ ایسی چیز سے تو ابھی ضرور بتا دیجئے۔ آپ نے فرمایا لیٹنے کے وقت ۳۳ بار سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ وہ ایسی نیک صاحبزادی تھیں کہ اسی پر خوش ہو گئیں اور آخرت کو دنیاوی راحت پر ترجیح دی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کے لئے بھی باندی غلام رکھنا پسند نہیں فرمایا تو بیبیوں کے لئے ان باتوں کو کیسے پسند فرماتے۔

قناعت اور زہد

آپ ہمیشہ یہ دعا فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا یعنی اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کا رزق بقدر قوت کر دیجئے جس سے زندگی قائم رہ سکے۔ غرض دنیا کی نمائش و زیبائش آپ کے ذوق کے خلاف تھا۔ اس لئے ازواج کی اس فرمائش سے آپ رنجیدہ ہوئے۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا وَإِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ

بات بے تمیزی کی ہو جاتی ہے تو اس پر سخت سزا دی جاتی ہے۔ رہا یہ کہ عورتوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ اُن کی بے تمیزی کو گوارا کیا جائے۔ حدیث میں ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے اس لئے اس کے اخلاق میں کجی ہے۔ اگر اس کو سیدھا کرنا چاہوگے تو ٹوٹ جائیگی لہٰذا اس سے نفع اٹھانا ہے تو کجی کے ساتھ نفع اٹھاتے رہو۔ دوسرے کچھ عورتوں کے زیادہ مناسب حال یہی سب ہے کہ وہ تھوڑی سی بے تمیز بھی ہوں۔ کیونکہ اکثر بے تمیز وہی ہوتی ہیں جو سیدھی سادی ہوتی ہیں۔ اور ایسی عورتیں نہایت عفیف اور باپردہ ہوتی ہیں اور جو بہت سلیقہ دار ہیں وہ اکثر نہایت چالاک ہوتی ہیں۔ گو بعض ایسی بھی ہیں کہ سلیقہ دار ہونے کے ساتھ خاوند کی مطیع اور تابعدار بھی ہیں۔ لیکن ایسی بہت کم ہیں۔ زیادہ تو یہی دیکھا گیا ہے کہ سلیقہ دار عورتیں تابعدار نہیں ہوتیں۔ نیز ان میں عفت وحیا بھی کم ہوتی ہے۔ اور جو سیدھی سادی ہیں وہ خاوند کی بہت تابعدار اور جان نثار ہوتی ہیں۔ بعض عورتوں کو یہاں تک دیکھا ہے کہ وہ خود بیمار ہیں اُٹھنے کی بھی طاقت نہیں۔ مگر اسی حالت میں اگر کہیں خاوند بیمار ہو گیا تو وہ اپنی بیماری کو بھول جاتی ہیں۔ اب ان کو کسی پہلو قرار نہیں آتا نہ آرام ہے نہ چین ہر وقت خاوند کی تیمارداری میں مشغول رہتی ہیں۔ اور یہ تو روزمرہ کی بات ہے کہ عورتیں خود کم۔ اخیر میں کھاتی ہیں اور سب سے پہلے مردوں کو کھلاتی ہیں اور بعض دفعہ اخیر میں کوئی مہمان آیا تو خود بھوکی رہیں گی اور مہمان کے سامنے اپنے کھانے میں سے کھانا بھیج دیں گی۔ اگر سب کے کھانے کے بعد کچھ بچ گیا تو خود بھی کھا لیا ورنہ فاقہ کر لیا۔ اگر کبھی خاوند آدھی رات کو سفر سے آ گیا تو اسی وقت اپنا چین و آرام چھوڑ کر اس کے لئے کھانا پکانے بیٹھیں گی اور اس کی خدمت میں لگ جاویں گی تو اس قسم کی عورتیں جو خاوند پر مٹتی ہیں اکثر وہی ہیں جو تھوڑی سی بے تمیز بھی ہوتی ہیں۔ سلیقہ داروں میں یہ باتیں نہیں ہوتیں۔

تعلیم نسواں اور اسی وجہ سے میری رائے ہے کہ عورتوں کو دنیوی تعلیم مختصر سی ہونی چاہئے۔ ہاں دین کی تعلیم کافی ہونی چاہئے۔ میں نے کوئٹہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اپنی عورت کو جغرافیہ پڑھاتا تھا میں نے کہا کہ جغرافیہ کی عورت کو کیا ضرورت ہے؟ کیا بھاگنے کے لئے پڑھاتے ہو کیونکہ جب ان کو سب راستے [illegible] معلوم ہو گئے تو جب [illegible] کی بات پر ذرا رنجش ہوئی نکل بھاگے گی۔ عورت کا تو کمال یہی ہے کہ اس کو اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ کا راستہ معلوم نہ ہو کسی شہر کی اسے خبر نہ ہو اس جہالت ہی سے وہ گھر میں قید رہ سکتی ہے کیونکہ اس کو جب یہ معلوم ہی نہ ہوگا کہ کہاں جاؤں تو کہاں کو بھاگے۔ اس کو یہ خبر ہی نہیں کہ ریل میں کیسے بیٹھا کرتے ہیں ٹکٹ کہاں ملتا ہے۔ اسٹیشن کس طرف کو ہے اور جغرافیہ پڑھا کر تو وہ دنیا بھر سے باخبر ہو جائے گی [illegible] ذرا کوئی میری بات سمجھے کہ عورتوں کو جغرافیہ پڑھانے میں کیا مصلحت ہے بجز اس کے کہ بھاگنے کے راستے معلوم ہو جائیں [illegible] جو لوگ عاقل ہیں [illegible]

ڈاک خانہ مہر کر دیتا ہے کہ جو کوئی جہت سے خط بھیجے اس پتہ پر پہنچا آئے اور اگر کسی کی [illegible] ہو جانے سے [illegible]

[illegible]

لکھا ہو؛ لڑکیوں کو اس قدر رکھنا چاہیئے کہ محلہ والوں کو بھی خبر نہ ہو [illegible] گھر میں کتنی عورتیں ہیں [illegible] [illegible] یہ حالت ہے کہ جب بعض عورتوں کی شادی ہو جاتی ہے [illegible] مناسب ہے کہ اس کی خبر [illegible] گھر والوں سے [illegible] کہ لڑکیوں کو [illegible]

[illegible]

سامنے [illegible] خط و کتابت کرو [illegible] جو کچھ لکھوانا ہو اپنے [illegible] کہہ دو [illegible]
[illegible] کی بیوی کی صحت میں تم کو [illegible] خط لکھنے پڑتے [illegible]
[illegible] شوہر یا بھائی یا بیٹے [illegible] اور [illegible]
[illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کا شوہر سے تعلق درست ہو جاتا ہے اور ان کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے۔ شوہر کے حقوق پہچاننے لگتی ہے۔ لیکن یہ ہرگز امید نہ رکھو کہ وہ بالکل تمہاری ہو جائیں کیونکہ ان میں خلقی کجی ہے جو دور ہو نہیں سکتی۔ کتے کی دم کو چاہے برسوں نلکی میں رکھو مگر جب نکالو گے ٹیڑھی ہوگی۔ تو اگر تم سخت مزاج نہ ہو چاہئے کہ عورت کی ذرا ذرا سی چیزوں پر غصہ کیا کرے۔

ضرورت اولاد

سو بعض دفعہ تو وجہ ہوتی ہے مرد کی سختی اور تند مزاجی کی یہ تو ایسی وجوہ ہیں جن میں عورت کی عادت کے نتیجہ کو کچھ دخل ہے دیگر غیر ضروری باتوں پر غصہ ہو جاتا ہے۔ یہ تو نہایت سخت غلطی ہے مثلاً بعض لوگ بڑے ہو جاتے ہیں مگر نکاح کے ان کو اولاد نہیں ہوتی تو اس لئے بیوی پر غصہ کرتے رہتے ہیں [illegible] بعض دفعہ دوسری شادی کرتے اور ان سے بھی نہیں ہوتی حالانکہ وہ ہر قسم کی دوائیں اور [illegible] بھی استعمال کرتے ہیں مگر پھر بھی خاک نہیں ہوتا یہ تو محض خدا تعالیٰ کے قبضہ و اختیار کی بات ہے اس میں عورت کا کیا قصور ہے بعض مردوں کو یہ عادت بھی ہے کہ وہ بیویوں سے اس بات پر خفا ہوتے ہیں کہ کمبخت تیرے تو لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہیں بیٹا نہیں ہوتا اس میں بھلا عورت کا کیا قصور ہے (بلکہ انصاف سے پوچھو تو شاید وہ مرد ہی کا قصور ہے) [illegible] کی بات نہیں کیونکہ ع

[illegible]

[illegible] حضرت خضر علیہ السلام نے بھی ایک لڑکے کو قتل کیا تو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گر خضر در بحر کشتی را شکست صد درستی در شکست خضر هست

بعض روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس لڑکے کے قتل ہونے کے بعد حق تعالیٰ نے اُن کے والدین کو ایک لڑکی دی جس کی اولاد میں انبیا ہوئے [illegible] ویسا ہی ہو جیسا وہ لڑکا تھا [illegible] خدا کی بڑی مصلحت ہے کہ اُس نے آپ کو لڑکی دی [illegible] نہیں کیا کرتیں والدین کی خدمت [illegible] اُن کے [illegible] ایسے لڑکے کو نہیں [illegible] تو ذبح کر سکتے ہیں [illegible] کی مثال ہے اور جس کو [illegible] کی اولاد میں [illegible] کے لئے بڑی مصلحت ہے وہ بندوں کے مصالح کو اُن سے زیادہ جانتے ہیں [illegible] شخص نے [illegible] اُس کے [illegible] کیا کہ دعا کر دیجئے کہ اُس کے اولاد ہو حضرت نے [illegible] فرمایا [illegible] دعا سے کیا [illegible] جانتے ہیں [illegible] اُس سے حضرت بہت خوش ہوئے اور [illegible]

[illegible] کے ساتھ تھوڑی ہی [illegible] ہو سکتی تھی میرے بھائی ایک ظرافت کی کہانی سناتے تھے کہ ایک شخص نے کسی صاحب سے پوچھا کہ [illegible] خیریت ہے تو [illegible] خیریت [illegible] یہاں ہوگئی [illegible] ہمارے یہاں خیریت [illegible] کھڑا ہوا ہے آج [illegible] کسی دوست [illegible] ہے کوئی کہیں [illegible] خیریت ہوئی [illegible] جو [illegible] کے [illegible] خیریت [illegible] تو [illegible] خیریت کہاں۔ [illegible] اور جب [illegible] تو اُن کے [illegible] میاں [illegible] خدمت [illegible] آپ انھیں [illegible] خوشی کی [illegible] آپ

مقصود بالذات ہیں اور کھانا پینا مقصود بالغیر بخلاف مرد و عورت کے کہ وہ خود تو مقصود نہیں ہیں بلکہ ان کو تو نسل کے واسطے پیدا کیا گیا ۔ دیکھئے گیہوں دو قسم کے ہوتے ہیں ۔ ایک وہ جن کو کھانے کے لئے رکھا جاتا ہے ۔ دوسرے وہ جو تخم کے لئے رکھے جاتے ہیں ۔ تو ان دونوں میں مقصود وہ ہے جو کھانے کے لئے رکھا جاتا ہے کیونکہ بالذات مقصود یہی گیہوں تھے اور جس کو تخم کے واسطے رکھتے ہیں وہ مقصود نہیں بلکہ وہ واسطہ ہیں تحصیل کے اسی طرح جنس کے ابقا کو جو آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک جاری ہیں مقصود وہی ہے اور سب اس کے وسائل اور مقدمات تھے اور ان کے بقا کو ہوئی ہے وہ خود مقصود نہیں ہیں بلکہ تخم کے واسطے رکھے گئے ہیں تو واقعی یہ بڑی نعمت ہے اولاد والوں کو اتنی حسرت ۔ اس مضمون کو سوچ کر تسلی ہو جانی چاہیئے اور اگر اس سے بھی تسلی نہ ہو جائے تو دنیا کی حالت کو دیکھ کر تسلی کر لیا کریں کہ جن کے اولاد ہے وہ کیسی مصیبت میں گرفتار ہیں اور اس سے بھی تسلی نہ ہو تو یہ سمجھ لے کہ خدا کو منظور ہے اور شاید واسطے بہتر ہے نہ معلوم ۔ اولاد ہوتی تو کیسی ہوتی اور یہ بھی نہ کر سکے تو [illegible] کہ اولاد نہ ہونے میں بہتری کیا ضرور ہے ۔

ضرورت نکاح ثانی

بعض لوگ صرف اس بات پر کہ اولاد نہیں ہوتی دوسرا نکاح کرتے ہیں حالانکہ دوسرا نکاح بڑی سخت [illegible] خصوصاً مرد [illegible] ہے کیونکہ عدل شرط ہے ۔ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ کہ اگر تم ان بیویوں میں عدل نہ ہو سکے تو ایک پر [illegible] [illegible]

کہ تجارت تو مل قریب قریب قدرت سے خارج ہے پھر جس شخص کے لئے دوسرا عزم کیا ہو تو بجز حسرت کے کیا کچھ میسر ہے کہ دوسرے نکاح سے وہ حاصل ہو ہی جائے گی، ممکن ہے کہ اس سے بھی اولاد نہ ہو تو پھر کیا ہو گے۔ بلکہ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ایک شخص نے پہلی بیوی کو بانجھ سمجھ کر دوسرا نکاح کیا اور نکاح کے بعد ہی پہلی بیوی سے اولاد ہوئی تو خواہ مخواہ ایک مشتبہ امر کے لئے اپنے کو دو عورتوں کی مصیبت میں گرفتار کرنا اچھا نہیں۔ اور عدل نہ ہوا تو پھر دنیا و آخرت دونوں کی مصیبت سر پر رہی۔ لوگ زیادہ تر اولاد کے طالب ہوا کرتے ہیں اور اولاد کی تمنا اس لئے ہوتی ہے کہ نام باقی رہے، تو نام کی حقیقت سن لیجئے ایک تجربہ کر ذرا لوگوں سے پوچھئے تو پردادا کا نام بہت سوں کو معلوم نہ ہو گا۔ جب خود اولاد ہی کو اپنے پردادا کا نام معلوم نہیں تو دوسروں کو خاک معلوم ہوگا تو بتائیے نام کہاں رہا۔ صاحب نام اس سے چلتا ہے۔ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۔ خدا کی فرمانبرداری کرو۔ اس سے نام چلے گا۔ اولاد سے نام نہیں چلا کرتا۔ اور اگر نالائق نکلی تو الٹی بدنامی ہوتی ہے۔ اور نام چلا بھی تو نام ہی کیا چیز ہے جس کی تمنا کی جاوے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو اس کی تمنا کی ہے تو اس سے محض نام کا چلانا مقصود نہ تھا بلکہ اُن کا مقصود یہ تھا کہ لوگ میری اقتدا کریں گے اور مجھ کو ثواب ملے گا۔ کیونکہ اس کے ساتھ فرماتے ہیں وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ کہ اے اللہ مجھ کو جنت کے وارثوں میں کر دیجئے تو اصل تمنا تو یہ ہے کہ قیامت میں جنت ملے اور دنیا میں اعمال صالحہ کی بدولت خلق دنیا میں اچھی شہرت ہو تو یہ بات اولاد سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ نیک اعمال سے حاصل ہوتی ہے۔ اس میں کوشش کرنا چاہئے۔ دوسری کوشش کہ مقصود پر اولاد کی تمنا ہو تو یوں سمجھے کہ اگر ان میں کا بگڑ جانا اور شقاوت انسان ہو جاتی ہے۔ چنانچہ بعض لوگ جنت میں بھی اولاد کی تمنا کریں گے، حالانکہ وہاں نام چلانا بھی مقصود نہ ہوگا کیونکہ جنت سے کہیں جانا

والے کبھی فنا ہی نہ ہوں گے بلکہ وہاں بس تمنا کا منشا محض طبعی التذاذ ہوگا تو میں اس سے منع نہیں کرتا میرا مقصود یہ ہے کہ ان طبعی تقاضے کی وجہ سے عورت پر غصہ نکالنا کہ تیرے اولاد نہیں ہوتی یا لڑکیاں ہی ہوتی ہیں بڑی غلطی ہے اور یہ امور غیر اختیاری ہیں ان پر الزام نکالنا کہ ان سے خفا ہو اور ان پر زیادتی کرنا ممنوع ہے۔

اخلاق النسواں

حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔

یہ کیسے مطلب کی بات ارشاد فرمائی ہے۔ مردوں کو اس میں غور کرنا چاہیئے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم اپنی بیبیوں سے کسی بنا پر کراہت کرتے ہو تو یہ بات بہت قریب ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور حق تعالیٰ نے اس میں بہت بڑی مصلحت رکھی ہو۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو کہ اولاد کے ہونے نہ ہونے میں تو مصلحت ہو سکتی ہے، جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا لیکن اگر عورتوں کی بدتمیزی اور زبان درازی کی وجہ سے نفرت ہوتی ہے تو اس میں کیا مصلحت ہو سکتی ہے تو اس لئے کہ اس میں مرد کے لئے مصلحت ہوتی ہے۔ ایک تو یہ کہ اس کی ایذاؤں پر صبر کرنے سے اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔ دوسرے اس کے مزاج میں تحمل پیدا ہو جاتا ہے اور بردباری اخلاق حمیدہ میں سے ایک خلق ہے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ بڑے ہی نازک مزاج تھے اور ایسے نازک مزاج تھے کہ ایک دفعہ حضرت کی ایک مریدنی جو بڑی سلیقہ مند تھی ایک رضائی خوب کھینچ کر لائی اُس وقت آپ لیٹ رہے تھے۔ فرمایا میرے اوپر ڈال کر چلی جاؤ۔ چنانچہ اس نے آپ کے اوپر ڈال دی۔ صبح کو جب اٹھے تو آنکھیں سرخ تھیں خادم نے وجہ دریافت کی فرمایا کہ رات نیند نہیں آئی۔ خادم نے کہا کیا سردی معلوم ہوئی تھی۔ فرمایا نہیں سردی تو رضائی سے دفع ہو گئی تھی مگر رضائی میں ٹیڑھے ٹانکے پڑے

پڑے تھے اُس کی وجہ سے طبیعت کو اُلجھن رہی اور نیند نہ آئی۔ تو خیال کیجئے کہ رات کو تھوڑی دیر منہ لپیٹے ہوئے پلنگ پر نظر نہ آتے تھے، مگر آپ کو اوڑھتے ہی سے اس کا احساس ہوا تو یہ کس قدر لطافت مزاج تھی کہ محض کپڑے کے بدن پر پڑنے سے بدن دکھنے لگا اور دل کا گھبرانا ہونا معلوم ہو گیا پھر اس سے تنگ اُلجھن ہوئی کہ رات بھر نیند بھی نہ آئی۔ الغرض آپ نازک مزاج تھے مگر تھے ایسے کہ بیوی نہایت بد مزاج ملی تھی جو آپ کو نہایت کڑی کڑی سنایا کرتی، اور آپ سب کی سب باتیں سہتے تھے مگر کبھی کا خیال نہ کیا نہ اپنی طرف سے کچھ بدلہ دیا بلکہ اس قدر خاطر داری کرتے تھے کہ ہر روز خادم کو بھیج کر کہتے کہ بیگم صاحبہ کا مزاج پوچھ کر آؤ۔ خادم جاتا اور بیوی صاحب کی طرف سے مزاج پرسی کرتا اور وہ حضرت کو برا بھلا کہتی تھیں۔ غرض ہر روز یہ ہی حالت رہی اتنا برا کہتے وہ بھی کس طرح تھیں، ایک دفعہ ہوا کہ خادم گئے ان کو حسب معمول بی بی صاحبہ کی مزاج پرسی کے لئے بھیجا اور انہوں نے ان کے سامنے بھی ان صاحب کو خوب برا بھلا کہا، یہ صورت دیکھ کر خادم کو غصہ آ گیا اور حضرت سے آ کر عرض کیا کہ وہ آپ کو بہت برا بھلا کہتی ہیں۔ پھر آپ ان کا اتنا خیال کیوں کرتے ہیں۔ فرمایا بھائی ان کی باتوں کا برا نہ مانو کہ ہماری تربیت کرتی رہتی ہیں اور میں اس سے ان کی خاطر کرتا ہوں کہ میری وہ بڑی محسن ہیں، مجھ میں یہ سب تحمل ان ہی کی بدولت ہے۔ الحمد للہ اتنی نازک مزاجی اور بیوی کی بدمزاجیوں سے جتنی پریشانی ہوگی، مگر کمال یہ کہ پھر بھی صبر کرتے ہیں۔

شنیدم کہ مردان راہ خدا   دل دشمنان ہم نکردند تنگ
ترا کی میسر شود این مقام   کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

سنا ہے کہ اللہ والوں نے دشمنوں کا دل بھی تنگ نہیں کیا، تمہارے دوستوں سے [illegible] [illegible] دشمنوں کی یہ بات ہے تو بیوی سب سے زیادہ دوست ہے اس کی ایذا کو بھی

ہم سے تحمل نہیں ہوتا اور ثواب سے محروم رہتے ہیں تحمل نہیں کرتے ہیں کیونکہ تحمل کرو تو بڑا
سے کوئی نہ ہوا ہو گا کسی کا اس سے گناہ دور ہو جاوے۔ ایسا مشہور ہے ایک مرد و زن
کی بابت حکایت سنی کہ مرد تو بہت ہی بزرگ تھے اور بیوی بہت ہی بدمزاج تھیں
ایک دن انہوں نے بیوی سے کہا کہ تو بڑی کمبخت ہے کہ تجھے میرے ساتھ رہتے ہوئے
اتنا زمانہ گزر گیا اور اب تک تیرا مزاج نہیں بدلا۔ تو بیوی نے کہا میں کمبخت کیوں ہوں
مجھ سے زیادہ تو کوئی خوش نصیب نہ ہو گی کہ مجھ جیسی مرد ملا کمبخت تو تم ہو کہ تم کو
ایسی عورت ملی۔ اسی طرح کتابوں میں ایک مرد و عورت کی حکایت لکھی ہے کہ مرد تو
نہایت حسین تھا اور عورت نہایت بدصورت اور [illegible] تھا وہ بدمزاج بھی تھی
کہ ایسا ہو تو مرد ایک ہی دن میں طلاق دے کر الگ ہو جائے مگر وہ صبر کا بندہ سب
سب باتوں پر صبر کرتا تھا۔ کسی نے اس سے کہا کہ تم اس بیوی کو طلاق کیوں نہیں دے
دیتے۔ کہا نہیں میں طلاق کیوں دوں کہ وہ دوسرا [illegible] یہ سمجھ کر مجھ سے کوئی کام
لیا تھا [illegible] اس مرد [illegible] بیوی [illegible] اور اس سے کوئی نیک کام
نہیں ہوا اس کے بدلے میں خدا نے اسکو مجھ جیسا حسین مرد دیا۔ آج میں اس کو [illegible]
اور وہ میرا [illegible] کی کیا وجہ [illegible]
کر لیتے اور کبھی [illegible]
تحمل [illegible] اگر بیوی کی واقعی [illegible] اس سے [illegible]
چاہئے۔ اس تحمل سے [illegible] بڑا [illegible] ہوتا ہے اور بہت اچھا [illegible] ہے۔

حقوقِ زوجہ

بعض مرد [illegible] عورتوں کا حق [illegible] ہیں
بلکہ بہت [illegible] کر بیٹھے [illegible]

بیٹھے رہا [illegible] بیویوں کو تکلیف [illegible] رکھتے ہیں — [illegible]
[illegible] ہیں۔

بجوی مرد بے حمیت را که هرگز　　نخواهد دید روئے نیک بختی
تن آسانی گزیند خویشتن را　　زن و فرزند بگذارد بسختی

یہ بہت ہی بے غیرتی کی بات ہے کہ مرد تو خود بنا ٹھنا رہے اور بیوی کو میلی کچیلی کپڑوں میں رکھے کہ اُس کے کپڑے کا خیال ہے نہ کھانے کا۔ حالانکہ زینت و آرائش کا حق زیادہ تر عورت ہی کو ہے مردوں کو زیادہ زینت زیبا نہیں ہے۔ بعضے مرد ایسے کم ہمت ہوتے ہیں کہ [illegible] عورتوں میں [illegible] ہیں اور اُن کے گھروں میں [illegible] موجود ہوتی ہیں مگر وہ بیکار پڑی رہتی ہیں اُن کی طرف رُخ بھی نہیں کیا جاتا۔ ہندوستان کی عورتیں جو پردہ نشین ہیں وہ ہمیشہ روتی رہتی ہیں اور [illegible] کرتی ہیں کسی سے اپنا [illegible] نہیں [illegible] ایک شخص [illegible] میں آ رہے [illegible] کے پاس [illegible] تھے [illegible] بہت [illegible] تھی [illegible] جب [illegible] کہتے تھے کہ میری [illegible] بات ہے [illegible] ہیں [illegible] کہ [illegible] آپ [illegible] ہیں [illegible] بہت [illegible] اگر [illegible] ایک [illegible] اور [illegible] تو اُن کو [illegible] ساتھ [illegible]۔ اس [illegible] کی وجہ سے [illegible] قدر [illegible] ہندوستان کی [illegible] [illegible] وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ۔ [illegible] ہیں [illegible] ہیں۔ [illegible] کا [illegible] ایسا پیدا

معلوم ہوتا ہے کہ واقعی نقشہ کھینچ دیا۔ اور بعض عورتوں کے اندر پردہ کی وجہ سے ہوتی ہے کہ ان کو اپنی چہار دیواری کے سوا دنیا کی کچھ خبر نہیں ہوتی جس کو آجکل کہا جاتا ہے کہ عورتوں کے پردہ نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا کیونکہ عورتوں کو قید میں رہنے کی وجہ سے دنیا کی کچھ خبر نہیں ہوتی نہ صنعت و حرفت سیکھتی ہیں نہ علوم و فنون سے آگاہ ہیں۔ بس کمانے کا سارا بوجھ مردوں پر رہتا ہے دوسری قوموں کی عورتیں خود بھی صنعت و حرفت سے کمائی کرتی ہیں۔ تو اس کا جواب میں کہتا ہوں کہ حق تعالیٰ نے عورتوں کو [illegible] [illegible] ہے تو ہر [illegible] اس [illegible] قرآن میں جیسے [illegible] عورتوں کے بچہ جننے اور ان کی تربیت کرنے [illegible] تو گھر والوں کی خیر ہے اور [illegible] کی خبر نہیں بس وہ تجویز کرتے ہیں کہ یہ خود [illegible] قرآن کو [illegible] سے زمانہ میں خود بتا دے کہ تمام دنیا کی قومیں اس پر متفق ہیں کہ قرآن کی برابری [illegible] تعلیم ہے کہ عورتوں کے لئے [illegible] وہ [illegible] ہے یہ صنعت ہندوستان کی عورتوں میں بکثرت ہے کہ وہ [illegible] ان کو [illegible] نہیں ہوتا میری ایک [illegible] تھیں [illegible] بڑی بی، وہ جوانی ہی میں بیوہ ہو گئی تھیں، مگر ساری عمر ان کے گھر [illegible] آخر میں ان کی بہت عمر ہو گئی تھی [illegible] کوئی رشتہ دار بھی نہ تھا [illegible] کرنے سے [illegible] ہوتی تھیں۔ وہ مجھ سے بہت محبت کرتی تھیں میں نے ہر چند اصرار کیا کہ تم میرے گھر میں آ کر رہو [illegible] کیا [illegible] تو یہ فرمایا کہ [illegible] تو وہاں سے [illegible] نکلوں۔ میں نے کہا کہ اگر تم [illegible] تمہارا [illegible] کی عزت [illegible] نکال [illegible] مگر جب [illegible] انہوں نے [illegible] جب [illegible] مریض ہو گئیں تو اس حالت میں [illegible] ان کا [illegible] وقت [illegible]

وسیع ہوتی جس میں اور مستورات جا کر رہ سکتیں۔ تو واقعی ہندوستان کی عورتوں میں جہاں لیاقت وغیرہ ہے وہاں یہ خوبیاں بھی ہیں لیکن تو دیکھنا چاہیے کہ عیب ان [illegible] تہذیب و شائستگی نہیں ہے

انگریزی قوموں کی عورتوں میں جو خوبیاں سلیقہ و تمیز کی بیان کی جاتی ہیں وہ تو کتب [illegible] ہیں جو دوسری قوموں کی تعلیم سے حاصل کر سکتی ہیں۔ ورنہ ہندوستان کی عورتوں میں [illegible] خوبیاں ہیں وہ فطری ہیں کہ تعلیم سے حاصل نہیں ہو سکتیں۔

[illegible] یہ ہے کہ [illegible] اور ان سے بے پروائی [illegible]

[illegible]

[illegible]

افسوس ہے دینی حقوق تو کیا ادا کرتے —— دنیوی حقوق پر بھی [illegible] توجہ نہیں چنانچہ نہ بیوی کی خبر گیری ہے [illegible] باتوں [illegible] میں [illegible] قیمت [illegible] تو دین [illegible] کی کچھ کوشش کی [illegible] یہ مطلب نہیں کہ زمانے کے [illegible] حد سے زیادہ سختی کرو ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ [illegible] بلکہ [illegible] نرمی [illegible] اگر [illegible] میں دینی رسالے پڑھو [illegible] ان کے اخلاق کی درستی ہو [illegible] دین کا شوق خود بخود ہو گا اور [illegible] سختی [illegible] پڑھنا شروع کرو [illegible] شوق سے [illegible] عورت کے دل پر اثر بہت جلدی ہوتا ہے اگر ان کو دین کی [illegible] تو ان شاء اللہ بہت جلد اصلاح ہو جائے گی [illegible] اپنی بیویوں کی شکایتیں کرتے ہیں کہ ایسی بے تمیز اور ایسی جاہل ہیں اگر وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ انہوں نے ان کا حق کیا ادا کیا [illegible] اور ان کے دین کا ذرا بھی خیال نہیں کیا [illegible] بادشاہ کی [illegible]

[illegible]

[illegible] طلب کیا اُس نے کہا منظور کیا باپ کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ایک سوال [illegible]

[illegible]

[illegible] ——— [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

پوچھو یہی کہیں گی کہ کیا ہیں دو چیتھڑے اور ٹوٹے دو چار جوڑے کپڑے ہونگے سو اس کے متعلق دستور العمل یہ رکھو کہ تم نصیحت کر کے اپنے کام میں لگو بھلی وہ جانیں ان کا کام تم کیوں فکر میں پڑے اور دوسری شکایت کا جواب اس مصرع میں ہے

ع درزمین دیگراں خانہ مکن

(ترجمہ۔ دوسرے کی زمین میں گھر نہ بناؤ۔)

کہ غیر کی زمین میں گھر بنا لیں تو یہیں نہ تھی کہ کسی وقت کوئی دعویٰ کر بیٹھے پھر ایک بیٹھے لو چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا ورنہ مکان میں بیٹھنے کے لئے بس کسی روز سے اس کا خاص ہو گیا رکھے وہ جب بہت بھولے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ جبھی تو سے پہلے گھر سب یا سب ہی بنا رہیں گھر میں ان کے خلاف بنا ہوئی رائے ہے یہ کہ گھر کے ابھی وہاں کی اور اس جگہ کی صورت اس بات پر بیچ تو ہر چیز کا مقصد یہی ہے کہ گھر اچھا بنے کا کوئی طریقہ ہے رہنے کا بندوبست کر سکے عورت کو کیا حق ہے عقل عورت کی یہ عادت ہے کہ وہ خود ضرورت سے زیادہ دل سے پیش آتی ہیں اس کے سامنے خوشی کی باتیں ہوتی رہتی کہ بعض خاوند بڑے بگڑے ہیں گھر یہ عیب نہیں ہوتی۔

مجھے ایک حکایت یاد آئی کہ ایک عورت بڑی زبان دراز تھی اور اس کا خاوند اس کو بہت مارتا تھا۔ عورت ایک بزرگ کے پاس گئی کہ مجھے ایسا تعویذ دیجئے جس کے اثر سے میرا خاوند مجھے نہ مارا کرے۔ وہ بزرگ تھے بہت عاقل وہ سمجھ گئے کہ یہ زبان درازی کرتی ہوگی اس سے پٹتی ہے آپ نے فرمایا کہ اچھا تعویذ پانی پر پڑھ دوں گا چنانچہ پڑھ دیا اور فرمایا کہ جب خاوند غصہ ہو کر کے تو اس میں سے ایک چلو منہ میں لے کر بیٹھ جایا کرو۔ الخ رہنا کچھ نہیں بولنا۔ چنانچہ وہ لے کر آئی اور منہ میں گھونٹ کر بیٹھ جایا کرتی۔ اب ساری زبان درازی جاتی رہی پھر کیا بولے گی منہ کو تو بند رکھنا ہے گیا آخر تھوڑے دنوں میں سب

جب [illegible] دولتیں اور [illegible] رکھنے کی صندوق بھرے ہوں گے [illegible]۔ خصوصاً تو [illegible] ہے، مگر حقیقت میں سب [illegible] اور [illegible] کبھی [illegible]، وہ ہمیشہ ہر چیز کو کم ہی سمجھتی [illegible] ہے پس کیا ہے کچھ بھی نہیں۔ ناشکری کی عادت عورتوں میں بہت ہی زیادہ ہے حدیث میں عورتوں کی اس عادت کا ذکر آیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار عورتوں کو خطاب کر کے فرمایا تکثرن اللعن وتکفرن العشیر یعنی تم لعنت اور پھٹکار بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ ایک حدیث میں ہے، اگر عورت سے ساری عمر احسان اور بھلائی کرتے رہو پھر کبھی کوئی بات اس کے خلاف مزاج ہو جائے تو صاف یوں کہہ دیتی ہے ما رأیت منک خیرا قط — کہ میں نے تجھ سے کبھی کوئی آرام نہیں دیکھا۔ ساری عمر کے احسان کو ایک منٹ میں کھو دیتی ہیں۔ [illegible] وہ خاوند [illegible] باپ [illegible] [illegible] [illegible]

ہر چہ بر خود نکنی بر بیگانہ مکن

[illegible]

راضی ہو گیا حقیقت میں [illegible]

[illegible]

دعویٰ مساوات

[illegible]

کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے یعنی جھکا کرے۔ مرد کی عظمت کا اگر خدا کے بعد
کسی کے لئے سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو مرد کے سجدہ کا حکم ہوتا۔ مگر اب عورتیں مردوں
کی یہ قدر کرتی ہیں کہ اُن کی سامنے زبان درازی اور مقابلہ سے پیش آتی ہیں۔ اگرچہ یہ
[illegible] جب مرد کو غصہ ہے مجھ کو کبھی غصہ آجاتا ہے تو سمجھو کہ غصہ ہمیشہ نہیں رہے
[illegible] جس طرح آگ اپنے [illegible] نہیں
[illegible] اسی طرح [illegible] کو حکم [illegible]
[illegible] غصہ [illegible]
[illegible] ایک [illegible]
[illegible]

[illegible] مرد کے [illegible]
[illegible] اگر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible] اور مرد کے
[illegible] ایک [illegible]

اتفاق باہمی [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

ہے کہ مرد رشوت لیتا ہے۔ یہ مقدور ہوتا ہے تو زیادہ تر جو مرد [illegible] آمدنی میں مشغول میں اس کا بڑا سبب عورتوں کی فضول خرچی ہے۔ مثلاً کسی گھر میں شادی ہوئی تو یہ فرمائش ہوتی ہے کہ قیمتی جوڑا ہونا چاہیے۔ اب وہ سو دو سو روپے میں تیار ہوتا ہے۔ مرد نے سمجھا تھا کہ خیر سو دو سو ہی کی بات تھا، مگر بیوی نے کہا، نہ یہ تو شادی کا جوڑا ہے بڑی بوڑھی کا [illegible] ہونا چاہیے۔ وہ بھی آگ کے [illegible] تب کہیں تیار ہوا۔ پھر فرمائش ہوتی ہے کہ جہیز میں دینے کو بیس پچیس جوڑے ہونے چاہئیں۔ غرض کپڑے ہی کپڑے میں سیکڑوں روپے لگ جاتے ہیں۔ جہیز میں اس قدر کپڑے دیئے جاتے ہیں کہ ایک بار میں ضلع میرٹھ کے ایک گاؤں میں گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہاں ایک بہو صرف [illegible] ہزار دو سو روپیہ کا لائی ہے۔ برتن اور زیور اور کپڑے الگ۔ اس سے [illegible] میں نے بعض گھروں میں دیکھا ہے کہ جہیز میں اتنے کپڑے دیئے گئے تھے کہ لڑکی ساری عمر بھی پہنے تو ختم نہ ہوں۔ اب وہ کیا کرتی ہے۔ اگر سخی ہوئی تو خیرات کی جگہ بانٹنا شروع کر دیا۔ ایک جوڑا کسی کو دیا، ایک کسی کو۔ اور بخیل ہوئی تو صندوق میں بند کر کے رکھ لئے۔ پھر بہت سے جوڑوں کو تو پہننا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ صندوقوں ہی میں رکھے رکھے گل جاتے ہیں۔ غرض اس فضول خرچی کے سبب سے بہت سے خاوند تباہ و برباد ہو گئے ہیں۔ بھلا جہیز میں اتنے کپڑے دینے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر کوئی کرے بھی کیا [illegible] کہ لڑکی والے [illegible] ایسا جہیز دیا اور [illegible] کی [illegible] مرد [illegible] میں نے ایک [illegible] حکایت سنی ہے [illegible] کہ انھوں نے [illegible] نکاح کیا اور جہیز میں صرف ایک [illegible] اور ایک [illegible] اور ایک [illegible] اس کے سوا [illegible] کر دی اور کہا میری نیت [illegible] شادی میں [illegible] [illegible]

[illegible] مگر میں نے سوچا کہ اس دھوم دھام سے میری بچی کو کیا نفع ہوگا۔ بس لوگ کہہ دیں گے کہ بیٹی کے بیاہ میں روپیہ برباد ہوگا اور بیٹی کو کچھ حاصل نہ ہوگا اس لئے میں نے یہ صورت اختیار کی جس سے بیٹی کو نفع پہنچے۔ اور جائداد سے بہتر [illegible] کے لئے نفع کی کوئی چیز نہیں جس سے وہ اور اس کی اولاد پشتہا پشت تک بے فکری سے گزر کرتے رہیں گے۔ اب کوئی مجھے بخیل اور کنجوس بھی نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں نے دعوت [illegible] بھی کی اور اپنے گھر میں کمی نہیں رکھی۔ دیکھو یہ ہوتا ہے حقوق کا ادا کرنا۔ اگر کوئی کرے تو بیٹی کے جہیز میں بہت دینا برا نہیں۔ مگر طریقہ سے دینا چاہئے جو [illegible] کام آئے۔ مگر عورتوں کو یہ نہیں سوجھتا۔ یہ تو [illegible] ترکیب [illegible] سے روپیہ برباد کرتی ہیں جس سے [illegible] کچھ وصول نہ ہو لڑکی کو۔ یہ وہ کوتاہیاں ہیں جو عورتیں دینی حقوق میں کرتی ہیں۔ مگر ظاہر میں دنیا سے [illegible] ہیں سب دینی ہے کیونکہ شریعت نے [illegible] کی حفاظت اور اس کی [illegible] عورتوں کے ذمہ رکھی ہے اگر وہ ان میں کوتاہی کریں گی تو ان سے باز پرس ہوگی۔

دینی حقوق میں کوتاہی

ایک کوتاہی دینی حقوق میں کرتی ہیں کہ مرد کو جہنم کی آگ سے بچانے کا اہتمام نہیں کرتیں [illegible] بلکہ پروا نہیں کرتیں کہ وہ [illegible] حلال و حرام میں مبتلا ہے۔ اور [illegible] رشوت وغیرہ سے باز نہیں آتا، تو اس کو سمجھائیں کہ تم حرام [illegible] ہم حلال ہی میں اپنا گذر کر لیں گے۔ علیٰ ہذا اگر مرد نماز نہ پڑھتا ہو تو اس کو نصیحت نہیں کرتیں [illegible] اپنی غرض کے لئے اس سے سب کچھ [illegible] مرد کو [illegible] کہ اگر [illegible] کے لئے ضرورت [illegible] نماز روزہ کی پابندی کرو [illegible] نصیحت کرو تو انشاء اللہ اثر ہوگا۔ مگر بعضی عورتیں دیندار [illegible] آتی ہیں تو یہ ترتیب اختیار کرتی ہیں کہ [illegible]

مشغول رہنا چاہئیں اور گھر کو ماماؤں پر ڈال دیا یہ طریقہ بھی اچھا نہیں کیونکہ گھر کی نگہبانی
اور خاوند کے مال کی حفاظت عورت کے ذمہ فرض ہے جس میں اس صورت سے بہت
خلل واقع ہوتا ہے اور جب فرض میں خلل آگیا تو یہ نفلیں اور تسبیحیں کیا نفع دیں گی
اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم نفلیں بھی نہ چھوڑو گھر کی خبر بھی لو نماز روزہ اس طرح کرو
کہ اس کے ساتھ خاوند کا بھی پورا حق ادا کرو اور تمہارے واسطے یہ بھی دین ہی ہے کہ تم
گھر کے کام کاج میں لگی رہو اس میں بھی ثواب ملتا ہے اگر اس نیت سے کرو کہ میں حق تعالیٰ کے حکم
کا امتثال کرتی ہوں کیونکہ حق تعالیٰ نے گھر کی حفاظت اور خبر گیری میرے ذمہ کی ہے
بالکل دنیا کے کاموں میں ایسی منہمک نہ ہو کہ دین کو چھوڑ دو بلکہ اعتدال سے کام لو
دین کے ضروری کام بھی ادا ہوتے رہیں اور گھر کا کام بھی لگاؤ کے ساتھ ہوتا رہے۔
یہ غفلت بہت بری ہے کہ تسبیح اور نفلوں میں مشغول ہو کر گھر کے کام کو بالکل چھوڑ دیا
جائے [illegible] تو گھر کے کام کرتے ہوئے بھی ہو سکتا ہے یہ کیا ضرورت ہے
کہ [illegible] کے ساتھ [illegible] کیا جائے حدیث میں آتا ہے کہ

لا یزال لسانک رطبا من ذکر اللہ

ترجمہ زبان تمہاری اللہ کی یاد سے ہر وقت تر رہنا چاہئے

[illegible] ہر [illegible] تسبیح اور مصلیٰ پر وقت ساتھ نہیں رہ سکتا تو معلوم ہوا کہ ذکر
کے لئے [illegible] پابندی کی ضرورت نہیں بلکہ ہر وقت اور ہر حال میں ہو سکتا ہے۔
[illegible]
[illegible] تو [illegible] رہیں اور کسی کام کو ہاتھ نہ [illegible]۔
[illegible] بیٹھ کے لئے [illegible]
[illegible] خادمہ کی [illegible] وقت [illegible] رہتی ہے
[illegible]

حدیث میں ہے کہ مسلمان قوی مسلمان کمزور سے اچھا ہے اور یوں تو سب ہی اچھے ہیں تو ہمت کی بات یہ ہے کہ گھر کے کام کو بھی دیکھو، نوکروں بندیوں سے بھی نگرانی میں کام لو اور کبھی کبھی کام کو اپنے ہاتھ سے بھی کر لیا کرو۔ اور اس کے ساتھ کچھ وقت نفلیں وظیفے بھی پڑھو اور زیادہ وقت نہ ملے تو چلتے پھرتے ہی استغفار کرتے رہو۔

کوتاہی متعلق اولاد

ایک کوتاہی تو عورتیں اولاد کے حقوق میں کرتی ہیں، بعضی تو اپنے بچوں کو کوستی ہیں، اور کبھی وہ کوسنا لگ بھی جاتا ہے پھر روتی پھرتی ہیں۔ اور بعضی اولاد کے حقوق میں دین کوتاہی کرتی ہیں کہ ان کو دینی تعلیم نہیں دیتیں، نماز روزہ کی ترغیب نہیں دیتیں، [illegible] وہ کہ نماز نہ پڑھیں تو ان پر تنبیہ نہیں کرتیں، [illegible] کی رغبت نہیں دلاتیں، یہ تو قول کی تعلیم ہوئی [illegible] کے ساتھ [illegible] اپنے عمل کو بھی درست کرو [illegible] کیونکہ [illegible] بچہ وہی اختیار کرتا ہے جو ماں کو کرتے دیکھتا ہے۔ بلکہ ایک بات اور بھی ہے کہ [illegible] ہونے سے پہلے [illegible] ماں نیت درست کریں تو بچہ نیک [illegible] ماں [illegible] کا اثر بچہ پر ہوتا ہے، [illegible] اس کا اثر ہوتا ہے، چنانچہ ایک بزرگ کا بچہ [illegible] کا [illegible] دیکھ کر [illegible] ہے کہ [illegible] بچے [illegible] فرمایا کہ ایک دن [illegible] ایک امیر کے گھر گئی [illegible] اس وقت [illegible] ماں کے پاس گیا [illegible] اس مشتبہ غذا کا اثر ہے [illegible] کے وقت [illegible] ہوتی ہے — [illegible] بعض [illegible] کہ دو میاں بیوی [illegible] تو دونوں [illegible] کی توبہ کریں، اور آئندہ [illegible] بچہ [illegible] اس کی [illegible]

نکال کر دیا۔ وہ بچہ پیدا ہوا تو وہ بہت صالح اور سعید پیدا ہوا۔ ایک روز اس بچہ نے کسی دکان پر سے ایک بیر اٹھا لیا۔ مرد نے بیوی سے کہا سچ بتا یہ اثر کہاں سے آیا۔ اس نے بیان کیا کہ پڑوسی کے گھر میں جو بیری کا درخت کھڑا ہے اس کی ایک شاخ ہمارے گھر میں ہے اس میں ایک بیر لگ رہا تھا میں نے وہ توڑ لیا تھا۔ مرد نے کہا بس یہی اثر ہے آج ظاہر ہوا۔ پس اولاد نیک ہونے کے لئے اول درجہ تو یہ ہے کہ والدین خود نیک بنیں دوسرا درجہ یہ ہے کہ پیدا ہونے کے بعد اس کے سامنے کوئی حرکت بیجا نہ کریں۔ یہ نہ سمجھو بالکل ناسمجھ بچہ ہے کیونکہ حکماء نے کہا ہے کہ بچہ کے دماغ کی مثال پلیٹ جیسی ہے کہ جو چیز اس کے سامنے آتی ہے وہ دماغ میں منقش ہو جاتی ہے۔ پھر جب اس کو ہوش آتا ہے تو وہی نقوش اس کے سامنے آ جاتے ہیں اور وہ ایسے ہی کام کرنے لگتا ہے جیسے اس کے دماغ میں پہلے ہی سے منقش تھے۔ غرض سخت بچو۔ یہ تو ناسمجھ بچہ ہے یہ کیا سمجھے گا۔ یاد رکھو جو افعال تم اس کے سامنے کرو گے ان سے اس کے اخلاق پر ضرور اثر پڑے گا۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ جب بچہ بڑا ہو جائے تو اس کو علم دین پڑھاؤ اور خلاف شریعت کاموں سے بچاؤ اور نیک لوگوں کی صحبت میں رکھو برے لوگوں کی صحبت سے بچاؤ۔ غرض جس طرح حکماء نے لکھا ہے اسی طرح بچوں کی تعلیم کا اہتمام کرو۔ بعض عورتیں اس میں بہت کوتاہی کرتی ہیں۔ اور اولاد کے حقوق کو تلف کرتی ہیں اور اولاد کے یہ حقوق صرف مردوں ہی کے ذمہ نہیں بلکہ عورتوں کے بھی ذمہ ہیں بلکہ بچوں کے اخلاق کی درستی زیادہ تر عورتوں ہی کے اہتمام کرنے سے ہو سکتی ہے کیونکہ بچے بہ نسبت زیادہ تر ان ہی کے پاس رہتے ہیں۔ یہ ہیں حقوق جو عورتوں کے مردوں کے ذمہ ہیں اور مردوں کے جو عورتوں کے ذمہ ہیں گو ان میں مرد تو عورت کی رعایت نہیں کرتے بلکہ ظلم کرتے ہیں۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عورتوں کے ذمہ ہیں وہ مالکانہ حقوق ہیں۔ اور عورتوں کے حقوق جو مردوں کے ذمہ ہیں وہ سب رحمت کے حقوق ہیں کیونکہ مرد عورتوں کے حاکم ہیں جیسا کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَكُلُّكُم رَاعٍ وَكُلُّكُم مَسْئُولٌ عَن رَعِيَّتِهِ ۔ آجکل نماز روزہ کی تعلیم تو سب کرتے ہیں مگر جو باتیں میں نے بیان کی ہیں اُن کو کوئی نہیں بتاتا اسی لئے ان حقوق کو بہت لوگ نہیں جانتے اس واسطے میں نے اس وقت مختصراً یہ مضمون بیان کیا ہے تاکہ یہ باتیں کانوں میں تو پڑ جائیں۔ اب ایک بات اخیر میں یہ کہتا ہوں کہ اسوقت جتنے حقوق آپ نے سنے ہیں اُن کے بجا لانے کیلئے آپ کو ایک تو علم کی ضرورت ہوگی کیونکہ بدون جانے کیونکر ادا ہوں گے۔ اور اسوقت کا بیان یاد نہیں رہ سکتا اور نہ یہ کافی ہوسکتا ہے کیونکہ اسوقت میں نے تمام حقوق تفصیل کے ساتھ نہیں بیان کیا ہے محض نمونہ مختصراً کچھ باتیں بیان کر دی ہیں۔ اس لئے علم حاصل کرنا چاہئے۔ دوسری ضرورت ہوگی ہمت کی کیونکہ جاننے کے بعد بھی بدون ہمت کے عمل نہیں ہوسکتا تو میں ان دونوں کا آسان طریقہ بتاتا ہوں جسکی مستورات کو بہت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ مردوں کو تو کسی قدر علم تو بھی ہوتا ہے اور ان میں ہمت کی بہت کمی ہے مگر عورتوں کو نہ تو علم ہے نہ ہمت تو علم حاصل کرنے کا آسان طریقہ تو یہ ہے کہ جو کتابیں مختصر مسائل کی اہل تحقیق نے لکھی ہیں انکو پڑھو اور اگر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو کسی سے پڑھوالو اور روز تھوڑا سنا کرو جب کوئی بات سمجھ میں نہ آوے تو کسی عالم سے دریافت کرلو۔ اس سے تم کو مسائل سے باخبر ہو جاؤ گی حقوق کو بھی جان لو گی اور ہمت پیدا ہونے کے لئے ایک آسان تدبیر تو یہ ہے کہ بزرگوں کے پاس جا کر بیٹھا کرو مگر مستورات مردوں کے پاس تو جا سکتی نہیں۔ لہذا یہ کر سکتی ہیں کہ ——— بزرگوں کے حالات اور حکایات اور ملفوظات دیکھا کریں کہ اس سے انشاء اللہ تعالیٰ عمل کی ہمت پیدا ہوگی بس یہ طریقہ ہے ان حقوق کے ادا کرنے کا۔ اب دعا کیجئے کہ حق تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرماویں۔ وصلی اللہ تعالیٰ وسلم علی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین واخر دعونا ان الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وھو حسبنا ۔

مضمون متعلق تعلیم زنانہ اسکول

جس [illegible] ہذا کے تقریباً ثلث حصّے [illegible] تمام شہر میں [illegible] لڑکیوں کو [illegible] عورتوں سے تعلیم دلاتے ہیں۔ یہ تجربہ ہے کہ [illegible] ضرور [illegible] جب وہ شخص [illegible] خصوصیات [illegible] صورت میں [illegible] ان لڑکیوں [illegible] اور میری رائے [illegible] عورت کا حیا اور [illegible] کوئی خیر متوقع ہے نہ کوئی [illegible] عام ہے لیکن میرے نزدیک [illegible] بہ نسبت [illegible] زیادہ ہے اس لئے کہ مردوں [illegible] عقل کی [illegible] عورتوں [illegible] ہوتی ہے [illegible] کوئی [illegible] لڑکیوں [illegible] ——————— [illegible]

[illegible] وقت [illegible] زنانہ [illegible] مدارس [illegible] مختلف [illegible] اور [illegible] ثابت ہوئی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

نہ تو ہماری شان صادق آجاتی ہے اور دوسری برائی یہ کہ اگر کہیں مشن کی میم سے روزانہ یا ہفتہ وار ہماری تعلیم یا صنعت سیکھنے کے بہانے اختلاط ہونے لگا تو نہ آبرو کی خیر ہے نہ ایمان کی۔ مگر افسوس صد افسوس کہ بعض لوگ ان باتوں کو [illegible] خود اپنے گھروں میں جاری کرتے ہیں۔ میرے نزدیک تو ان [illegible] کی تو کچھ [illegible] ہو کر کیا ذرا سی بڑی بدقسمتی مسلمان عورت کا متبوع ہو کر عمر بھر [illegible] ہونا بھی خطرناک ہے [illegible] اور [illegible] سے بعض [illegible] اور [illegible] کے [illegible] میں ہو چکا ہے۔ اس طرح لڑکیوں کے [illegible] ہے کہ دو دو چار چار لڑکیاں اپنی اپنی حیثیت کے موافق [illegible] سے بہت زیادہ برکت اور [illegible] ثابت ہوتی ہے [illegible] نہیں [illegible] قرآن شریف [illegible] اپنی [illegible] کی [illegible] میرے نزدیک اس وقت [illegible] عورت کے [illegible] اور [illegible] اور [illegible] کی [illegible] اگر شوہر میسر ہو [illegible] شوہر [illegible] کسی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

پڑھنا اور لکھنا عورتوں کو مفید ہے۔ اگر سب نہ پڑھیں ضروری تھا۔ پڑھ کر [illegible] کر
معلوم ہیں ہمیشہ کرتی [illegible] اور تعلیم کے ساتھ ان کے عمل کی بھی نگرانی رکھیں۔ اور اس کا بھی
اہتمام کریں کہ ان کو [illegible] رہیں کہ شوق بڑھے کہ عمر بھر شغل رہے [illegible] اس سے علاوہ اس کی [illegible]
شرائط ہوتی رہتی ہے۔ اور ان کو بھی ترغیب دیں کہ مطالعہ کتب مفیدہ سے کبھی خالی نہ
رہیں۔ ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں عربی کی طرف متوجہ کریں،
تاکہ قرآن و حدیث و فقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہو جاویں۔ اور قرآن کا لفظی ترجمہ
جو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں۔ اس لئے شرع
کے مناسب نہیں۔ یہ تو سب پڑھنے کے متعلق بحث تھی رہا لکھنا تو اگر فتنہ سے
طبیعت میں بچاؤ [illegible] ہو تو کچھ مضائقہ نہیں، ضرورت نامہ کے لئے [illegible] کی
حاجت ہوتی ہے اور اگر اندیشہ فتنہ کا ہو تو مناسب ہے کہ بالکل منع [illegible]
[illegible] نہ [illegible] دیں اور نہ خود [illegible] دیں اور [illegible]
کے اس [illegible] کا [illegible] عورت کے لئے کیسا ہے؟ ۔ فقط۔

[illegible]

[illegible]

الکمال فی الدین للنساء

یعنی

خواتین اسلام اور
تکمیل دین کا طریقہ

یہ وعظ [illegible] مکان پر ۲۰ ذی الحجہ سنہ ۱۳۳۰ھ بعد
ظہر روز [illegible] شنبہ [illegible] بیٹھ کر ارشاد فرمایا
سامعین کی [illegible] تقریباً دو سو تھی اور مستورات کی
[illegible] قلمبند کیا

بسم الله الرحمن الرحیم

[illegible]

الحمد لله نحمده و نستعینه و نستغفره و نؤمن به و نتوکل
علیه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سیئات
اعمالنا من یهده الله فلا مضل له و من یضلله فلا هادی له و نشهد
ان لا اله الا الله وحده لا شریک له و نشهد ان سیدنا و مولانا
محمدا عبده و رسوله صلی الله تعالی علیه و علی آله و اصحابه و
بارک و سلم — اما بعد فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم
بسم الله الرحمن الرحیم یا ایها الذین آمنوا اتقوا الله و کونوا
مع الصادقین [illegible]

[illegible]

اُن کو وقتاً فوقتاً [illegible] کا بھی موقع ملتا رہتا ہے اگر [illegible] تو ضروری باتیں وہ زبانی دریافت کر سکتے ہیں [illegible] مستورات کو اس کا بھی موقع نہیں ملتا۔ اس [illegible] کی ضرورت ہے کہ ایک بیان [illegible]

تربیتِ اولاد

[illegible] کی تربیت [illegible]

[illegible] تربیت [illegible]

[illegible] تربیت کرنے [illegible] ضرورت [illegible]

[illegible]

ہوتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہم جس زمانہ کو ناسمجھی کا زمانہ خیال کرتے ہیں وہی وقت بچوں کی اصلاح کا ہے اور بچے اُسی زمانہ میں سب کچھ اخذ کر لیتے ہیں ایک مسلمان نے بیان کیا کہ بچوں کی اصلاح کا سہل طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے بچہ کی کامل طور پر تربیت کر دی جائے پھر سارے بچے اُسی جیسے اُٹھیں گے۔ جیسے کام کرتا ہوا اس کو دیکھیں گے اگلے بچے بھی وہی کام کریں گے اور اسی کی عادتیں خصلتیں سیکھ لیں گے غرض بچوں کی تربیت چونکہ زیادہ تر عورتوں کے ذمہ ہے اس لئے اُن کی اصلاح سے مردوں کی بھی اصلاح متوقع ہے کیونکہ یہ بچے ایک وقت مرد بھی بنیں گے اور چونکہ اس وقت کا بیان زیادہ تر مستورات کے لئے مخصوص ہوگا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مردوں کے لئے یہ بیان کسی درجہ میں بھی مفید نہ ہوگا کیونکہ اس میں بھی بعض حصے ایسے ہی بیان ہوں گے ــــ اور حصہ اکثر مردوں اور عورتوں میں مشترک ہی ہیں نیز طرز بیان میں مردوں کی دلچسپی کا لحاظ نہ کیا جائے گا بلکہ زیادہ تر عورتوں کی دلچسپی کا منشا ہوں گے سو دلچسپی اگر نہ ہوئی جب بھی یہ مقصود تھوڑا ہی ہے وہ چونکہ شریک ہوں تب بھی ایک نفع تو یقیناً سب کو ہے ۔

فضیلت وعظ

وہ یہ کہ حدیث میں آتا ہے کہ جب کہیں حق تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو فرشتوں کی ایک جماعت وہاں جمع ہو جاتی ہے پھر وہ ذاکرین کے اوپر سکینہ نازل کرتے ہیں پھر جب وہ حق تعالیٰ کے پاس جاتے ہیں تو وہاں سوال ہوتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں کہ یا اللہ ہم نے اُن کو آپ کا ذکر کرتے ہوئے چھوڑا حق تعالیٰ سوال فرماتے ہیں کیا انہوں نے مجھ کو دیکھا ہے وہ عرض کرتے ہیں کہ نہیں یا اللہ انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا اگر دیکھتے تو اس سے بھی زیادہ کوشش کرتے پھر سوال ہوتا ہے وہ ہم سے کیا مانگتے ہیں فرشتے عرض کرتے ہیں وہ آپ سے جنت اور آپ کی رضا طلب

مضامین کی آمد بند ہو جاتی ہے کیونکہ مضامین کی آمد نشاط و انشراح قلب پر موقوف ہے اور سامعین کی بے توجہی دیکھ کر بیان کرنے والے کی طبیعت مکدر ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ مستورات کو مجھے بیان کرنے کا اتفاق ہوتا ہے تو بعض لوگ اس وقت اونگھتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اونگھنے والے کی صورت دیکھ کر مجھے مضمون کی آمد بند ہو جاتی ہے پس یہ سخت ناانصافی ہے کہ میں تو اپنا دماغ صرف کروں آپ کے لئے اپنا وقت خرچ کروں اور تم اس کی یہ قدر کرو کہ اپنی اپنی باتوں میں لگی رہو باتوں کے لئے ساری عمر پڑی ہے جب میں چلا جاؤں گا پھر جتنی چاہے باتیں کر لینا۔

مرتبۂ نسواں

اس وقت جو آیت میں نے تلاوت کی ہے یہ وہی آیت ہے جو پرسوں مردوں کے سامنے تلاوت کی گئی تھی۔ اس وقت اسی آیت کو اختیار کرنے کی چند وجوہ ہیں ایک تو یہ کہ بعض مضامین جو آیت سے متعلق اس روز بیان سے رہ گئے تھے دوسرے یہ بھی بتلانا مقصود ہے کہ حق تعالیٰ نے جس طرح مردوں کو کمال دین حاصل کرنے اور اپنی اصلاح کرنے کا حکم فرمایا ہے وہ حکم عورتوں میں بھی مشترک ہے گو خطاب صیغہ کے اعتبار سے خاص مردوں کو ہے۔ لیکن حکم مشترک ہے۔ پس کسی کو یہ خیال نہ ہو کہ حق تعالیٰ تو مردوں ہی کی طرف توجہ فرماتے ہیں عورتوں کا اہتمام نہیں ہے یہ وسوسہ پہلے بھی ہو چکا ہے اور صحابیات کو اس وجہ کا [illegible] حدیث میں آتا ہے کہ ازواج مطہرات میں سے کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں دیکھتی ہوں کہ حق تعالیٰ کلام پاک میں مردوں ہی کا ذکر فرماتے ہیں ہمارا یعنی عورتوں کا ذکر نہیں فرماتے۔ ازواج مطہرات کو یہ خیال اس لئے بھی ہوا کہ وہ سب صاحب زبان تھیں عربی زبان کو خوب سمجھتی تھیں اور عربی میں مذکر و مؤنث کے صیغے جدا جدا استعمال کئے جاتے ہیں تو ان کو تمام کلام پاک میں مذکر کے صیغے دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوا کہ حق تعالیٰ ہم کو خطاب نہیں فرماتے مردوں ہی کا ذکر فرماتے ہیں اور ہماری مستورات ؟

تو عربی زبان حاصل ہی نہیں کرتیں اور یہ بھی ایک بڑی کمی ہے جس کا افسوس ہوتا ہے کیونکہ پہلے زمانہ میں عورتیں بھی مثل مردوں کے عربی کی تحصیل کرتی تھیں تو عربی زبان سے ناواقف ہونے کے سبب مذکر و مؤنث کے صیغوں کا فرق وہ نہیں سمجھ سکتیں اور اگر ترجمہ پڑھتی ہیں تو [illegible] ان صیغوں کا اردو ترجمہ لفظ [illegible] کرے گا اور اردو میں [illegible] دونوں کے لئے الگ الگ صیغہ [illegible] نہیں مثلاً وَاَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتِیْنَ [illegible] کا ترجمہ یکساں [illegible] دونوں [illegible] کہ [illegible] خواہ [illegible] کے مخاطب مرد ہوں یا عورتیں [illegible] وہ ترجمہ دیکھ کر یہ نہیں سمجھ سکتیں کہ یہ خطاب [illegible] مردوں کی تحصیل [illegible] اور [illegible] کا ترجمہ [illegible] مردوں کے لئے مخصوص ہے [illegible] دونوں [illegible] نہیں کر سکتیں [illegible] خطاب [illegible] پس [illegible] مردوں کے [illegible] ترجمہ [illegible] نہیں [illegible] کی وجہ سے یہ خیال پیدا [illegible] مخاطب [illegible] عورتیں [illegible] نہیں [illegible]

وہ خوب سمجھتی تھیں کہ احکام سب کو شامل ہیں بجز چند مخصوص ہونے کے جن کا مردوں کے ساتھ مخصوص ہونا دوسرے دلائل سے ان کو معلوم ہوگیا تھا اور یہی خصوصیت عورتوں کے لئے بھی ہے کیونکہ بعض احکام فقط عورتوں ہی کے لئے مخصوص ہیں مگر وہ یہ نہ سمجھتی تھیں کہ وہ بقیہ احکام ہیں جن کا کسی کے لئے خاص ہونا دلائل سے معلوم نہ ہوا تھا انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ مردوں اور عورتوں سب کے لئے مشترک ہیں۔ گو لفظوں میں خطاب خاص مردوں کو کیا گیا ہے اور عموم احکام پر نظر کرکے [illegible] یہ تمنا ہوئی کہ جب یہ احکام سب کو شامل ہیں تو ہمارا تذکرہ بھی ہوتا [illegible] تھا انہوں نے دل میں خواہش کی کہ کاش اللہ تعالیٰ صاف الفاظ میں مردوں کے ساتھ ہی ہم کو خطاب فرما دیں۔ ان کا [illegible] یہ تھا کہ کبھی کبھی ہم کو مردوں سے [illegible] بھی خطاب فرما دیا کریں اور وجہ اس تمنا کی یہ تھی کہ ان کو خدا تعالیٰ سے محبت تھی اور عاشق کا دل یہ چاہتا ہے کہ اس کا تذکرہ بھی تو محبوب کی زبان پر آیا کرے۔

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کا مخاطب ہونا ایک بڑا شرف ہے جو مردوں کو حاصل تھا ازواج مطہرات کو اس کی تمنا ہوئی کہ اس شرف سے ہم بھی مشرف ہوں سو قدرت [illegible] پوری [illegible] حضرت ام سلمہ نے [illegible] عرض کیا [illegible] ہوتی ہے [illegible] ہوتا ہے [illegible] کہ دوسرے [illegible] کو [illegible] ورنہ [illegible] اصول [illegible] نہیں [illegible] کی [illegible] کو [illegible] دل [illegible] کر [illegible] تو [illegible] کے شرف پر [illegible]

مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنیوالی عورتیں اور خیرات کرنیوالے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنیوالے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور بکثرت خدا کو یاد کرنیوالے مرد اور یاد کرنیوالی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے اس آیت میں مردوں اور عورتوں دونوں کا ذکر دوش بدوش کیا گیا ہے۔ اور عورتوں کی تمنا کا مقتضی یہ تھا کہ اس جگہ صرف عورتوں ہی کا ذکر ہوتا مردوں کا ذکر اُن کے ساتھ نہ ہوتا مگر اس خط میں اشارہ ہو گیا جواب کی طرف کہ چونکہ اکثر احکام مردوں اور عورتوں کے مشترک ہیں چنانچہ ہم دیکھ لو کہ ان میں کسی کی کچھ تخصیص نہیں اس لئے عورتوں کا ذکر جدا کرنے کی ضرورت نہیں جو احکام مردوں کے لئے ہیں وہی عورتوں کے لئے ہیں ۱۲ جامع۔ رہی یہ بات کہ ہر جگہ ایسا ہی کیوں نہ کیا گیا جیسا اس آیت میں عورتوں کا ذکر ساتھ کیا گیا ہے۔ اس کی دو وجہ ہیں ایک وجہ تصحیح کی، اور ایک وجہ ترجیح کی۔ تصحیح کی وجہ تغلیب ہے (تغلیب کے معنی یہ ہیں کہ ایک نوع کو دوسری نوع پر غلبہ دیکر ایک کو ذکر کرکے دونوں کا ارادہ کر لیا جاتا ہے ۱۲ جامع) مثلاً ماں باپ کو والدین یا ابوین کہا کرتے ہیں۔ اسی طرح اہل عرب چاند اور سورج کو قمرین کہہ دیتے ہیں حالانکہ ابوین کا لغوی ترجمہ ہے دو باپ اور قمرین کا ترجمہ ہے دو چاند مگر چونکہ باپ ماں کو ابوین کہنا مقصود ہوتا ہے اُن کو جدا جدا نام کہنا چاہیے اسی طرح چاند اور سورج کو قمرین کہنا بھی مقصود ہے اُن کو شمس و قمر کہنا چاہیے لیکن اس طرح عبارت طویل ہو جاتی ہے اس لئے ایک نام کو غالب کر کے مختصراً ابوین اور شمس و قمر کی جگہ قمرین کہہ دیتے ہیں اسی طرح قرآن میں مردوں کا

عورتوں کے لئے جدا جدا صیغہ استعمال کیا جاتا تو کلام میں طول ہو جاتا اس لئے تغلیباً صیغہ مذکر ہی میں مونث کو بھی داخل کر لیا گیا جس سے کلام میں اختصار پیدا ہو گیا۔ جیسا ایک دُوسرا عورتوں کے وہم مذکور کو دفع کرنے کے لئے اُن کے واسطے جدا صیغے بھی استعمال کئے گئے تاکہ اُن کی تسلی ہو جاوے اور اتنی مقدار سے ایجاز کا بھی فوت نہیں ہوتا۔

وجہ ترجیح اول

اور ترجیح کی وجہ یہ ہے کہ عورتیں تابع ہیں مردوں کی۔ ہر طرح سے خلقت کے اعتبار سے بھی، چنانچہ آدم علیہ السلام کے بائیں پہلو سے حوا کی پیدائش ہوئی ہے

یعنی حق تعالیٰ نے اُن کی بائیں پسلی میں سے کوئی اور نکال کر اس سے حضرت حوا علیہا السلام کو پیدا کیا جس کا اثر یہ ہے کہ عورتیں عموماً مردوں سے کمتر اور پست ہوتی ہیں اُن میں قوت جسمانی اور دماغی مردوں کے برابر نہیں ہوتے نیز تربیت کے اعتبار سے بھی وہ مردوں کے تابع ہیں چنانچہ کمانا اور کھیتی کرنا تجارت کرنا محنت و مشقت کے کام کرنا مردوں کے متعلق ہے اور پکانا کھانا عورتوں کے متعلق ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ عورتوں کی اصل یہ ہے کہ وہ پردہ میں رہیں اور تعلقات انتظامیہ کے لئے پردہ مانع ہے اس لئے امور انتظامیہ ان کے متعلق نہیں ہو سکتے انتظام کا تعلق مردوں ہی سے ہو سکتا ہے اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے نظام مردوں کے سپرد کیا ہے جہاں دیگر انتظامات ان کے متعلق ہیں وہاں عورتوں کا انتظام بھی مردوں کے سپرد کیا۔ جب مردوں کے متعلق عورتوں کا انتظام ہو گیا تو [illegible] اور [illegible] تصریف [illegible] مرد [illegible] نہیں [illegible] خود [illegible] تربیت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دلیل تحصیل دین کامل

پس دین میں کیسی کمال حاصل کرنا صحبت نیک پر موقوف ہے عادۃ اللہ اسی طرح جاری ہے

پس میں نے اس آیت کو عورتوں میں اس لئے پڑھا ہے کہ دو شبہے مرتفع ہو جاویں ایک تو عام طبقہ عورتوں کا شبہ کہ وہ یوں نہ سمجھیں کہ یہ حکم مردوں ہی کے لئے خاص ہے کیونکہ وہی اس کے مخاطب ہیں اور یہ اس سے نیچے ہوتے ہیں چنانچہ اکثر عورتوں کا یہ خیال ہے کہ بس خدا نے تم کو تو کھانا پکانے اور سینے پرونے ہی کے لئے پیدا کیا ہے دین کا کمال حاصل کرنا ہمارا کام نہیں بلکہ مردوں کا کام ہے۔ دوسرے خدا بچاوے بد دینوں کا شبہ کہ وہ اپنے دل میں یوں نہ کہیں کہ بس خدا تعالیٰ کو مردوں ہی پر عنایت ہے ہم کو منہ بھی نہ لگایا۔ ان دونوں شبہوں کا جواب اس سے ہو گیا ہے کہ مردوں کو خطاب کرنا اس وجہ سے نہیں کہ عورتیں ان احکام سے مستثنیٰ ہیں اور نہ اس وجہ سے کہ حق تعالیٰ کو عورتوں پر عنایت نہیں بلکہ خصوصیت خطاب کا منشا دوسرا ہے جس کو میں مفصل بیان کر چکا ہوں پس عورتوں کو جان لینا چاہئے کہ ان کو بھی حق تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اپنا دین کامل کرو ہر چند کہ مقصود تو اتنے ہی بیان سے پورا ہو گیا کیونکہ آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ اس میں دین کے کامل کرنے کا حکم ہے اب صرف یہ دیکھنا رہ گیا کہ دین کیا ہے اور اس کا کمال کیا ہے سو جواب یہ ہے کہ اس کے بعد مختلف کاموں کو مرتبہ ترتیب کے موافق بجا لانا شروع کر دے بس دین کامل ہو جائے گا مثلاً نماز دین کا کام ہے اس کا کمال یہ ہے کہ اچھی طرح پڑھے وقت پر پڑھے جلدی جلدی نہ ادا کرے بلکہ سکون کے ساتھ پڑھے ایسے ہی زکوٰۃ دین کا کام ہے اور اس کے کمال کی صورت یہ ہے کہ سال پورا ہونے کے بعد فوراً ادا کرو اور خوشی سے ادا کرے بلکہ رحمت سمجھو نیز ریا وغیرہ سے بچو محض رضائے حق مقصود ہو یہی دین کے سب اجزاء معلوم ہیں اور ان کے کمال کا طریقہ مسائل پوچھنے سے معلوم ہو سکتا ہے اس کی میں سب

وقت اجزاء دین کی تفصیل بیان کروں اور ہر ایک کے کمال کا طریقہ جدا جدا بتلاؤں تو اس کے لئے عمر طویل بھی کافی نہیں لیکن مقصود کی تعیین تفصیل پر موقوف نہیں اجمالاً سب کو دین کے کاموں کا علم ہے اور انکے کمال کا طریقہ دریافت کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے لیکن اب مجھ کو عورتوں کی غفلت کی شکایت کرنا باقی ہے کہ

غفلت نسواں افسوس اُن کو دنیا کی تکمیل کا تو خیال ہے دین کی تکمیل کا مطلق خیال نہیں میرا مقصود یہ ہے کہ عورتوں کو دین کی تکمیل سے کبھی غافل نہ ہونا چاہیے جیسا کہ اُن کو ہمیشہ زیور کپڑے اور مکان کی ضروریات کی تکمیل سے کسی وقت بھی غفلت نہیں ہوتی اور ہمیشہ وقتاً فوقتاً مردوں سے اُس کے متعلق فرمائشیں کرتی رہتی ہیں اور اگر مرد کسی وقت کسی فرمائش کو غیر ضروری بتلاتے ہیں کپڑوں اور مکان کی ضروریات کی تکمیل ختم نہیں ہوتی اگر کبھی مرد یوں کہتے ہیں کہ اُن چیزوں کی ضرورت نہیں اور مستورات کے نزدیک اُن کی ضرورت ہو تو ایسے موقع پر عورتیں کہہ دیا کرتی ہیں کہ تم ان چیزوں کی کیا خبر تم کو گھر میں رہنا تھوڑا ہی ہے اسکو تو ہم تم سے زیادہ جانتے ہیں اور بعض دفعہ تو عورتوں کا یہ کہنا صحیح ہوتا ہے کیونکہ واقعی مردوں کو ان ضرورتوں کا علم پوری طرح نہیں ہوتا اور بعض دفعہ اس اختلاف کا سبب یہ ہوتا ہے کہ مردوں میں قناعت کا مادہ عورتوں سے زیادہ ہے مرد تھوڑے سے سامان میں بھی گذر کر لیتے ہیں اور عورتوں میں قناعت کا مادہ بہت ہی تھوڑا ہے [illegible] [illegible] سامان جمع کر [illegible]

مردوں کے نزدیک تو ضرورت کا درجہ یہ ہے کہ جس کے بغیر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

کچھ چاندی کبھی ڈال لیتی ہیں کیونکہ وہ حقیر چیز ہے پیروں ہی میں رہنی چاہیے تو آج کل زیور میں لڑکیوں نے اختصار کر لیا ہے اور اس مذاق کی ابتدا میموں کے اتباع سے ہوئی ہے میمیں زیور نہیں پہنتیں کیونکہ انکی قوم میں اس کا رواج نہیں۔ حضرت تو جب اُن کو دیکھ دیکھ کر ہندوستانی عورتوں میں بھی یہ مذاق پیدا ہو گیا اور ان کا میموں کا طرز اسطرح معلوم ہوا کہ آج کل جا بجا شفا خانے کھلے ہوئے ہیں جن میں زنانے شفا خانے بھی ہیں ہندوستانی عورتیں وہاں جا کر میموں سے علاج کراتی ہیں اس ذریعہ سے اُن کے پاس آمد و رفت ہوتی ہے اور جو زیادہ دوست ہو گئے ہیں وہ [illegible] گھروں پر جاتی ہیں دوسرے آج کل ریلوں میں بھی عورتیں سفر کرتی ہیں اسٹیشنوں پر میمیں نظر پڑتی ہیں [illegible] جا کر ان کو پڑھاتی ہیں [illegible] عورتوں پر میموں کا اثر [illegible] اور بعض پردہ [illegible] میموں کو دیکھ کر ان کا طرز اختیار کیا ہے اس کو دیکھ دیکھ کر دوسری [illegible] نہیں کرتے [illegible] ہیں کہ یہ [illegible] میموں سے [illegible] ہیں حالانکہ میمیں مردوں سے زیادہ قابل تقلید ہیں کیونکہ مردوں سے تو [illegible] پڑتا ہے اور مردوں کا اثر زیادہ نہیں ہوتا [illegible] متاثر ہوتی ہیں [illegible] ہیں اور میموں سے عورتوں کو سابقہ پڑتا ہے اس لئے ان کا اثر زیادہ ہے [illegible] چیز سے بہت جلد متاثر ہوتی ہیں [illegible] جو ہندوستانی عورتوں میں نہیں ہوتی اس لئے وہ میموں کی باتوں سے بہت جلد متاثر ہو جاتی ہیں [illegible] عورت نے اس حقیقت کو خوب [illegible] شرم [illegible] غیر مرد کے سامنے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تو فوراً روک دینا چاہیے یا کم از کم [illegible]
[illegible] تو صاف کہہ دو کہ [illegible]
[illegible] بات [illegible] پر دلیل ہے۔

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] تو کیا
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] کے سامنے [illegible]
[illegible] [illegible] کی غرض سے [illegible]
[illegible] لیکن [illegible] جس کی دلیل حق تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے۔
[illegible] [illegible] کے سامنے [illegible]
[illegible] چنانچہ ارشاد ہے:

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ
إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءِ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ وَاتَّقِينَ
اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا۔

وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ [illegible]
[illegible] أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ الآیۃ۔

ترجمہ: اور اپنی زینت کے مواقع کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں مگر اپنے شوہروں
پر یا اپنے باپ پر یا اپنے شوہر کے باپ پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے شوہر کے بیٹوں پر یا اپنے
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

مسلمان عورتیں ہیں کیونکہ وہی ان کی بہنیں ہیں [illegible] تو وہ فرماتے ہیں
یہ مسلمان ہیں (آیۃ)۔ تو ان آیتوں میں یہ نہیں فرمایا او نسائهن [illegible]
یہ مطلب ہوا کہ مسلمان عورتوں کو سب عورتوں کے سامنے آنا اور اپنی ذاتی زینت کا
کھولنا جائز ہے جو حق تعالیٰ نے او نسائهن فرمایا ہے جس کا ترجمہ ہے اپنی عورتیں اور
[illegible] مفسرین نے اپنی عورتیں وہی ہیں جو مسلمان ہیں پس مطلب یہ ہوا کہ مسلمان عورتوں
کو مسلمان عورتوں کے سامنے اپنی زینت [illegible] کھولنا جائز ہے کافر عورتوں کے سامنے
[illegible] مستورات [illegible] ہیں
[illegible] شریعت [illegible] عورتوں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] عورتیں [illegible] مرد کے [illegible] سامنے
[illegible] سامنے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible]
[illegible] عورتوں کو [illegible]
[illegible]
[illegible]

بہت بھاری بھی ہو تو کبھی اس کے پہننے سے انکار نہ کریں گو گردن ورم کر [illegible] دکھتا ہے۔ دنیا کی عورتوں میں زیور کپڑے کی حرص طبعی طور پر ہوتی ہے لیکن ایسی رشتہ داروں میں یہ حرص اور بڑھ جاتی ہے۔ ان کا آپس میں منہ جوڑنا بڑا غضب ہے ایک دوسری کو دیکھ کر رنگ بدلتی ہے اگر کسی کو خدا تعالیٰ نے زیور اور کپڑا حیثیت سے زیادہ دے رکھا ہو تو وہ اسی وقت تک خوش ہے جب تک برادری کی بہنوں میں نہ جائے اور جہاں برادری میں رشتہ ہو پھر انکی نظر میں اپنا زیور و کپڑا حقیر معلوم ہونے لگتا ہے دوسروں کا زیور دیکھ کر ان کا دل جلتا ہے۔ جن کے پاس کچھ بہت ہی تھوڑا ہے اور اپنی حیثیت پر بھی ان کو نظر نہیں ہوتی کہ جس کے پاس تھوڑا زیور ہے اسکی حیثیت کیا ہے جس کے مرد کی آمدنی پچاس روپیہ ماہوار ہے وہ کیا برابری کرتی ہے اس کی جس کے مرد کی آمدنی ہزار روپیہ ماہوار ہے۔

اختلاف احوال

عورتوں پر صحبت کا بہت اثر ہوتا ہے ہمارے پڑوس میں ایک کورٹ انسپکٹر تھے جن کی تنخواہ چار سو روپیہ ماہوار تھی مگر ان کی عادت یہ تھی کہ ساری تنخواہ غریب رشتہ داروں میں تقسیم کر دیتے اور گھر میں کم رکھتے تھے۔ انکی بیوی کے پاس زیور نام کو ایک چھلا بھی نہ تھا مگر خاندان کی بیماری پرسی [illegible] آتی جاتی تھیں اور خود بھی چلی جاتی تھیں اور کسی بات پر نظر نہ کرتی تھیں ہمارے ایک عزیز بھی اس زمانے میں ہمارے پڑوس میں دفعدار تھے اور ان کا مکان کورٹ انسپکٹر صاحب کے مکان سے متصل تھا تو وہ بی بی روز ان کے یہاں بیٹھی رہتی تھیں مگر ایک دفعہ ان عزیز کے گھر [illegible] وہ جو یہاں آئی تو اس نے یہاں [illegible] زیور تھوڑا بہت تھا۔ اور کورٹ انسپکٹر کی بیوی کے پاس [illegible] یہاں سے جا کر اس نے اپنے میاں کی خوب خبر لی کہ [illegible] رشتہ دار [illegible]

تم سے کہا ہے پھر بھی اُن کے گھر والے زیوروں لدے پھرتے ہیں اور میں بالکل ننگی ہوں اور اُن کی بیوی اپنے ہاتھ سے ایک کام بھی نہیں کرتیں ایک چھوکری نئی باندیاں ہیں سارا کام وہی کرتی ہیں اور میں سارا کام اپنے ہاتھ سے کرتی ہوں اب تو مجھ سے اس طرح نہیں رہا جاتا تم مجھے بھی زیور بنا کر دو اور عمدہ لباس بنا کر دو اور گھر میں خادمہ نوکر رکھو۔ وہ کہتا ہے [illegible] مجھ سے الہ آباد میں ملے تھے بہت سمجھتے تھے مگر شیخ کاوں کی محبت کا اثر ایک منٹ میں یہ ہوا کہ میری ساری عمر کا اثر زائل ہو گیا اب یہ گھر میں رات دن زیوروں کی فرمائش کرتی ہے۔ اور کوئی کام خود نہیں کرتی۔ زیور بنا بنا تھک گیا ہوں مگر سلسلہ ختم ہی نہیں ہوتا اور میری ساری پونجی ختم ہو گئی۔ اس حالت میں تم ہی کہو کہ میں کیا کروں بڑا غضب ہے۔

[illegible]

دوسری یہ نہیں کہتا کہ مستورات کو بہت ہی [illegible] پابند کر دو۔ یہ سبب ہے [illegible]

[illegible]

وہ اپنے گھر ہی میں بیٹھی رہے۔ ہاں جس کو ضرر نہ ہوتا ہو وہ اپنے خاوند کی اجازت
سے دوسروں کے گھر جا سکتی ہے۔ جیسا آخر کو محلے والوں سے تو کبھی ہمسایوں
کے پاس بیٹھنا اور اُن سے بات چیت کرنا ضروری ہوتا ہے کہ کہیں تم جاتی کبھی نہ ہو
اور یہ حالت تو بیماری سے بھی بدتر ہے۔ بیماری کا ضرر تو محض جسمانی ہے اور اس کا ضرر جسمانی
بھی ہے اور روحانی بھی۔ جسمانی ضرر تو یہ ہوتا ہے کہ دوسری عورتوں کو اپنے سے
اچھی حالت میں دیکھو گی اور اُن جیسا بننا چاہو گی اور تمہاری حیثیت اُس کی برداشت نہیں
ہے تو تم کو خواہ مخواہ اس سے اُلجھن اور پریشانی ہوگی اور رات دن تم یہی فکر
کرو گی کہ ہائے میرے پاس بھی یہ چیز ہوتی وہ ہوتی۔ پھر بعض دفعہ خاوند سے بھی
اسی قسم کی فرمائش کرو گی جو اُس کی حیثیت سے زیادہ ہے۔ تو یہ فرمائش ناگوار
ہوگی جس سے دونوں میں کدورت پیدا ہوگی جس سے بعض اوقات نوبت [illegible]
پہنچ جاتی ہے اور روحانی ضرر یہ ہے کہ اس سے ناشکری کا مرض پیدا ہو جاتا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] | [illegible]

سے بڑی راحت دل کو ہوتی ہے۔

دین و دنیا کل سب ایسا مذاق بدلا ہے کہ دنیا میں جہاں ذرا کمی ہوئی اس کا تو فکر ہوتا ہے اور دین پر کبھی نظر نہیں ہوتی کہ خدا کی بہت سی مخلوق ہم سے کیسی بدتر حالت میں ہے ہم پھر اُن سے بہت اچھے ہیں اور دین میں ایسا استغنا برتا جاتا ہے کہ پانچ وقت کی نماز پر اکتفا کر لیا ہے اگر کوئی ان سے تہجد و اشراق کو کہہ دے تو جواب میں یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم مرے جاتے ہیں بہت تو ہم کرتے ہیں کہ پانچ وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں گویا انہوں نے نماز کیا پڑھی ساری جنت ہی خرید لی جیسے ایک گنوار کا لڑکا کسی مُلّا کے پاس پڑھنے جاتا تھا ایک دن وہ گنوار ملّا جی سے کہنے لگا کہ میرے بیٹے کو بہت نہ پڑھانا دیکھو کہیں پڑھ پڑھ کر پیغمبر نہ ہو جاوے (اپنے پیغمبر ہو جاوے) تو جس طرح اس جاہل کا خیال تھا کہ زیادہ پڑھنے سے آدمی پیغمبر ہو جاتا ہے اسی طرح آج کل لوگوں کا خیال ہے کہ بس پانچ وقت کی نماز پڑھ لینے سے آدمی جنید و شبلی ہو جاتا ہے پھر اُسے اور کسی بات کی ضرورت نہیں رہتی۔ اسی طرح ایک گنوار کے منہ میں درد تھا۔ ایک ڈاکٹر نے کہا کہ میں تیرا سر [illegible] دوں مجھے معلوم ہے کہ درد کہاں سے آتا ہے وہ سر کھولنے [illegible] کو [illegible] تو آپ نے کل باتیں [illegible] پڑھ کر اس کا سر [illegible] شوق سے [illegible] تو وہ دانا گنوار کہتا ہے جس کے منہ میں درد تھا جو [illegible] کے [illegible] تو [illegible] [illegible] کی [illegible] اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پڑھنا بھی ضروری نہیں۔

[illegible] اس سے آج کل لوگوں کا [illegible]

بہشت میں جانے کے لئے پانچ وقت کی نماز سے زیادہ اور کچھ ضرورت نہیں اور اُن نمازوں
کو اچھی طرح ادا کرنا بھی ضروری نہیں بس اُلٹی سیدھی نماز پانچ وقت پڑھ لینا کافی ہے
جیسا مشہور ہے کہ قصہ ہے کہ اس کا لڑکا انگریزی پڑھتا تھا کسی نے پوچھا کہ تمہارا
لڑکا انگریزی پڑھتا ہے اب کتنی لیاقت ہو گئی کہنے لگا کہ تھوڑا تھوڑا تو موتنے
لگا ہے اب ذرا سی کسر رہ گئی ہے۔ اس کے نزدیک بس کھڑے ہو کر موتنے تک بڑی
لیاقت تھی کہ اس کے بعد کمال لیاقت میں ذرا سی کسر رہ جاتی ہے بس یہ ذرا سی کسر
ہو کر کھڑے ہو کر موتنے کی ہے حقیقت یہ ہے کہ ادنیٰ آدمی ذرا سی بات میں اترانے لگتا
ہے جو بات کسی درجہ میں بھی قابل فخر نہیں ہوتی وہ اس پر ناز کرنے لگتا ہے اور یہ
مرض [illegible] ہے ان لوگوں کو [illegible] کمالات کی خبر ہی نہیں اسی لئے اُن کی
[illegible] [illegible] [illegible] ہوتی ہیں [illegible] کی [illegible]
[illegible] ایک [illegible] پڑھا [illegible] اس کے قریب ہی [illegible]
[illegible] [illegible] بڑا خوش ہو کر
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نزول قرآن کے وقت [illegible]

[illegible]

ہوتے ہیں یہ نہیں کہ امید تو دی کسی چیز کی قبول ہوتے ہیں کہ کوئی دقت نہیں آگئی اس سے ڈرتے بھی رہنا چاہیئے اور کبھی چشم پوشی نہ کرنا چاہیئے نہ دوسروں کو حقیر سمجھنا چاہیئے کیونکہ حدیث ہے خاتمہ پر اعمال کا۔

حقیقتِ نسبت

اسی طرح بعض لوگوں کی یہ عادت ہے کہ جہاں ذرا سا قلب میں حرارت پیدا ہوئی اور وہ سمجھنے لگے کہ ہم صاحب نسبت ہوگئے، مولانا شاہ عبد الرحیم صاحب دہلوی شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کے والد بزرگ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میرا دل جاری ہوگیا، شاہ صاحب سمجھ گئے فرمایا لوگوں کو بھی حرارت ذکر سے خفقان قلب ہو جاتا ہے اور سمجھتے ہیں کہ ذکر جاری ہوگیا، بعض لوگوں کے ذہن میں یہ بات بھی ہوتی ہے کہ قلب جاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دل کو حرکت کٹ کٹ کی آواز سنائی دیتی ہو اور حالانکہ یہ اختلاج قلب ہے جو کہ ایک مرض ہے اس کا نام دل کا جاری ہونا نہیں ہے ایک مرتبہ ایک صاحب کو [illegible] اور انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو صبح ذکر سے فارغ ہو کر کہنے لگے حضرت مجھے دل کی حرکت صاف محسوس ہوتی ہے اور کھٹ کھٹ کی آواز [illegible] سب کے دل جاری ہوگئے۔ سب صاحب نسبت ہوگئے، اگر یہی نسبت ہے تو بس روزانہ ایک میل دوڑیے اور دل جاری ہو جایا کرے گا، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ذکر جاری ہونے کے معنی یہ ہیں کہ [illegible] ذکر جاری ہو جائے [illegible]

[illegible]

سلب ہوجاتی ہے اور اگر یادداشت معیت سے زائل ہو تو نہیں تو جو شخص کہ
کہ نسبت سمجھتا ہے وہ [illegible] کے خلاف یہ سمجھے گا کہ [illegible] نہیں جنھیں
تو [illegible] سمجھے گئے ہیں وہ تو زندیق ہیں بعض [illegible] تو نہیں سمجھتے [illegible] خیال
کرلیتے ہیں کہ [illegible] نسبت [illegible] ہوگئی ہے جب سے ہر وقت [illegible] رہتے ہیں اور
ذکر حسنہ ہے [illegible] تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ
[illegible] سیئات کو زائل کردیتی ہیں۔ پس یہ نسبت ایسی حسنہ ہے جس سے
[illegible] ہیں۔ اور کوئی [illegible] نہیں ہوتا [illegible] نسبت [illegible]
[illegible] یادداشت
[illegible] نسبت
[illegible] معیت [illegible]
[illegible] نسبت کی حقیقت [illegible] کسی قدر
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] یادداشت [illegible]
[illegible] نسبت [illegible] نسبت [illegible]
[illegible] یادداشت [illegible]
[illegible] نسبت [illegible]
[illegible]

[illegible]

کرے بیمار اور کبھی تندرست۔ پھر پوچھا کہ کون سے [illegible] غلام نے جب عرض کی کہ [illegible] موت عطیہ ہے کہ آپ نے کہا سبحان اللہ بڑے ہی لائق حبیب ہیں [illegible] کبھی نہ چھوڑیے ماشاء اللہ بڑے ہی شفیق ہیں حضرت اُن کا قدم مبارک نہ ہٹے۔ پھر پوچھا کہ تم کونسی دوا استعمال کرتے ہو اُس نے کہا زہر [illegible] آپ بولے ماشاء اللہ اکسیر ہے خدا اس کو آپ کی [illegible] پیوستہ رکھے اور خوشگوار رہے۔ تو اب آپ غور کیجئے کہ ایسی عیادت سے کیا کسی کا جی خوش ہو سکتا ہے ہرگز نہیں۔ سو وہ جو اپنے دل میں خوش تھا کہ میں نے اپنے دوست کا حق ادا کر دیا اُس کی عیادت کر دی اور اُس کا جی خوش کر دیا۔ اُلٹا اُس کا جی ناخوش کر دیا وہ تو اس کی جان کا دشمن ہو گیا [illegible] فرماتے ہیں کہ جاہل اس طرح کی عبادت کرتے ہیں جیسی اس شخص نے عیادت کی تھی اور اُن کا اپنی عبادت پر خوش ہونا ایسا ہی ہے جیسا وہ اپنی عیادت پر خوش تھا۔

نتیجہ عبادت ناقص اسی طرح یہ حال ہے ہماری عبادات کا [illegible] میں ظاہر [illegible] تو ہماری عبادت ایسی ہی [illegible] کر رہے ہیں [illegible] چھوڑ دی جائے۔ جتنے ہیں حق تعالیٰ ہی ہیں جو [illegible] کہ اب ہماری عبادت ایسی [illegible] نہیں تو [illegible] مہربانی ہے کہ اسے قبول فرما لیتے ہیں ورنہ تو کوئی بھلائی عبادت کو بھی قبول کرتے ہیں بلکہ اُس کی جزا دیتے ہیں جیسے آپ نے دیکھا ہوگا کہ بچے کا کوئی تحفہ [illegible] بادشاہ کے سامنے پیش کرتے ہیں تو وہ اُن کو انعام دیتے ہیں حالانکہ ایسی سوغات سے اُن کو کچھ بھی خوشی نہیں ہوتی مگر اُن کی [illegible] ہے اس لئے وہ اس کی قدر کرتے ہیں [illegible] جن کا [illegible] قیمت لے لیتے ہیں [illegible] افسوس ہے [illegible] کرتے ہیں [illegible]

ان کے پڑھنے کی کیا کتابیں رہ گئی ہیں۔ مثلاً [illegible] نامہ ایک کتاب ہے جس میں حضرت [illegible] کا ایک جھوٹا قصہ ہے، اور وفات نامہ جس میں غلط روایتیں ہیں اور [illegible] صحیح ہے مگر اس سے کچھ اخلاق معلوم نہیں ہوتے۔ منظوم تفسیر سورۂ یوسف کی ہے جس میں روایت صحیح نہیں مگر اس میں زلیخا کے عشق کو بہت صاف صاف بیان کیا گیا ہے جس کا اخلاق پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ بس یہ ہے عورتوں کی تعلیم جس نے یہ کتابیں پڑھ لیں وہ گویا سب سے زیادہ پڑھی ہوئی ہے۔

حقیقت وعظ

جیسے ہمارے ملک میں ایک تماشا یہ بھی [illegible] کتابیں [illegible] تھیں اور اس کو [illegible] خلیفہ جی [illegible] کے بعد اس نے خود ہی اعلان کیا کہ [illegible] وعظ ہوگا آپ کی زیارت [illegible] تو لوگوں کو ان [illegible] ہی سے معلوم ہو گیا کہ تماشا دیکھنے کے لیے جمع ہو [illegible] کہ دیکھیں [illegible] کیسی ہوتی ہے وقت پر بہت سے [illegible] واعظ صاحب منبر پر پہنچے اور تین مرتبہ [illegible] تفسیر بیان کی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کچھ پیدا کرتا ہے کسی کو نہ آسمان کو نہ زمین کو [illegible] ہوئی [illegible] ہمارے پاس نہیں ہے [illegible] ہوا۔ اول تو [illegible] تفسیر کیسی خوبصورت [illegible] اس [illegible] ایک [illegible] علم و فضل کے معتقد تھے [illegible] فرمایا [illegible] چنانچہ [illegible] آپ نے فرمایا کہ [illegible] اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں [illegible] فرمایا [illegible] تو وہ خوب [illegible]

اخلاق کی درستی اور ادب اور سلیقہ کی باتیں بیان کرنا [illegible] مردوں کے ذمہ ہے اگر وہ عورتوں کو تعلیم نہ کریں گے ان سے کل مواخذہ ہوگا خدا تعالیٰ کا حکم ہے یاایھا الذین آمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا یعنی اے مسلمانو اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو [illegible] بچاؤ اگر کوئی مرد خود متقی بن جائے اور اپنے گھر والوں کے دین کی خبر نہ لے تو [illegible] عورتوں کے ساتھ اس سے بھی [illegible] میں کھینچ لیں گے تنہا اس کا متقی بن جانا قیامت میں عذاب سے نجات کے لئے کافی نہ ہوگا پس مردوں کا کام یہ ہے کہ عورتوں کے پاس دینی کتابیں پہنچائیں اور عورتوں کا کام یہ ہے کہ ـــــ اپنے مردوں سے دین کی باتیں پوچھتی رہیں اور ان پر عمل کریں کبھی [illegible] اور جو ان پڑھ عورتیں ہیں ان کو [illegible] سکھلائیں اور [illegible] پڑھنے کا اہتمام کریں انشاء اللہ دین بہت جلد مکمل ہو جائے گا۔

کوتاہیٔ نسواں

جب ہم نے دین کامل کرنے کا طریقہ بتلا دیا [illegible] کی ضرورت نہیں رہی مگر [illegible] ضروری ہے کہ جس طرح مردوں کے واسطے تنبیہ کی گئی اسی طرح بعض فرائض [illegible] بیان کر دوں جن میں عورتیں کوتاہی کرتی ہیں تاکہ ان پر تنبیہ کر کے [illegible] ان سے بھی غفلت نہ کریں کیونکہ [illegible] فرائض [illegible] جب نمازیں [illegible] تو دوسرے فرائض [illegible] خود [illegible] چنانچہ سب سے پہلے نماز کا بیان شروع کرتا ہوں جس کی فرضیت ہر مسلمان کو معلوم ہے مگر افسوس ہے کہ عورتیں نماز میں بہت کوتاہی کرتی ہیں [illegible] ایک آیت میں نماز ترک کرنے کو شرک میں داخل کیا ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں منیبین الیہ واتقوہ واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین ترجمہ [illegible] نماز قائم کرو اور مشرکین میں مت ہو [illegible]

کہ نماز پڑھنا شرک سے بچاتا ہے اور حدیث میں تو یہ مضمون بہت صاف ہے من ترک الصلوٰۃ متعمدا فقد کفر جس نے نماز کو قصداً ترک کر دیا وہ کافر ہوگیا۔ اگرچہ جمہور علماء نے ان آیت و حدیث میں تاویل کی ہے کہ مطلب یہ ہے کہ نماز کا چھوڑنا کافروں کا سا کام ہے یعنی خدا تعالیٰ نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ظاہر الفاظ میں ایسے شخص کو کافر بنا دیا ہے علماء تاویل کرتے ہیں میرا مطلب نہیں کہ یہ تاویل غلط ہے لیکن ہم کو اس تاویل کے بھروسہ پر بے فکر نہ ہونا چاہئے کیونکہ خدا و رسول جس بات کو کفر فرما چکے ہیں۔ گو وہ حقیقی کفر بھی نہیں تو یقیناً کفر سے بہت قریب ہے۔ اور کفر کا نمونہ تو ہو چکی ہے سب گناہوں سے بڑا ہے اور بندہ کے لئے بہتر کی [illegible] جو کام اس سے قریب کر دیوے وہ سب سے زیادہ [illegible] ہے کہ ہم اور اکثر لوگ [illegible] بعضی عورتیں نماز پڑھتی ہیں مگر افسوس ہے کہ وہ ارکان ادا ہونے سے پہلے بھی نہیں کرتیں بڑی جلدی کرتی ہیں۔ خصوصاً تعدیل ارکان کا جب [illegible] ہے ایک فرض ہے۔ تعدیل ارکان کا مطلب یہ ہے کہ نماز کے ہر رکن کو اطمینان و سکون سے ادا کیا جاوے مثلاً رکوع کے بعد [illegible] تھوڑی دیر سیدھا کھڑا ہونا چاہئے اور سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد سیدھے کھڑے ہو کر کہے اس کے بعد اطمینان سے سجدہ میں جاوے [illegible] بالکل نہیں کرتیں بعض عورتیں [illegible] نہیں کرتیں بس رکوع سے فارغ ہو کر ذرا سا سر کا اشارہ کرکے فوراً سجدے میں چلی جاتی ہیں اس طرح نماز نہیں ہوتی۔ رکوع کے بعد سیدھے کھڑا ہونا ضروری ہے اسی طرح کوئی عورتیں دونوں سجدوں کے بیچ میں جلسہ نہیں کرتیں بس ایک سجدہ کرکے ذرا سا سر کا اشارہ کرکے فوراً دوسرا سجدہ کر لیتی ہیں اس طرح بھی نماز نہیں ہوتی [illegible] اطمینان سے ادا کرو۔ بعض عورتیں [illegible] پڑھتی ہیں [illegible] بعض دفعہ ایسی غلطی ہو جاتی ہے جس سے نماز [illegible] ہو جاتی ہے [illegible] نماز کے [illegible] درست کرو۔ بعض عورتیں نماز

وقت سے [illegible] نماز کا وقت [illegible] اور [illegible] وقت [illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible] وقت [illegible] نماز [illegible] وقت [illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] وقت [illegible]
[illegible] جب [illegible]
[illegible] نماز پڑھ [illegible]
بعد ایک وقت کی نماز قضا کرنا کسی طرح جائز نہیں [illegible]
[illegible] ولادت [illegible]
ولادت کے [illegible] بڑی پریشانی ہوتی ہے اور [illegible] مسئلہ [illegible]
جاتی [illegible] کوئی عورت کسی [illegible]
یاد کر لیتی ہے [illegible] پاکی ناپاکی کے مسائل [illegible]
اچھی طرح [illegible] بہشتی زیور [illegible] اس کے مسائل [illegible]
سمجھ کر پڑھیں۔ بعض عورتیں گو خود نماز کی پابندی کرتی ہیں لیکن اپنے بچوں اور
ماماؤں کو نماز کے واسطے نہیں کہتیں۔ بچوں کی پرورش زیادہ تر ماماؤں کی [illegible]
ہوتی ہے جب ان کو شوق [illegible] نماز وغیرہ کی [illegible]
بچپن میں ہرگز غفلت نہ کریں جب بچہ سات برس کا ہو جائے اس وقت سے نماز کی
شروع کرائیں اور جب دس سال کا ہو جائے تو مار پیٹ کر نماز پڑھوائیں۔ [illegible]

[illegible] حسنہ و اعمال صالحہ کا اثر نسبت پڑ گئی ہے ظاہر ہے جس بچے کو نیک عورتوں کی عادت ہو گئی ہے کہ نماز کی حقیقت کبھی معلوم ہونی ہو اور نہ بچوں کی تربیت کا بہت خیال ہوتا ہے۔ سمجھتی ہیں کہ نماز نے یہ فرض کی ادا کر دیا۔ اگرچہ ان دنوں کا ہیں نا ہو وقت بند نہیں کرتے کہ بچوں کو نماز وغیرہ کی تاکید کریں۔ ابھی نہ تو نماز وں میں نماز کی عادت ڈالتی ہیں کیونکہ وہ تھوڑی ماتحت ہیں۔ مگر ان کو دیکھ کوئی ولادار قرینہ اور تربیت حسن کرنے والی ہر بچی کو خدا دیتا ہے کہ ان کے [illegible] قدرت دیتے ہوئے [illegible] نماز میں ہر کو ہر ایک غرض [illegible] سے بہتر ہو کر دیا کرے تو کیا نہیں وقت کی نماز پڑھنا انہیں گھر میں پیچھے شخص کا ہے۔ نماز میں ہوتا ہے۔ بچی خود ان کو دیکھ کر پڑھتی ہے۔ اور [illegible] تو ہم نہیں۔ یہ عورتوں کی [illegible] کے متعلق چند باتیں تھیں۔

کثرتِ روزۂ نسوان

روزہ رکھنے میں جو صحت ہیں [illegible] عورتوں کو روزہ زیادہ راس نہیں آتا۔ اس میں وہ مشق ہے۔ جو مردوں سے کہیں زیادہ ہیں اکثر دیکھا گیا ہے کہ عورتیں روزے بہت رکھتی ہیں اور نماز [illegible] کی طرف توجہ ہے۔ روزہ رکھنا ہر عورت کا زیادہ ہے [illegible] نہیں بلکہ میں ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ ان میں رطوبت و برودت کا غلبہ ہے [illegible] مزاج واسطے [illegible] گرمی ہے اس لئے ان کو روزہ مناسب نہ ہو [illegible] خشکی رہتی ہے [illegible] تو سب سے زیادہ پیدا ہوتی ہیں خوشی [illegible] رہتی ہے اس سے [illegible] تو فوراً الحمد [illegible] اس کی تعریف رکھتی اسکی [illegible] کوشش نہیں کیونکہ ان کی برودت و رطوبت [illegible] حاصل کی ہے۔ [illegible] بعد گرمی میں رہتی ہیں [illegible] نہیں پڑتا [illegible] پاتے ہیں [illegible] روزہ رہیں وہ [illegible] کرتی ہیں۔ [illegible] خدمت کرنے کو ماں موجود ہوتی ہیں اور جن کو خود کام کرنے پڑتے

وہ یہ ترکیب کرتی ہیں کہ پہلے سامان کی ہنڈیاں تیار کر لیتی ہیں سامان پکانے میں چولہے کے سامنے جم کر نہیں بیٹھنا پڑتا۔ ایک دفعہ آگ جلا دی ہانڈی رکھ دی اور چھٹی ہوئی پکا دی پھر جب عصر کا وقت ہو گیا گرمی کم ہو گئی جلدی جلدی پندرہ بیس منٹ میں روٹی پکا لی۔ اس لئے ان کو کھانا پکانے میں بھی کچھ زیادہ دقت نہیں ہوتی تیسری وجہ سہولت روزہ کی یہ ہے کہ عموماً عورتوں کو کھانے کی حرص کم ہوتی ہے ان کو عمدہ غذا مرغوب نہیں ہوتی بس انکی ہانڈی محض مردوں کی خاطر سے پکتی ہے اگر کوئی مرد گھر پر نہ ہو تو یہ چٹنی ہی سے بھی گزر کر لیتی ہیں شریف عورتیں عمدہ غذائیں کھانے سے بہت بچتی ہیں آپس میں کہا کرتی ہیں کہ اگر ہم اچھی غذائیں کھائیں گے تو لوگ یوں کہیں گے کہ بڑی چٹوری ہے۔ ہائے یہ کیسی بُری بات ہے جب یہ اس طرح اپنے نفس کو مارتی ہیں تو رفتہ رفتہ انکی بھوک بھی مر جاتی ہے اِس لئے روزہ میں انکا کمال نہیں بلکہ کمال تو مردوں کا کمال ہے کہ بافراغت ہیں اور پھر روزہ رکھتے ہیں۔ مگر افسوس اب مردوں نے روزہ رکھنے میں ہمت بہت ہار دی ہے آج کل مردوں میں روزہ دار بہت کم ہیں۔ پس میں عورتوں سے یہ تو نہیں کہتا کہ وہ روزہ نہیں رکھتیں۔ ہاں روزہ میں غیبت سے بچنے کو ضرور کہوں گا۔ کیونکہ انکا روزہ غیبت سے بہت کم پاک ہوتا ہے جب ان کو روزہ میں کھانا پکانے کا دھندہ کم ہوتا ہے تو بس یہی شغل رہ جاتا ہے بیٹھتی ہیں ذرا ذرا سی غیبت شکایت میں روزہ برباد کرتی ہیں یوں تو غیبت ہر حال میں حرام ہے مگر روزہ کی حالت میں اس کا گناہ زیادہ ہے جیسے زنا کرنا ہر جگہ حرام ہے اور مکہ معظمہ میں زیادہ سخت گناہ ہے کیونکہ شرفِ مکان و شرفِ زمان سے جس طرح طاعت کا ثواب بڑھتا ہے اسی طرح معاصی کا گناہ بھی بڑھ جاتا ہے نیز روزہ میں پان کھانے والیاں یہ کوتاہی کرتی ہیں کہ سحری میں منہ کے اندر پان دبا کر سو رہتی ہیں مگر صبح ہوتے منہ

پانی رہا تو روزہ نہیں ہوتا اس کی احتیاط بہت ضروری ہے۔

ترغیب زکوٰۃ

زکوٰۃ میں بعض عورتیں بہت سستی کرتی ہیں کہ اپنے زیوروں گہنوں کی زکوٰۃ نہیں دیتیں۔ یاد رکھو جتنا زیور عورت کو دیا گیا ہے وہ اس کی ملک ہے اس کی زکوٰۃ دینا اس پر واجب ہے اور جو زیور شوہر کی طرف سے ملا ہے اگر وہ اس نے اس کی ملک کر دیا ہے تو اس کی زکوٰۃ بھی اس پر واجب ہے اور اگر ملک نہیں کیا محض پہننے کے واسطے دیا ہے تو اس کی زکوٰۃ مردوں کے ذمہ واجب ہے ہر سال اپنے زیور کا حساب کر کے جتنی زکوٰۃ اپنے ذمہ ہو فوراً ادا کر دینی چاہئے اس میں سستی کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔ [illegible] نے بہت سے عزیزوں کو [illegible] اُن سے کچھ زیادہ نہیں ہو۔ اکثر [illegible] سے بڑھے ہوئے [illegible] دیتے تو اس کی کیا وجہ ہے خدا نے بیویوں کو اسی واسطے مال دیا ہے کہ وہ غریبوں کو دیں [illegible] ہر شخص [illegible] درجہ جتنی کی اس کو ضرورت ہے پھر اس کو ضرورت سے زیادہ جو زیور ہے وہ [illegible] کے واسطے نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کے لئے [illegible] خدا تعالیٰ کی بہت [illegible] ہیں کہ وہ غریبوں کو عورتوں کے ہاتھ سے دلانا چاہتے ہیں اس [illegible] اُن کی ضرورت سے زیادہ [illegible] غریبوں کو دیدو [illegible] خدا کی کتنی بڑی رحمت ہے کہ اس نے سارا اپنے [illegible] نہیں کیا [illegible] حصہ واجب کیا ہے پھر اس میں بھی کوتاہی [illegible] ہے۔

پردہ میں کوتاہی

ایک خرابی عورتوں میں یہ ہے کہ ان میں پردہ کا اہتمام کم ہے۔ اپنے عزیزوں میں جو نامحرم ہیں ان کے سامنے بے تکلف آتی

کہتی ہیں کہ اگر [illegible] اس سے نہ چھڑائے جاویں تب تو یہ کبھی [illegible] نہیں رہ سکتا اور اگر ہمت کر کے قصد کر لیتے ہیں کہ آج سے [illegible] تو دو چار روز تک تو تکلیف ہوتی ہے پھر [illegible] بعد اس سے نفرت ہوجاتی ہے بلکہ جیسے بچہ کا اگر دودھ نہ چھڑایا جاوے تو [illegible] کمزور رہتا ہے [illegible] دودھ چھڑانے [illegible] کی تمیز [illegible] کو چھوڑ کر آپ کا دل [illegible] پر خوش ہوں گے تو آپ [illegible] خدا اس شخص کا بھلا کرے جس نے [illegible] کو حقہ سے چھڑا کر [illegible] بھی نہ ہوگا جب چند روز ہمت کرو گی۔ مصرع :

چند روزے جہد کن باقی بخند (چند روز کوشش کرو پھر خوش رہو گے)

اور چند روز کے لئے ہمت کرنا کچھ بھی مشکل نہیں جیسا آپ بچے کی خاطر سے کرو تو دودھ چھڑانے کی تکلیف برداشت کرتی ہو ویسے آپ بھی ایک ذرا سی تکلیف برداشت کرو۔

تعظیم شوہر

ایک کوتاہی عورتوں کی یہ ہے کہ وہ شوہروں کی تعظیم اور ادب نہیں کرتیں اور یہ سخت بیجا بات ہے۔ بعضی تو بالکل برابر والوں سے برابری کا برتاؤ کرتی ہیں گویا شوہر ان کا برابر کا بھائی ہے اور یہ بھی غنیمت ہے۔ بعضی جگہ تو عورتیں مردوں پر حکومت کرتی ہیں حالانکہ شریعت میں شوہروں کی تعظیم کے متعلق سخت تاکید ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کے لئے سجدہ کو جائز کرتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں لیکن [illegible]

ہو کسی کو جائز نہیں غرض اس سے یہ بات تو معلوم ہوئی کہ شوہر کا کسی درجہ تک تعظیم کرنا کچھ [illegible] ہے اور جو چیز خدا کے لیے مخصوص ہے اس کا مستحق کوئی نہیں ہو سکتا تو شوہر اس کا مستحق ہوتا۔ بعض لوگ تو عورتوں مردوں کو ذلیل کرتے ہیں۔ بعض ایسے [illegible] ہوتے ہیں کہ وہ عورتوں کو بہت ذلیل رکھتے ہیں اور بعض یہ دونوں طرف [illegible] قیامت میں [illegible] حساب ہوگا اور [illegible] حقوق کی [illegible] سے [illegible] لیا جائے گا۔ پس مردوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں کے حقوق کی [illegible] اور عورتوں کو مردوں کی [illegible] اطاعت و فرمانبرداری کا خیال رکھنا چاہیے۔

فضول خرچی

اکثر عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ بے حد فضول خرچی کرتی ہیں۔ روپیہ کو احتیاط سے خرچ نہیں کرتیں جس سے یہ نتیجہ ہوتا ہے [illegible] جس طرح چاہا خرچ کر ڈالا [illegible] [illegible] ہوتی ہیں اور یہ فکر نہیں کرتیں [illegible] شوہر [illegible] [illegible] [illegible] خصوصاً شادیوں میں تو بہت ہی فضول خرچی کرتی ہیں [illegible] [illegible] شادیوں [illegible] فضول [illegible] [illegible] خرچ کیا جاتا ہے [illegible] [illegible] فضول روپیہ برباد ہوتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

یہ ثابت کیا کہ واقعی یہ رسمیں بالکل عقل کے خلاف ہیں اور شریعت کے خلاف تو ہیں ہی تو سب کو یک لخت موقوف کر دینا چاہیئے ۔

کسی نے [illegible] سے کہا کہ میاں جب تم کو [illegible] منظور نہ تھا تو پہلے ہی سے یہ بات کہہ دی ہوتی [illegible] تم نے کیوں کیا تھا ۔ اس نے جواب دیا کہ اگر میں یہ [illegible] اختیار کرنے سے پہلے یہ بات کہتا تو لوگ یوں کہتے کہ [illegible] کے لئے یہ بات نکالی ہے ۔ اب کسی کا یہ منہ نہیں رہا کہ [illegible] کیونکہ میں نے [illegible] جس سے معلوم ہو [illegible] یہ بات منظور نہ تھی بلکہ محض اس [illegible]

واقعی اس شخص نے خوب کیا [illegible]

[illegible]

خلاصہ [illegible] وَاتَّقُوا اللّٰهَ [illegible]

[illegible]

عورتوں کے لئے نیک صحبت کا طریقہ

اب میں دوسرے جزو کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے متعلق کچھ مختصر بیان کرتا ہوں (کیونکہ وقت کم رہ گیا ہے نماز عصر قریب ہے) اس جزو کا حاصل تو یہی ہے کہ اس میں کمالِ دین حاصل کرنے کا طریقہ بتلایا گیا ہے کہ تم کاملین اور راسخین فی الدین کے ساتھ ہو جاؤ۔ مردوں کو تو اس طریقہ پر عمل کرنا آسان ہے اب قابل غور یہ ہے کہ عورتوں کے لئے اس کا طریقہ کیا ہے؟ اور یہ سوال بھی بہت ضروری ہے۔ سو جواب یہ ہے کہ اس کے دو طریقے ہیں ایک یہ کہ عورتیں اپنے بزرگوں سے تعلیم حاصل کریں ان سے دینی مسائل پوچھتی رہیں، مگر یہ دشوار ہے کیونکہ اول تو مردوں اور عورتوں کا ساتھ کیا، دوسرے پردہ کی وجہ سے بھی ان سے زیادہ بات چیت نہیں ہو سکتی اور [illegible] بزرگوں کے سامنے [illegible] [illegible] لائق ہیں۔

دوسرا طریقہ یہ ہے [illegible] صادقین [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ [illegible] وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ

مگر خیر میں وہ بجائے جنت کے دوزخ بن گئیں۔

اسی قصبہ میں کچھ زمانہ سے ایک بے نکاحی عورت نے فتنہ برپا کر رکھا ہے۔ اپنے آپ کو ولی اور بزرگ ظاہر کرتی ہے۔ مردوں عورتوں کو مرید کرتی ہے۔ اور کسی سے شادی نہیں کرتی۔ اس کم بخت کے ایک بچہ بھی بدون خاوند کے ہوا جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے جواب دیا کہ جس طرح مریم علیہا السلام کے عیسیٰ علیہ السلام بدون باپ کے ہوئے تھے۔ اسی طرح میرے بھی بدون باپ کے بچہ ہو گیا۔ نعوذ باللہ مگر عورتوں کی جہالت دیکھئے کہ باوجود ایسی بے حیائی اور بدکاری کے پھر بھی اس کی معتقد ہیں اور اس کو پیرانی کا لقب دے رکھا ہے۔ حیرت یہ ہے کہ بعض مردوں کی عقل پر بھی پتھر پڑ گئے کہ پڑھ لکھ کر ڈوب گئے اور اس کے معتقد بن گئے اور ان تمام بدکاریوں اور بے حیائیوں کی تاویل کرنے لگے۔ خدا کرے غارت کرے۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کرے کہاں بہکے جاتے ہیں۔ وہاں جنت بنی خیر [illegible] ایک بے حیا عورت کی معتقد ہو گئی تھیں [illegible] تھیں [illegible] ان کے سامنے جو کوئی اس کی برائی کرتا۔ وہ ان کو بے وقوف بتاتی [illegible] مرید کیوں ہو گئیں تو وہ [illegible] کو بے وقوف بتاتیں [illegible]

غرض خیر میں وہ [illegible] مغفرت کرے [illegible] تو عورتوں کی [illegible] عورت [illegible] بے ذوق ہو گئی ہیں۔

اصلاح نسواں کی پہلی صورت

[illegible] سے مستفیض ہو [illegible]

خود کامل ہو وہ اپنے خاوند سے فیض حاصل کرے مگر اس میں یہ مشکل ہے کہ شوہر تو بعض وجہ خادم ہے ورنہ برابر کا دوست تو ہے ہی۔ شوہر کی تعظیم و تکریم عورتیں اس درجہ نہیں کرتیں جتنی مربی کی تعظیم ہونی چاہیئے اور بدون اس کے فائدہ نہیں ہو سکتا۔

دوسرے بیوی کو شوہر سے ویسا اعتقاد بھی نہیں ہوتا جیسا دوسروں سے اعتقاد ہوتا ہے گو اپنا شوہر کتنا ہی بڑا کامل ہو۔ ہمارے حضرت حاجی صاحب قدس سرہ کے گھر میں جو پہلی بیوی تھیں باوجودیکہ حضرت کی بہت فرمانبردار تھیں مگر بیعت ہونے کو وہ حضرت مولانا گنگوہی رح سے کہتی تھیں اور حضرت گنگوہی رح نے فرمایا کہ آپ حضرت حاجی صاحب سے کیوں نہیں بیعت ہو جاتیں —————— کہ بھلا حضرت کے ہوتے ہوئے مجھ سے بیعت ہونا کیا مناسب ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حاجی صاحب کے کمال میں شبہ نہیں مگر میں اُن سے بیعت نہیں ہوتی تو آپ سے بیعت ہونا چاہتی ہوں اب مجھے معلوم نہیں کہ حضرت مولانا گنگوہی نے ان کو بیعت کیا یا نہیں مگر دیکھ لیجئے کہ ان کو حاجی صاحب سے بیعت ہونا منظور نہ تھا بلکہ ان کے خادم سے بیعت کی درخواست کرتی تھیں۔

اور حضرت حاجی صاحب کی دوسری بیوی تو سنا ہے کہ بہت ہی نیک تھیں۔ بعض لوگوں نے ان کو دیکھا ہے وہ کہتے تھے کہ حاجی صاحب میں اور ان میں صرف اتنا فرق تھا کہ حضرت مرد تھے اور وہ عورت تھیں اور کچھ فرق نہ تھا۔ سنا ہے کہ وہ مثنوی کو بہت خوب سمجھتی تھیں اور یہ دوسری بیوی حضرت حاجی صاحب کی مختصر تھیں پہلے ان سے حضرت کی منگنی ہوئی تھی مگر حضرت کے عذر کی وجہ سے نکاح نہ ہوا تھا کسی دوسرے سے نکاح ہو گیا تھا۔ پھر شوہر اول کے بعد حضرت حاجی صاحب نے ان سے دوسرا نکاح کر لیا تھا۔

اصلاح نسواں کی دوسری صورت تو اگر خاوند سے ہی فیض حاصل نہ کر سکیں تو اپنے محارم میں جو کوئی کامل

سے مراد اہل عشق کے ملفوظات ہیں۔ اس میں حضرت حافظؒ نے کتاب کو رفیق بتلایا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ جو فائدہ رفیق سے ہوتا ہے وہ کتاب سے بھی ہوتا ہے ورنہ شیخ بھی رفیقِ طریق ہوتا ہے تو جس کو شیخ میسر نہ ہو وہ کتابوں کو رفیق بنائے۔

پس الحمدللہ کہ اس سوال کا جواب ہر پہلو سے مکمل ہو گیا کہ عورتوں کے لئے مقاماتِ عارفین کی کیا صورت ہوگی؟ حاصل جواب کا یہ ہوا کہ ان کے مرد اگر کامل نہ ہوں تو وہ اس کی کوشش کریں کہ کوئی عورت کامل فی الحال ملے تو اس کی صحبت سے نفع اٹھائیں اور جس کو دونوں باتیں میسر نہ ہوں تو وہ بزرگوں کے کلام اور ملفوظات و قصص اولیاء کا مطالعہ کریں۔ پس اب عورتوں کے لئے تحصیلِ معیت کا بیان مکمل ہو گیا۔ اور شریعت نے ان کو بھی کمالِ دین حاصل کرنے کا آسان سے آسان طریق بتلا دیا۔ اب ان کی ہمت ہے کہ عمل کریں یا نہ کریں۔

ایک علمی اشکال و اس کا جواب

پس مضمون تو ختم ہو گیا اب ایک شبہ رہ گیا۔ اس کو بیان کر کے اپنی تقریر ختم کر دوں گا۔ وہ شبہ ایک علمی ہے۔ اشکال و جواب سب سمجھ کر سب اہلِ علم خوب سمجھ لیں گے۔ اشکال یہ ہے کہ قرآن سے تو معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں کامل ہو سکتی ہیں چنانچہ اَلصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ اس پر دلالت کر رہا ہے اور ایک حدیث میں بھی ہے کَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرٌ وَلَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِیَۃُ امْرَاَۃُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَۃَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ مردوں میں تو بہت لوگ کامل ہوئے لیکن عورتوں میں بجز مریم علیہا السلام اور آسیہ فرعون کی بیوی کے اور کوئی کامل نہیں ہوئی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت ہے

تراجم کے عنوان پر۔ اسی سے علماء نے حضرت عائشہ رضہ کا کمال بھی سمجھا ہے کہ وہ کامل ہیں بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتیں کامل ہو بھی سکتی ہیں اور اس کا وقوع بھی ہوا ہے مگر ان میں کامل افراد بہ نسبت مردوں کے کم ہیں مگر ایک حدیث سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ عورتیں کامل ہو ہی نہیں سکتیں۔ وہ حدیث یہ ہے کہ آپ نے ایک بار عورتوں کو خطاب کر کے فرمایا:

مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ	"میں نے عورتوں سے بڑھ کر کوئی
وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ	ناقص العقل اور ناقص الدین ایسا
الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ	نہیں دیکھا جو ہوشیار مرد کی
إِحْدَاكُنَّ ـــــــ	عقل کو جلدی زائل کر دیتا ہو۔"

اس پر عورتوں نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری عقل اور دین میں کیا نقصان ہے؟ آپ نے فرمایا کیا عورتوں کی گواہی مرد کی گواہی کے برابر نہیں ہے۔ انہوں نے کہا بے شک۔ آپ نے فرمایا کہ یہ تو ان کی عقل کا نقصان ہے کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر شمار کی گئی ہے اور کیا جب تم کو حیض آتا ہے تو تم نماز روزہ چھوڑ کر نہیں بیٹھ جاتیں۔ انہوں نے کہا بے شک! فرمایا کہ یہ تمہارے دین کا نقصان ہے۔

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ناقص ہونے کا جو سبب بیان فرمایا ہے وہ ایسا سبب ہے جس سے کوئی عورت بھی خالی نہیں۔ لہٰذا لازم ہے کہ عورتوں میں کوئی بھی کامل نہ ہو سکے، حالانکہ قرآن اور دیگر احادیث سے بعض عورتوں کا کامل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ یہ اشکال بہت دنوں سے ذہن میں تھا مگر اس کا کوئی شافی جواب اب تک ذہن میں نہ آیا تھا۔ اسی لئے میں اشکال کو اب تک میں نے کہیں بیان نہ کیا کہ خود تو تھا ہی دوسروں کو بھی کیوں پریشانی میں ڈالوں

غیر اختیاری ہونا سفر سے زیادہ ہے کیونکہ سفر میں وجہ اختیاری ہے اور مرض وجہ غیر اختیاری یعنی سفر شروع کرنے کے بعد تو وقت پر قبضہ نہیں رہتا اور مجبور اوراد ناغہ ہو جاتے ہیں لیکن سفر کا شروع کرنا تو اختیاری امر ہے، اگر یہ سفر ہی نہ کرتے تو اس کی نوبت نہ آتی، پس سفر انتہاءً غیر اختیاری ہے اور ابتداءً اختیاری ہے۔ یہ سوال میرے ذہن میں کبھی آیا تھا اور جواب بھی اسی وقت ذہن میں آ گیا تھا وہ یہ کہ عذر کی دو قسمیں ہیں ایک عذر اتفاقی دوسرے عذر مستمر۔ تو [illegible] شریعت میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عذر اتفاقی و عذر مستمر میں فرق ہے۔ عذر اتفاقی سے ثواب کم نہیں ہوتا اور عذر مستمر سے ثواب ناقص ہو جاتا ہے چنانچہ موت سے بڑھ کر عذر غیر اختیاری کون ہو گا لیکن نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ موت سے عمل و ثواب منقطع ہو جاتا ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ دو شخص ایک ساتھ مسلمان ہوئے اور دونوں نے ساتھ ہی ہجرت کی، ان میں سے ایک صاحب تو کسی غزوہ میں شہید ہو گئے اور دوسرے ان کے بعد ایک ہفتہ کے فاصلہ سے گزر گئے [illegible] کو یہ خیال ہوا کہ پہلا شخص شہید ہوا ہے اور یہ بستر پر مرا ہے اس لئے شہید کا درجہ اس سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] پہنچ گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَأَيْنَ صَلَاتُهُ وَصِيَامُهُ وَبَيْنَهُمَا [illegible]

کہ اس نے جو اس کے بعد ہفتہ بھر نمازیں پڑھی ہیں اور روزے رکھے ہیں وہ کہاں [illegible] [illegible] شخص کے برابر ہونے کی کیوں امید کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

تفاوت ہے جیسے زمین وآسمان کے درمیان میں رہی یہ بات کہ یہ شہید تھا اور یہ شہید نہیں ہوا تو اس سے اس کا درجہ کم ہونا لازم نہیں ہے کیونکہ شہادت کے [illegible] یعنی جہاد میں تو یہ بھی دونوں شریک ہوئے تھے۔ اب یہ فرق ہے کہ اس کو وقت آگیا تو وہ شہید ہوگیا اس کا وقت نہ آیا تھا یہ قتل نہ ہوا مگر نیت دونوں کی۔ برابر تھی تو ثواب شہادت کا دونوں کے لئے یکساں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیت سے [illegible] ہوتا ہے اور ایک حدیث میں اس سے بھی زیادہ فرمایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

يَنْقَطِعُ عَمَلُ الْمُؤْمِنِ بِمَوْتِهِ إِلَّا نِيَّتَهُ ؕ

مومن کا سب عمل موت سے منقطع ہو جاتا ہے بجز نیت کے

پس مرض اور سفر میں [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہے کہ انسان

[illegible] اپنے گھر میں رہتے ہوئے [illegible] پھر جب [illegible] ہو جائے تو اس کو ثواب پورا ملتا ہے [illegible] سفر اور مرض [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] نماز کے وقت [illegible]

[illegible]

[illegible] سوال کیا کرتے تھے ۔

چنانچہ ایک بار حضرت [illegible] نے یہ مسئلہ بیان فرمایا [illegible] کے ساتھ [illegible] کرنا چاہئے تو [illegible] صاحب پوچھتے ہیں کہ حضرت اگر کسی [illegible] جانے کی ضرورت نہیں جیسے کسی کے بال [illegible]

جیسے یہ [illegible] غیر ثابت ہے جس [illegible] کا وجود ہی نہیں ہو سکتا جب تک [illegible] کا [illegible] ہے جس [illegible] اگر کوئی [illegible] نیت کرے [illegible] تو [illegible] نیت رہے گا۔ یہ [illegible] ہے جس کا شریعت میں اعتبار نہیں [illegible] ہو سکتی ہے جس کا وقوع بھی [illegible] ہوتا ہو۔

بعض یہ عذر نیت دوام کا [illegible] ہے اور سفر و مرض نیت دوام کا [illegible] نہیں رہتا جب وہ دوام کی نیت رکھتا ہے تو ثواب بھی مرض و سفر میں اس نیت [illegible] رہے گا اور عذر [illegible] اور [illegible] نیت دوام [illegible] وجہ [illegible] کے وجود سے ثواب منقطع ہو جاتا ہے یہ وجہ ہے [illegible] کے سبب [illegible] اور سفر و مرض کے سبب [illegible] نہ ہونے کی [illegible] ہوا۔

خاتمۂ کلام

بحمد اللہ سب [illegible] ختم ہو گئے اور تمام شریعت داخل ہو گئی اور وہ بھی معلوم ہو گیا کہ [illegible] اعمال [illegible] ان کا عمل ہو سکتا ہے تو ان کے [illegible] غیر اختیاری نہیں ہے اور ان کے [illegible] کا طریقہ یہ ہے کہ اول تو وہ کتابیں دیکھیں جن میں مسائل و احکام شریعت کا ذکر ہے ان کو دیکھ کر [illegible] کرنے کا طریقہ معلوم کریں اور ان تمام باتوں کو جن کی ضرورت ہے اس کی عادت کریں یہ تو علمی طریق ہے اور ان میں کمال پیدا کرنے کے لئے یہ طریق ہے کہ اگر کوئی مرد کامل پیشوا میسر ہو جائے تو اس کی صحبت سے زندہ دلی حاصل کریں اس سے اپنے اخلاق و عادات کی اصلاح کا طریقہ پوچھ کر ان کی اصلاح کریں اور اگر کوئی مرد [illegible] نہ ملے تو کسی کامل کی صحبت میں رہیں اور اگر کوئی کامل بھی نہ ملے تو [illegible] کے بزرگوں کی [illegible] اور [illegible] سے کسی [illegible] بزرگ سے بذریعہ

رفع الالتباس عن نفع الناس

الملقب بہ

الفیض الحسن

فی

تھانہ بھون

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

خطبہ:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمْ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

یہ ایک بڑی آیت کا ٹکڑا ہے اس میں حق تعالیٰ شانہ نے روزہ کے تعلقات کو ایک مختصر اور بلیغ عنوان سے بیان فرمایا ہے۔

سبب وعظ چونکہ اس بیان کا سبب ایک تقریب روزہ کی تحریک ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ بیان حالات ہی کے مناسب ہو، اور مختصر ہو کیونکہ وقت تھوڑا ہے عصر سے پہلے بیان کا ختم کر دینا ضروری ہے تاکہ اس کے بعد لوگوں کے لئے کچھ کافی وقت باقی رہے، اس لئے میں نے قرآن کے اس جملہ کو بیان کے لئے تجویز کیا جو مختصر بھی ہے، اور بلیغ بھی، اور مقصود کے واضح کرنے میں کافی بھی ہے

ہی کا یہ ہے کہ وہ عورتیں یعنی حلال عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔ ہُنَّ کے ترجمہ میں حلال عورتیں میں نے اس لئے کہا کہ اوپر سے زوجیت ہی کا ذکر چلا آ رہا ہے دوسرے عورتوں کو مردوں سے کوئی خصوصیت مقصود نہیں اس لئے تمام عورتوں کو مردوں کا لباس اور مردوں کو ان کا لباس نہیں کہا جا سکتا کیونکہ آگے معلوم ہو جائے گا کہ لباس کی اس تعبیر میں شدت تعلق کی طرف اشارہ ہے اور ظاہر ہے کہ شدت تعلق تمام عورتوں اور مردوں میں نہیں ہوا کرتا بلکہ زوجین ہی میں ہوتا ہے نہیں ہے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے غیر حلال کے منافع کیوں بیان فرمائے اگر کہیں نفع بھی تھا تو اس کے ضرر کو غالب بتا کر اس نفع کو غیر قابل تحصیل فرما دیا جیسا ارشاد ہے: اِثْمُهُمَا اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا۔

دوسری جگہ ایسے ہی ارشاد ہے:

قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ

اس آیت میں صراحت کے ساتھ منافع کا ذکر ہے جس کا تعلق شراب کا ذکر ہو، اور حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ شراب وغیرہ سے نفع ہی نہیں ہوتا تاکہ یہ اشکال وارد ہو کہ یہ تو مشاہدہ کے خلاف ہے کہ تو شراب وغیرہ سے کیونکہ ان چیزوں سے کچھ نفع ہوتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ وہ نفع قابل اعتبار نہیں کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ اعتبار غالب کا ہوا کرتا ہے اگر کسی شے میں نفع غالب ہے تو وہ شے نافع ہے اور اگر ضرر غالب ہے تو وہ مضر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ حرام میں ضرر اس قدر ہے کہ اس کے مقابلہ میں نفع قابل اعتبار نہیں کیونکہ ایک تو آخرت میں اس کا ضرر شدید ہے جس کے مقابلہ میں شفا وغیرہ کا ضرر کا ملتفت ہے دوسرے نتیجہ والی دنیا میں حرام کا اثر کیا ہے دنیا میں بھی وہ ضرر سے خالی نہیں الخ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کرتی ہے، دوسرے امر [illegible]

[illegible] چھپانے والا [illegible] اور [illegible]

[illegible] اور قرآن کریم کی۔

آیۂ کریمہ اول

ذیل میں ہم چند ایک آیات کا ترجمہ [illegible]
بھی لکھتے ہیں جن میں ازدواج کا ذکر ہے

اس کے بیان کی چنداں ضرورت نہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں خدا
فرماتے ہیں کہ بیبیاں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔
اس کے بعد میں اس بات کو بیان کرنا چاہتا ہوں جو نکاح سے
مقصود ہے یعنی اس بات کو بیان کرنا چاہتا ہوں جو زوجین کے درمیان ہے
جس کو اللہ تعالیٰ نے اس عنوان بلیغ سے بیان فرمایا ہے۔ واضح ہو
سمجھنا چاہئے کہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے تشبیہ کو استعمال فرمایا ہے کیونکہ
لباس سے لغوی معنی تو یقیناً مراد نہیں بلکہ استعارہ و مجاز مراد ہے۔ ایک یہ
سمجھنا کہ ایک چیز کی دوسرے کے ساتھ تشبیہ کسی خاص وصف میں ہوتی ہے
خواہ وصف واحد ہو یا متعدد، پھر کبھی تو وہ وصف مخفی ہوتا ہے اور کبھی
ابتدائی ہوتا ہے مگر یہ ضرور ہے کہ وجہ تشبیہ ایسا وصف ہونا چاہئے
جو مشبہ بہ میں مشہور و معروف اور واضح ہو جیسے شجاعت میں تشبیہ دیتے
ہوئے کہا جاتا ہے زید اسد یعنی زید شیر ہے کیونکہ شیر کی بہادری اور شجاعت

شوق کا ایسا غلبہ ہو جاتا ہے کہ [illegible]

غیر اختیاری ہے بندے کے اختیار میں نہیں۔

صرف امور اختیاریہ ہی مقصود نہیں

بلکہ اس کے ذریعہ [illegible] کر لینے [illegible]

اور غیر اختیاری امور کے ذریعہ [illegible] جو اس مسئلہ کے متعلق [illegible]

[illegible] مسئلہ ہے جیسے حدیث میں۔

[illegible]

[illegible] کہ [illegible] اختیاری [illegible]

[illegible] غیر اختیاری [illegible] ذریعہ [illegible]

[illegible] اختیار [illegible]

[illegible] غیر اختیاری کے ذریعہ [illegible]

[illegible] اختیاری [illegible]

[illegible] اختیاری سے غیر اختیاری [illegible]

[illegible]

[illegible] کی وجہ سے [illegible]

[illegible]

[illegible] کے ذریعہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

رتی ہے بچہ کی خواہش پر عمل نہیں کرتی خصوصاً جب وہ بچہ کی خدمت [illegible] وقت مغلوب بھی ہو جاتی ہے مگر زیادہ حالت یہ ہے کہ وہ بچہ کے ساتھ [illegible] کے موافق [illegible] کرتی ہیں [illegible] عمل کرتے ہیں اگرچہ بچہ [illegible]

نفس می لرزد ز نیش استخوانم
در مشقت [illegible] شاد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] محبت [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] محبت [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] نے [illegible] اس [illegible] نہ ہو [illegible] ہے [illegible] ۔

محبت [illegible] [illegible] کے [illegible] ہے اور [illegible] کی [illegible] ہیں [illegible] محبت [illegible] اور [illegible] کے [illegible] محبت [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] محبت [illegible] کا خوف [illegible] اس کی خدمت [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] محبت [illegible] دو دلی محبت اس لئے کہ [illegible] ہے کہ اس کے دل میں ان کی محبت نہیں [illegible] سے پریشان ہو کر ان کو ستاتا ہیں [illegible] کی خدمت کرے اور [illegible] ہے ۔ [illegible] کی خدمت [illegible] محبت کے [illegible] اس نے حق تعالیٰ نے اولاد کی محبت [illegible] کے دل میں [illegible] پیدا کر دی ہے کہ اب وہ ان کی خدمت میں [illegible] اور یہ ایسی محبت ہے کہ [illegible] محبت حق میں [illegible] ہیں وہ بھی اسی محبت سے خالی نہیں ہو چنانچہ سیدنا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حسنین سے ایسی محبت تھی کہ ایک بار آپ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ حضرات حسنین بچے سے لڑکھڑاتے ہوئے مسجد میں آ گئے حضور سے ان کا لڑکھڑانا دیکھ کر نہ رہا گیا آپ نے درمیان خطبہ ہی میں ممبر سے اتر کر ان کو گود میں اٹھا لیا اور پھر خطبہ جاری فرمایا اگر آج کوئی شیخ ایسا کرے تو آجکل کے جہلا اسکی حرکت کو خلاف وقار سمجھتے مگر وہ زبان سے نہیں کہیں کیسا وقار لئے پھرتے ہیں آجکل لوگوں نے تکبر کا نام وقار اور خودداری رکھ لیا ہے۔

سچے آدمی کی نشانی

ایک سچے آدمی کی علامت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے جذبات فطریہ کے موافق بے تکلف عمل کرتا ہے اس کو اسکی پرواہ نہیں ہوتی کہ کوئی میرے اس فعل پر نکتہ چینی کر لیگا یا کیا سمجھے گا۔ بناوٹی اور متصنع آدمی ایسا نہیں کر سکتا حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے کی ایک بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ آپ میں تصنع اور بناوٹ کا نام ونشان نہ تھا آپ بے تکلف اپنے جذبات پر عمل فرماتے تھے کبھی خطبہ کے درمیان بچوں کو اٹھا لیتے تھے کبھی بچہ کو کندھے پر سوار کر کے نماز پڑھ لیتے تھے کبھی صحابہ کے ساتھ مزاح فرماتے تھے کبھی بیویوں کے ساتھ مسابقت کر لیا کرتے تھے یہ سچا ہی کر سکتا ہے بناوٹی آدمی کبھی نہیں کر سکتا کیونکہ اس کو تو ہر وقت یہی اندیشہ رہتا ہے کہ لوگ مجھ پر اعتراض نہ کریں اس لئے وہ کبھی آزادی کے ساتھ اپنے جذبات پر عمل نہیں کر سکتا اسی طرح قرآن کریم کے کلام اللہ ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ بے ساختہ کلام ہے تکلف کی اس میں پابندی نہیں نہ قافیہ کی نہ کسی اور کی اس سے بڑھ کر ایک بات اس قرآن میں یہ ہے کہ اس کو شروع کر کے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے متکلم پر کسی کی کچھ بھی دباؤ نہیں ورنہ ہر کلام کو غور کر کے دیکھ

لیا جائے تو وہ متکلم پر کسی نہ کسی کا اثر معلوم ہوتا ہے لیکن کبھی مصالح کلیہ
سے متاثر ہو کر مصالح کی رعایت سے کلام کرتے ہیں کیونکہ مدار ارکان سلطنت
کا ان پر اثر ہوتا ہے حتیٰ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کا یعنی
حدیث شریف کو بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ متکلم کسی سے مغلوب ہیں کیونکہ آپ پر
تو خشیت وخوف الٰہی سب سے زیادہ غالب تھا تو آپ کے کلام میں بھی تاثر
کی شان ہے مگر قرآن شریف میں یہ خاص بات ہے کہ اس کو دیکھ کر معلوم
ہوتا ہے کہ اس کے متکلم پر کسی کا بھی اثر نہیں ہے آزادی کے ساتھ جو
چاہتا ہے جس کو چاہتا ہے کہہ دیتا ہے یہ بات بہت سے لوگوں کے دلوں میں
اور قرآن سے مناسبت ہے آتی ہے اور قریب قریب سب کو احساس
ہوتا ہے کہ قرآن میں ایک خاص بات ہے جو کسی کلام میں نہیں مگر اس خصوصیت
کی تعبیر پر اکثر لوگ قادر نہیں ہوتے الحمد للہ میں نے اس کو بہت سہل عنوان سے
بیان کر دیا ہے ایک عالم کے سامنے میں نے اس بات کو بیان کیا تو وہ وجد
کرنے لگے اور کہا میرے دل میں بہت دنوں سے یہ بات تھی مگر تعبیر پر قادر
نہ تھا پھر میں نے یہ رسالہ ایک عالم کے نام میں دیکھا کہ انہوں نے اس تقریر
کو اپنی طرف منسوب کیا ہے مجھے خوشی ہوئی کیونکہ مجھے یہ بات خوشی کی ہے کہ

غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے واسطے کبھی یہ فکر نہیں
کی کہ کوئی کیا کہے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو امت کے ساتھ شفیق تھے اپنی
مصلحت کے واسطے نہ تھی ——— بلکہ ہماری
مصلحت کے واسطے شفیق تھے یہ تو معاملات حیات میں آپ کا برتاؤ تھا،
وفات کے واقعات میں یہ ہوا کہ حضور نے اپنے صاحبزادہ حضرت ابراہیم
علیہ وعلیٰ ابیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے وقت رنج وغم کا

عنایت ہے۔ باوجودیکہ والدین اولاد کی تربیت اور شوہر بیوی کے ساتھ شفقت اپنے فطری جذبہ سے مجبور ہو کر کرتے ہیں مگر اس پر ان کو ثواب بھی ملتا ہے حدیث میں:

حَتّٰی اللُّقْمَۃَ تَرْفَعُہَا اِلٰی فِیْ امْرَأَتِکَ فَہِیَ صَدَقَۃٌ

کہ بیوی کے منہ میں جو ایک لقمہ شوہر رکھے، وہ بھی صدقہ ہے۔ اس کا بھی ثواب ملتا ہے حالانکہ قیاس وعقل کا مقتضا یہ تھا کہ اس میں ثواب تو کیسا ملتا بلکہ برعکس نیکی جاتی تو بعید نہ تھی مگر اللہ رے عنایت کہ وہ خود اپنے پاس سے نفیس دیتے ہیں اور یہاں سے ان اولاد کی ناشکری ظاہر ہوگئی جو والدین کی خدمت و تربیت کی یہ کہہ کر ناقدری کرتے ہیں کہ انھوں نے ہمارے ساتھ کیا کیا جو کچھ کیا اپنے جذبہ فطریہ سے مجبور ہو کر کیا جس سے جانور تک مجبور ہو کر اپنی اولاد کی خدمت کرتے ہیں۔ افسوس ہے ان لوگوں کو شرم کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ باوجودیکہ انسان کے جذبات کو سب سے زیادہ جانتے ہیں وہ تو والدین کی اس خدمت و تربیت کی اتنی قدر فرماتے ہیں کہ ایک ایک لقمہ پر ان کو اجر دیتے ہیں حالانکہ ان سے خدا کو کچھ بھی نفع نہیں پہنچا اور اولاد جس کو والدین کے اس جذبہ سے پورا نفع پہنچا ہے یہ کہہ کر اس کو ٹھکراتی ہے کہ والدین نے ہمارے ساتھ کیا کیا جو کچھ کیا اپنے جذبہ سے مجبور ہو کر کیا۔

ماقبل سے ربط

یہ مضمون محبت اولاد کا اس پر چلا تھا کہ میں نے یہ کہا تھا کہ صدور افعال کا مدار تو ارادہ و اختیار پر ہے مگر سہولت اعمال داعی طبعی سے ہوتی ہے اسی سے اعمال میں رسوخ و دوام نصیب ہوتا ہے دیکھئے رمضان میں بعض دفعہ

سخت گرمی ہوتی ہے مگر روزہ دار کو جو روزہ کا عادی ہو چاہے جو کوئی ہزار ہزار روپے بھی دے کہ تو روزہ توڑ دے تو وہ ہرگز نہ توڑے گا بلکہ وہ یہ کہتا ہے [illegible] روزہ [illegible] ادا [illegible] افطار کرنے پر [illegible] روزہ [illegible] مسلمان کہ وہ اس [illegible] سے زیادہ [illegible] روزہ توڑ [illegible] مسلمان [illegible] روزہ [illegible] توڑنے چاہئے ان کی جان جاتی ہے [illegible] اس کے [illegible] کہتے ہیں کہ جب [illegible] اس کو افطار [illegible] ہوا [illegible] صاحب [illegible] افطار کرنے پر [illegible] روزہ [illegible]

[illegible]

[illegible] روزہ دار [illegible] روزہ [illegible]

قلب کے مختلف ارادہ و قصد سے نہیں ہوتی جو شخص محض ارادہ اور قصد سے عمل کرتا وہ بعض وقت دنیا کو دین پر مقدم بھی کر دیتا ہے اور جو ذاتی تقاضے سے عمل کرتا ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا ۔

[illegible] وَالنَّادِرُ كَالْمَعْدُوْمِ ۔

پس حدیث میں زوجین کو لباس کے ساتھ تشبیہ دے کر اس بات اشارہ کیا گیا ہے کہ ہر ایک زوجین کے متعلق جو حقوق رکھے گئے ہیں [illegible] اس طرح کی وضع کی گئی ہے کہ [illegible] حق رکھا گیا ہے [illegible] حقوق [illegible] جیسے یہ ہو کہ اولاد کے حقوق [illegible] ضروری ہے کہ [illegible] کا احساس پیدا ہوتا ہے کہ اس کی [illegible] کا ایسے طریقہ سے [illegible] کہ [illegible] ذمہ اس کی [illegible] ضروری ہے کہ [illegible] اپنے حقوق کو بیوی کے ذمہ سمجھتا ہے بیوی کے حقوق اپنے ذمہ [illegible] جیسے بدن پر لباس [illegible] اپنا حق سمجھتا ہے کہ [illegible] کے حقوق اپنے ذمہ نہیں جانتا اور اس میں راز یہ ہے کہ مرد حکومت زندگی [illegible] ہوتا ہے اس لئے [illegible] ہے وہ اپنے حقوق کو بھی [illegible] ہے اور وصول کر لیتا ہے اور محکوم چونکہ عورت ہے اس لئے اس کے حقوق کو مرد [illegible] جاتا ہے [illegible] دیکھی گئی ہے کہ [illegible] محکوم کے [illegible] اپنے حقوق [illegible] لیتے ہیں [illegible] نہیں کر سکتے ہیں [illegible] حقوق [illegible] ان کا [illegible] کا پورا [illegible] کرتے [illegible]

تھے جو حاکم ہیں وہ بھی اپنا بھلا چاہتے ہیں محکومین کے ساتھ ذرا ہمدردی نہیں کرتے۔ ان کے بعد باپ کی حکومت اولاد پر ہے شوہر کی بیوی پر آقا کی نوکر پر استاد کی شاگرد پر پیر کی مرید پر قریب قریب سب کی یہی حالت ہے کیونکہ سب حکومت اپنے حقوق وصول کر لیتی ہے اور محکوم کے حقوق عموماً ادا نہیں کئے جاتے ہیں کیونکہ وہ مطالبہ نہیں کر سکتا۔ ہاں جو محکوم حاکم کا مقابلہ کر کے مستحق ہو سکے تو اپنے حقوق کا مطالبہ کر سکتے تو اس کو حق مل جاتا ہے تو یوں کہئے کہ آج کل اہل حکومت یوں چاہتے ہیں کہ جب تک محکوم مغلوب بن کر رہے اس وقت تک اس کے حقوق نہ دیئے جائیں ہاں جس دن وہ محکوم مقابلہ کر کے اور طاقتور بن کر اپنے حق کا مطالبہ کرنے لگے اسی دن سے اس کے حقوق ادا ہونے لگیں گے [illegible] ہے جس کی اصل [illegible] مگر شریعت میں یہ بلکہ ہے شریعت میں ایسے مردوں حقوق کے ادا کرنے کی زیادہ تاکید ہے کہ [illegible] والا نہیں ہے حدیث میں ہے کہ جس حق کو خدا کے سوا کوئی طلب کرنے والا نہیں ہوتا [illegible] ایسے حقوق خدا تعالیٰ خود طلب [illegible] حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کا کوئی مددگار نہ ہو خدا اس کا سب سے زیادہ مددگار ہے چنانچہ مظلوم کی بد دعا کی نسبت آیا ہے کہ [illegible] مظلوم جب بد دعا کرتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

لأنصرنك ولو بعد حين

یعنی ضرور تیری مدد کروں گا [illegible] اور [illegible]

[illegible]

ذکر کو دین سے مقدم کیا ہے حالانکہ بالاجماع دین کا ادا کرنا وصیت سے مقدم ہے علماء نے اس میں کئی وجہ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تقدیم وصیت میں ہم کو متنبہ کیا ہے کہ جس حق کو صاحب حق زور سے نہ وصول کر سکے اس کا مطالبہ سب سے پہلے ہم کریں گے پس وصیت کو مقدم کی وجہ سے کہ تبرع ہے اور موصی لہ اکثر بعض اوقات اس کا ذکر بھی نہیں ہوتا ہے اس میں قوت نہیں ہوتی اس واسطے وہ مطالبہ نہیں کر سکتا اور خبر و قوت بھی ہوتی ہے وہ مطالبہ سے ڈرتا ہے کہ اگر نہیں دے گا تو پکڑا جائے گا یہ تھا جو تقاضا کرتے ہو معمولی بات تھی کہ مہلت دے ہم اس کے نافذ کرنے کو پورا اہتمام کرنا اور دین کو ادا تو ہے ہی کیونکہ اس کا مطالبہ کرنے والا موجود ہے جو کا زور سے اور [illegible] سے ثبوت دے کر مطالبہ کر لیا اور مطالبہ ان خرچ کا بھی نہیں اس لئے اس کو ذکر موخر کیا غرض یہ ہے کہ اور فقہ نے لکھا ہے اس بات سے مقصود یہ ہے کہ ہمارے حقوق زندہ ہیں کیونکہ ہم وصول کرنے اور مطالبہ کرنے پر قادر ہیں اور عورتیں بیچاری کچھ نہیں کر سکتیں اس لئے ان کے حقوق مردہ سمجھے جاتے ہیں۔ جب عورتیں یہ کام تو کر ہی نہیں سکتیں تو کوئی سمجھ آتا ہے جب کوئی خاوند ان کو ستاتا ہے تو [illegible] خوب ہوتی ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] اس بات سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کسی زندہ [illegible] ہے اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کسی کی زبان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] ان کو [illegible]

لطفِ زندگی جبھی ہے کہ جانبین سے ایک دوسرے کے حقوق کی پوری رعایت ہو۔ مگر مردوں نے تو یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم عورتوں کو کھانا کپڑا دیتے ہیں بس اس سے سارا حق ادا ہو گیا اور اس کے بعد جو کچھ حقوق ہیں عورتوں ہی کے ذمہ ہیں ہمارے ذمہ کچھ نہیں۔

زنانہ خدمت کی اہمیت

مگر میں کہتا ہوں کہ تمہارے کھانے کپڑے کے عوض میں بیبیاں تمہاری اس قدر خدمت کرتی ہیں کہ اتنی تنخواہ میں کوئی نوکر یا ماما ہرگز نہیں کر سکتی جس کو شک ہو وہ تجربہ کر کے دیکھ لے بدون بیوی کے گھر کا انتظام ہو ہی نہیں سکتا چاہے کتنا ہی خادم رکھو۔ ہم نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے جن کی معقول تنخواہ تھی اور بیوی نہ تھی نوکروں کے ہاتھوں خرچ تھا تو ان کے گھر کا خرچ اس قدر بڑھا ہوا تھا اب بھی کچھ بچتا نہیں نکاح ہی کے بعد گھر کا انتظام ہوا میں کہتا ہوں کہ اگر بیوی کچھ بھی گھر کا کام نہ کرے صرف انتظام اور دیکھ بھال ہی کرے تو یہی تو بڑا کام ہے جس کی دنیا میں بڑی بڑی تنخواہیں ہوتی ہیں اور انتظام کی بڑی سخت قدر کی جاتی ہے۔ دیکھئے وائسرائے خود ہی کام کچھ نہیں کرتا کیونکہ اس کے تحت میں اتنا بڑا عملہ کام کرنے والا ہوتا ہے کہ اس کو خود کسی کام میں ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی مگر اس کی جو اتنی بڑی تنخواہ ہوتی ہے محض ذمہ داری اور انتظام کی وجہ سے۔ بس بیویوں کا یہی کام اتنا بڑا ہے جس کا عوض ادا نہیں ہو سکتا مگر یہ تو شریف زادیاں کر دیتی ہیں وہ خود بھی اپنے ہاتھ سے گھر کا بہت کام کرتی ہیں خصوصاً بچوں کی بڑی محنت سے پرورش کرتی ہیں یہ وہ کام ہے کہ تنخواہ دار ماما بھی بیوی کی برابری

نہیں کر سکتیں۔

ہندوستانی عورتیں

اور یہ ہندوستان کی عورتیں خصوصاً ہمارے اطراف کی عورتیں تو واقعی جنت کی حوریں ہیں جن کی شان میں عُرُباً یعنی عاشقات لازواج آیا ہے چنانچہ مردوں پر فدا ہیں کہ مردوں کی ایذا کو برداشت کرتی ہیں اور صبر کرتی ہیں ورنہ بعض مقامات میں تو روز نئے طلاق ہوا کرتا ہے اور عرب میں وہاں سے بھی زیادہ ہم نے وہاں ایک اکیس سالہ لڑکی کو دیکھا اس کے ساتواں خاوند تھا۔ وہاں تو یہ حالت ہے کہ جہاں عورت مرد میں نااتفاقی ہوئی اور عورت نے قاضی کے یہاں دعوی دائر کیا اور ان کا قاعدہ ہے کہ حاکم عورت ہی کو مظلوم سمجھتا ہے اس لئے عموماً ڈگریاں انہی کو ہوتی ہیں اور فوراً مرد کو طلاق پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں یہ حالت ہے کہ اول تو کوئی عورت طلاق خلع کو گوارا نہیں کرتی اور جو سخت مصیبت میں نکاح کی درخواست کرتی بھی ہیں تو یہ حال ہوتا ہے کہ کانپور میں قاضی صاحب سے ایک لڑکی نے جو ان کی عزیز تھی خود خلع کی درخواست کی چنانچہ قاضی صاحب کے کہنے سے مرد بھی راضی ہو گیا پھر جب اس نے عورت کو طلاق دی ہے تو باوجود اس کی درخواست پر دی گئی لیکن طلاق لیتے ہی وہ دھاڑیں مار کر رونے لگی کہ ہائے میں برباد ہو گئی۔ بالکل بیتاب ہو گئی۔

اور ہندوستان کی عورتوں میں حوروں کی ایک اور صفت بھی ہے یعنی قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ

چنانچہ ان کو اپنے شوہر کے سوا کسی کی طرف میلان نہیں ہوتا بعض عورتوں کو عمر بھر غیر مرد کا وسوسہ بھی نہیں آیا اور اگر ان کو کسی غیر مرد نے

ہر شے معلوم ہو جائے تو اس سے سخت نفرت ہو جاتی ہے یہاں کی بھی تہذیب ہے مگر یورپ کی تہذیب یہ ہے کہ جو اپنے گھر کی ہے اسکو بھی اسکی طرف جھکنا پنجہ میں لئے کر وہاں کی عورتیں کسی کو اپنی طرف مائل دیکھتی ہیں اسکی خوب خاطر مدارت کرتی ہیں اور ہندوستان کی عورتوں کو اپنے مردوں کے ساتھ اس قدر محبت ہے یہ زمین ہند کا خاصہ ہے اسی لئے یہاں شادیاں جو شرعاً مذموم ہیں ان میں عورت کی طرف سے مرد کو محبت ہوتی ہے۔ اور ستی کی رسم کا منشا بھی یہی تعلق ہے گو یہ غلو ہے تو ہندوستان کا مذاق میلان النساء الی الرجال ہے اور یورپ کا مذاق میلان الرجال الی النساء ہے یورپ کا مرد عورت کا عاشق ہوا کرتا ہے اور یہی سبب ہے کہ گندہ مذاق فارسی کا ہے جس میں میلان الرجال الی الرجال فارسی شاعر تو مرد کو محبوب کرتے ہیں کہ تو حیرت ہے کہ یہاں کی عورتیں دنیا بھر کی عورتوں سے زیادہ مردوں کی تابع و مطیع ہیں وہاں بڑا یہ ظلم ہے کہ ان کے حقوق ادا نہیں کئے جاتے اور یہاں روزانہ طلاق واقع ہوتا رہتا ہے اور قاضی کے دروازہ پر عورتیں کھڑی رہتی ہیں وہاں کے مردوں کا مزاج درست رہتا ہے اب میں ان حقوق کی تفصیل تو نہیں کر سکتا کیونکہ وقت مختصر ہے اور نہ تفصیل کی ضرورت ہے کیونکہ کتابوں میں حقوق ازدواج مفصل مذکور ہیں البتہ اسوقت ایک قصہ یاد آگیا اسے بیان کئے دیتا ہوں جس سے معلوم ہوگا کہ خاوند اور بیوی یہ سمجھتا ہے کہ میرے حقوق میرے ہی عورت پر یا اولاد پر ہیں مجھ پر کوئی حق اُن کا نہیں یہ غلط ہے۔

حقوق زوجہ پر ایک حکایت عجیبہ

واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دربار میں ایک باپ نے اپنے

بیٹے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرے حقوق ادا نہیں کرتا حضرت عمرؓ نے بیٹے
سے دریافت کیا اس نے کہا اے امیر المومنین کیا باپ ہی کا سارا حق اولاد
پر ہے اولاد کا بھی باپ پر کچھ حق ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا اولاد
کا بھی باپ کے ذمہ حق ہے کہا میں ان حقوق کو سننا چاہتا ہوں ۔
فرمایا اولاد کا حق باپ پر یہ ہے کہ اولاد کے حصول کے لئے شریف
عورت سے شادی کرے اور جب اولاد پیدا ہو ان کا نام اچھا رکھے اور جب
ان کے ہوش درست ہو جائیں ان کو تہذیب اور تعلیم دینا ہے ۔
لڑکے نے کہا کہ میرے باپ نے ان حقوق میں سے ایک حق بھی ادا
نہیں کیا کیونکہ اس نے ایسی باندی کو میری ماں بنایا جو
آوارہ گرد تھی ۔ اور جب میں پیدا ہوا تو میرا نام جُعل رکھا جس کے
معنی ہیں گندہ کا کیڑا ۔ اور مجھے دین کا ایک حرف نہیں سکھایا یعنی
دینی تعلیم سے بالکل کورا رکھا ۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ کو باپ پر
بہت غصہ آیا اور اس کو بہت دھمکایا اور یہ کہہ کر مقدمہ خارج کر
دیا کہ جاؤ بیٹے تم اپنے ظلم کی مکافات کرو اس کے بعد لڑکے کو
کی فریاد رسی ۔

لباس کا استعارہ | فرماتا ہے کہ :

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

یہاں زوجین کو لباس سے تشبیہ دے کر ایک اشارہ تو اس طرف فرمایا
کہ جیسے ادائے حقوق کی [illegible] کے لئے زوجین میں ایسا قوی تعلق ہو
کہ جسم کو لباس کی وجہ سے [illegible] دونوں [illegible] ہیں کہ ایک دوسرے کو
متصل ہے دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ دو قالب ایک جان ہیں ۔

لباس کا دوسرا معنی

اور دوسرا اشارہ اس تشبیہ میں اس طرف فرمایا کہ جیسے لباس میں ستر کی شان ہے اسی طرح عورت مرد کی ساتر ہے اور مرد عورت کے لئے ساتر ہے۔

مصلحتِ نکاح

اور یہ ستر کئی طرح پر ہے ایک اس طرح کہ ہر ایک دوسرے کی عیوب کے لئے ساتر ہے کیونکہ نفس میں جو تقاضے پیدا ہوتے ہیں اگر ان کے پورا ہونے کے لئے ایک محل تجویز نہ کیا جائے تو پھر انسان تقاضے کو ہر جگہ پورا کرے گا اور اس طرح اس کی بے حیائی کا عیب نمایاں ہو جائے گا اسی لئے شریعت نے نکاح تجویز کیا ہے جس میں ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ایک محل کا تعین ہے۔ اور اس تجویز میں شریعت کا عقل سے زیادہ خیر خواہ ہونا ثابت ہوتا ہے کیونکہ اگر عقل سے مشورہ کیا جائے تو عقل نکاح کو تجویز نہیں کر سکتی کیونکہ ایک اجنبی مرد کے سامنے ایک اجنبی عورت کا اس طرح بے حجاب ہونا اور اس کے سامنے مرد کا بے حجاب ہونا عقل کے نزدیک بالکل قبیح ہے۔ اگر عقل کی اس تجویز پر عمل کیا جاتا تو یہ نتیجہ پیدا ہوتا کہ اب تو ایک ہی اجنبی مرد و عورت بے حجاب ہوتے ہیں پھر نہ معلوم کتنے مرد اجنبی عورتوں کے سامنے بے حجاب ہوتے اور کتنی عورتیں اجنبی مردوں کے سامنے بے حجاب ہوتیں کیونکہ آخر مرد عورت ایک دوسرے سے کہاں تک صبر کرتے۔ ان عواقب پر نظر رکھ کر شریعت نے صرف نکاح کو تجویز کیا تاکہ اس تقاضے کے پورا ہونے کا محل محدود و متعین ہو کر فتنہ نہ بڑھے اور یہی مصلحت ہے مذہب کے سماوی ہونے کی کہ اس کی عواقب پر نظر ہوتی ہے اور جو

قوانین محض عقل سے بنائے جاتے ہیں ان کی نظر عواقب پر محیط نہیں ہوتی ——— !

رخصت پر عمل

اسی لئے بعض جگہ شریعت کا حکم بظاہر عزیمت کے خلاف معلوم ہوتا ہے مگر عواقب کے اعتبار سے وہی افضل ہوتا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبالغہ فی العمل سے منع فرمایا اور جب بعض صحابہ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات دریافت کئے اور سن کر اپنے نزدیک ان کو تھوڑا کام سمجھا اور یہ کہا کہ حضور تو بخشے بخشائے ہیں ہم کو زیادہ کام کرنا چاہئے اور یہ بھی حضرات صحابہ کے کمال مذاق کی دلیل ہے کہ ان کو اعمال صالحہ کا بہت شوق تھا ورنہ ہم جیسے تو یوں کہتے کہ جب حضور پیغمبر ہو کر اتنا کام کرتے ہیں تو ہم کو تو اس سے بھی کم کرنا چاہئے ہم تو چھوٹے درجہ کے ہیں ہم کو تھوڑا عمل بھی کافی ہے — جب حضور کو صحابہ کا قول معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا:

أَمَّا أَنَا فَأَقُوْمُ وَأَرْقُدُ وَأَصُوْمُ وَأُفْطِرُ
وَأَتَزَوَّجُ النِّسَاءَ هٰذِهٖ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَغِبَ
عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ أَوْ كَمَا قَالَ.

اب ظاہر میں یہ تقاضا ہے کہ حضور نے تکثیر عمل سے منع فرمایا مگر شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ در حقیقت حضور نے تقلیل عمل سے منع فرمایا ہے کیونکہ مبالغہ فی العمل کا مآل تقلیل ہے۔ ہمارے مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ محنت میں زیادتی نہ کرنا یہ کمال اور دوام کی تحصیل ہے اور اناڑی تو اول کثرت

کہ بڑی محنت ہو سکے کرو مگر مولانا فرماتے تھے کہ اگر سبق کو دس دفعہ کہنے کو جی چاہے تو ایک دفعہ کا شوق باقی رکھو جیسے کھانے میں اطباء کہتے ہیں کہ تھوڑی سی بھوک رکھ کر کھانا چھوڑ دے ورنہ ایک دفعہ تو نفس کو کھانے کا اثر تو یہ ہوگا کہ دوسرے وقت بھوک مر جائے گی، پھر اگر دوسرے وقت ذرا سی بھوک مر جانے کی وجہ اگر دوسرے وقت بلا بھوک کھا لیا گیا تو معدہ کا ناس ہو جائے گا، مگر بعض لوگ ایسے بھی دیکھے ہیں کہ مولوی فیض الحسن صاحب سہارنپوری کے پاس ایک [illegible] کا مریض آیا آپ نے اس کے لئے نسخہ لکھنا چاہا تو دیکھتے ہیں کہ اس کے پیٹ کی [illegible] ہوتی تو اور کھانا ہی رکھتا آپ طرح کھانا ہو رہے تھے میں ایک صاحب تھے وہ کھاتے تھے اور قے کرتے تھے، اور قے کر کے پھر کھاتے تھے یہ تو دیوانگی ہے بد تہذیبی ہے۔

کرنے میں اعتدال	ایسا اعتدال ہی ہے جو حدیث میں ہے۔ ثلث للطعام وثلث للشراب

وثلث للنفس۔

ایک تہائی کھانے کے لئے اور ایک پانی کے لئے اور ایک تہائی سانس کے لئے اور ایک ثلث کی قید غالب اتفاقی ہے مطلب یہ ہے کہ کچھ گنجائش رکھ کر کھانا چاہئے یہی تعلیم مولانا کی لکھنے پڑھنے کے متعلق تھی کہ تھوڑا سا شوق باقی رکھ کر محنت کیا کرو، پھر مولانا نے فرمایا کہ تم نے کبھی کچھ دیکھی ہے ہم نے کہا حضرت نہیں فرمایا تم نے دنیا ہی نہیں دیکھی، دیکھو بھیڑی چرانے کا قاعدہ یہ ہے کہ ان پر سے

سارا ڈورا نہ اُتارا جائے اگر ڈورا سارا اُتر جائے گا تو پھر از سر نو چڑھانا پڑے گا اور اگر تھوڑا سا ڈورا اس پر لپٹا رہے تو نہایت آسانی سے اسی پر لوٹ آتی ہے۔ یہی قاعدہ شارع نے مقرر کیا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا۔

یعنی عمل شوق باقی رکھ کر ترک کرو، تنا عمل نہ کرو کہ سارا شوق ایک دم ہی پورا کر لو بلکہ نفس پر آسانی کرو زیادتی نہ کرو عبادت تحمل کے موافق کرو تحمل سے زیادہ نہ کرو۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ شریعت کی نظر عواقب پر ہوتی ہے، گو ظاہر میں وہ خلاف عزیمت ہو مگر انجام کے لحاظ سے وہی افضل ہوتا ہے۔ چنانچہ عقل تو مطلق حیا کو مطلوب کہتی ہے اور نکاح کو خلاف حیا بتاتی ہے مگر شارع نے قانون نکاح حیا ہی کی حفاظت کے لئے مقرر کیا ہے کیونکہ اگر ایک جگہ بھی حیا کو ترک نہ کیا جاتا تو پھر انسان پورا بے حیا ہو جائے گا تو زوجین میں سے ہر ایک دوسرے کے لئے ساتر ہو گیا یعنی ایک دوسرے کے لئے معاصی سے ساتر ہے اسی فائدہ کو حدیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ

جس کو اسباب نکاح میسر ہوں اسے شادی کر لینا چاہیے۔ کیونکہ نکاح نگاہ کو بہت نیچا کر دیتا ہے اور عفت کو بہت محفوظ کر دیتا ہے یعنی اس سے نظر و عفت آسانی سے محفوظ ہو جاتی ہے، عادت غالبہ یہی ہے کہ نکاح سے طبیعت سلیم کو عفت بآسانی حاصل ہو جاتی ہے باقی جو خبیث الطبع ہو جسے ایک نکاح یا دو نکاح یا چار نکاح والی سے

[illegible] یا زنا وغیرہ سے پھر بھی [illegible] [illegible] کا یہاں ذکر نہیں کیونکہ یہاں آدمیوں کا ذکر ہے جانوروں اور پرندوں کا ذکر نہیں [illegible] کی حقیقت یہ ہے [illegible] کی حقیقت یہ ہے کہ تقاضا کی دو قسمیں ہیں ایک تقاضائے شہوت ایک تقاضائے عشق۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جاتا یا بربادیٔ دین کی پروا ہی نہیں تو میں نے اُن بڑے میاں سے کہا کہ اس کا علاج صرف تبعد ہے اور وہ بھی کلی تبعد کہ اول تو اُس کو اپنے سامنے سے دور کرو پھر ذہن سے بھی دور کرو یعنی بالقصد اس کا تصور نہ کرو جس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی اور چیز کا تصور اپنے ذمہ لازم کر لو یا تو عذاب جہنم کا تصور کیا کرو بعض کو اس سے نفع ہوا ہے یا کسی بزرگ کا تصور کیا کرو بعض کو اس سے بھی نفع ہوا ہے مگر فوراً اس سے یہ نہیں ہوتا کہ تقاضا بالکل زائل ہو جائے بلکہ یہ تدبیر ایسی ہے جیسے کوئی دوا [illegible] ہوتی ہے اس کا نفع یہ ہے کہ تقاضا ضعیف ہو جاتا ہے کہ پہلے مقاومت دشوار تھی اب آسان ہو گئی۔ جب ذرا سے [illegible] رذیلہ ضعیف ہو جاتا ہے جیسے سخت مرض [illegible] درست نہ ہوتا ہو اگر تقاضا بالکل زائل ہو جائے تو ثواب [illegible] اسی واسطے ملتا ہے کہ آدمی تقاضا کا مقابلہ کر کے نیک کام پر جمتا رہتا ہے۔

اپنے عیوب کو شیخ پر ظاہر کر دینا چاہئے

[illegible]

ایک صاحب نے [illegible] کی شیخ پر ظاہر [illegible]
یاد رکھو [illegible] مرشد [illegible]

تا [illegible] گفتہ
[illegible] و جیب
در [illegible] چنانچہ [illegible] فرمایا ہے

چندان کہ گفتم غم با طبیبان
درمان نکردند مسکین غریبان

درد طبیب سے مراد ظاہری طبیب ہے کہ ان حکیموں سے درد دل کا علاج نہیں ہو سکتا۔ اور نتوان نہفتن درد از طبیبان میں طبیب باطن مراد ہے کہ دردِ دل کو ان سے نہ چھپانا چاہئے بعض اس خیال سے اپنے مرض کو ظاہر نہیں کرتے کہ وہ بزرگ ہم کو ذلیل سمجھیں گے اگر ظاہر کر دیں گے کہ ہمیں [illegible] قسم کا کیفیت ہوں کہ وہ ہم کو ترک کیا [illegible] سمجھتے ہیں وہ [illegible] کو بھی اپنے سے افضل سمجھتے ہیں دوسرے [illegible] ہوتے ہیں کسی کا راز وہ ہر دل پر کبھی ظاہر نہیں کرتے بعض لوگ اس خیال سے اپنا حال ظاہر نہیں کرتے کہ اس حالت میں اظہار شکایت ہے اور یہ کہتے ہیں کہ شکایت تو نہیں ہے احوال کے اظہار کی ضرورت اس لئے [illegible] کہ مواد اور مواد کا بیان کرنا شکایت نہیں۔

اور اس وقت سخت ضرورت اس کی تحقیق کرنے اور علاج کے لئے آپ ہی کی ضرورت ہے تو اس وقت احوال کا ظاہر کرنا شیخ پر لازم ہے اور اس کی وہی مثال ہے جیسے [illegible] ڈاکٹر [illegible] کے سامنے [illegible] ہے جبکہ پوشیدہ جگہ زخم ہو مشائخ احوال [illegible] ہوتے ہیں اسی لئے ان کی تسلیم میں بھی برکت [illegible] کی وجہ سے [illegible] خود کتابیں دیکھ کر [illegible] یہ مشہور ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] ہوتا ہے کہ اب [illegible] سکتے تو اس

وقت بھی مقاومت قدرت میں تھی مگر جب اس حد سے بڑھ کر آتشِ [illegible]
نفس کی مقاومت میں دشواری ایسی ہوتی ہے کہ انسان بے بس ہو جاتا ہے
کہ میں اس وقت مجبور ہو گیا ہوں [illegible] خیال غلط ہوتا ہے [illegible]
[illegible] ہوتا ہے حدیث میں لفظ اَحْصَنُ [illegible]
اسی طرف اشارہ ہے کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] پس تشبیہ [illegible] اشارہ [illegible]
اور بیوی شوہر کی ساتر و محافظ ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
تشبیہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہ آزمائی بات ہے کہ بدون کھانے کے انسان سے صبر نہیں ہو سکتا۔

مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں

اسی طرح بدون نکاح کے مرد و عورت کو صبر نہیں آ سکتا کوئی تقاضائے نفس ہی کی وجہ سے نہیں بلکہ راحت وغیرہ میں عورت اپنے خاوند کی محتاج ہے اور خدمت اور راحت رسانی میں مرد عورت کا محتاج ہے چنانچہ بیوی کی برابر کوئی کسی سے زیادہ کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ ایک لڑکے [illegible] بیوی کے انتقال کے بعد دوسری شادی کو [illegible] سب نے منع کیا [illegible] خدمت [illegible] بڑے میاں نے کہا کہ بیوی کے برابر کوئی خدمت نہیں کر سکتا اور [illegible] دو چار سال کے بعد بڑے میاں کو ایک مرض ہوا اس میں [illegible] بیوی کی یہ حالت تھی کہ [illegible] صاف کر [illegible] دل میں [illegible] اور [illegible] وقت [illegible] عورت کا [illegible] ہے

[illegible]

[illegible]

بھی تو دُمڑی لٹکتی ہے کسی کے اوّل میں شیر ہے تو کسی میں گرگ ہے، غرض یہ شیروانی اور گرگابی باہر نکلتے ہوئے پہنی جاتی ہے اور اوپر سے نکٹائی لگائی جاتی ہے یعنی ناک کٹائی اور اس کے ساتھ بوٹ موزے بھی پہنا جاتا ہے جس تو نام بھی ان لباسوں کے یاد نہیں اور خدا کرے کبھی یاد نہ ہوں غرض محفلوں اور بازاروں میں تو یوں بن کر نکلتے ہیں اور خلوت میں گھر کے اندر ایسے رہتے ہیں جیسے چمار۔ تو جبکہ یہ حالت ہے تو معلوم ہوا لباس محض ریا و نمائش کے لئے پہنتے ہیں۔ آجکل ایک لباس اور نکلا ہے جس کا نام نیکر ہے جس میں گھٹنے کھلے رہتے ہیں اس کو پہن کر آدمی شریف تو معلوم ہوتا نہیں بلکہ نوکر معلوم ہوتا ہے، نام بھی نیکر جو نوکر سے ملتا ہوا ہے۔ نہ معلوم ان لوگوں کی حیاء و غیرت و شرافت کہاں چلی گئی جو محض یورپ کی تقلید میں ایسا لباس پہنتے ہیں اور محض تقلید یورپ ہی اس کا سبب ہے ورنہ اس میں نہ کوئی منفعت ہے نہ کوئی زینت واقعی کسی نے سچ کہا ہے کہ اگر کسی وقت یورپ میں ناک کٹانا فیشن میں داخل ہو جائے تو ہندوستانی ناک بھی کٹوانے لگیں گے چنانچہ مسلمان داڑھی تو منڈوانے لگے اور سنا ہے کہ ڈاکٹروں میں اس مسئلہ پر گفتگو ہو رہی ہے بعض ڈاکٹروں نے داڑھی منڈانے کو مضر ثابت کیا ہے، اس پر میں نے الہ آباد میں کہا تھا کہ جنٹلمینوں کو اس وقت جلدی سے داڑھی رکھ لینا چاہئے کیونکہ ابھی ڈاکٹروں نے اس کے منڈانے میں مضرت ثابت کی ہے اگر سب کا اس پر اتفاق ہو گیا تو یورپ والے ضرور داڑھیاں بڑھائیں گے اور اس وقت ان کی تقلید میں تم بھی بڑھاؤ گے تو زمانہ والے تم پر ہنسیں گے کہ یہ داڑھی تقلید یورپ کی ہے، تو ڈاکٹروں کے اتفاق سے پہلے ہی بڑھا لو تاکہ لوگ تم کو نہ

ہنسیں، زخمی جس طرح لباس زینت ہے اسی طرح شوہر بیوی کی زینت ہے اور بیوی اپنے مرد کے لئے زینت ہے۔ عورت سے تو مرد کی زینت یہ ہے کہ بیوی بچوں والا آدمی لوگوں کی نظر میں معزز ہوتا ہے اگر کسی سے قرض مانگے تو اس کو قرض بھی مل جاتا ہے کیونکہ سب جانتے ہیں کہ اسکی اکیلی جان نہیں بلکہ آگے پیچھے گھر اور بھی آدمی ہیں یہ کہاں جا سکتا ہے۔ اور اکیلے آدمی کو ادھار قرض نہیں ملتا اسکی ثابت دنیا والوں کی نظر میں کم ہوتی ہے۔ دوسرے لوگ بیوی والے کو سانڈ نہیں سمجھتے اپنی بیوی بچوں پر اس کی نفسانی خواہش کا خوف نہیں کرتے اور بے نکاح آدمی کو مثل سانڈ کے سمجھتے ہیں اسکی طرف سے ہر شخص کو اپنی بیوی بچوں پر خطرہ ہوتا ہے۔ اور مرد سے عورت کی عزت یہ ہے کہ لوگ اس کے اوپر کسی قسم کا شبہ نہیں کرتے، میاں چاہے پاس رہے یا پردیس میں رہے جتنے بال بچے ہوں گے سب اسی کے نامہ اعمال میں درج ہوتے رہیں گے۔ اور نکاح سے پہلے عورت کی عزت و آبرو ہر وقت خطرہ میں رہتی ہے۔ یہ تو وہ اشارات تھے جو لباس کے اوصاف سے نکلے شبیہ انکو کر کے حاصل ہوئے تھے

ف ۔ ایک نکتہ مذکورہ لباس میں ایک اور بھی ظاہری درجہ ہے وہ یہ کہ لباس ضروریات خارجیہ مختلفہ میں سے ہے اور لباس کا درجہ ضروریات دنیویہ مختلفہ کے بعد ہے جیسے غذا کا درجہ ہے سو اسی طرح لباس کی تشبیہ میں جانب ثانی رہتی ہے مردوں کو جو بیوی یا عورت کو شوہر ہوا کرتے ہیں وہ ایک ثانوی اور مختلف ضرورت کی چیز ہے اس سے تعلق اتنا ہی ہے جتنا لباس سے تعلق ہوتا ہے زیادہ اسپر کوئی جگہ نہ دیں [illegible] عورتوں کو چاہئے مرد اس سے اتنا ہی تعلق رکھنا چاہئے کہ حقوق و محبت کے وقت زیادہ کوفت نہ ہو اور تا کہ اس کی محبت [illegible] [illegible] لباس کا ایک وصف یہ ہے کہ وہ جسم کی

(البقیۃ الی صفحہ)

لباس کا پانچواں معنی

اب ایک وصف لباس کا رہ گیا ہے جو شرعی وصف ہے، اس سے بھی ایک اشارہ شامل ہو جاتا ہے میں اس کو بیان کرکے ختم کر دوں گا وہ یہ کہ قرآن میں جہاں تک میں نے غور کیا لباس کا لفظ عذاب وغیرہ کے لیے مستعمل نہیں ہوا سوائے ایک جگہ کے جو ذیل کی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا
كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ؕ

اور اس کے ساتھ ہی بطور جملہ معترضہ کے ایک [illegible]

بقیہ حاشیہ [illegible] اگر لباس جسم کے موافق نہ ہو [illegible]

[illegible]

[illegible] مزاج [illegible]

[illegible]

[illegible] اس وقت [illegible]

[illegible]

[illegible] لباس [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انجام کے دشمن بھی ہیں اُن سے ڈرتے رہو۔ اس پر ایک لطیفہ یاد آیا
وہ یہ کہ ہمارے ایک دوست تھے وہ اولاد سے بہت ڈرتے تھے یہ
اولاد کے دشمن تھے اور دلیل میں یہ آیت پڑھتے تھے :

اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ط

اللہ تعالیٰ نے اولاد کو فتنہ کہا ہے اس لئے میں تو نکاح نہ کروں گا اور اگر
کروں گا تو بیوی کو کوئی ایسی دوا کھلا دوں گا کہ اولاد نہ ہو میں نے کہا کہ
آیت میں تو اموال کو بھی فتنہ فرمایا گیا ہے اگر فتنہ ہونے کی وجہ سے اولاد
سے دشمنی ہے تو مال سے محبت کیوں کرتے ہو اس کے دشمن کیوں نہیں بنے رہتے
ہو اس سے ڈرتے ہوئے۔ آیت کا مطلب یہ تھوڑا ہی ہے کہ بیوی بچوں سے
فتنہ لگا ہوا ہے تم کو لپٹ ہی جائے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ یہ چیزیں
کو ضرورت کے لئے دی گئی ہیں اور ان سے تمہارا امتحان بھی مطلوب ہے
کہ تم اُن سے بقدر ضرورت ہی تعلق رکھتے ہو یا بس انہی کے ہو رہتے
ہو۔ بہرحال اس اشارہ سے معلوم ہوا کہ عورتوں میں ضرر کی شان بھی ہے
اور واقعی ہے بھی کیونکہ عورتوں کے فتنہ نے بہت لوگوں کا دین برباد کر رکھا
ہے کوئی عورتوں کی وجہ سے خود لیتا ہے قرض کوئی رشوت لیتا ہے تا
اُن کی فرمائش زیور وغیرہ کی پوری کی جائے، اور کوئی حرام روزی
میں گرفتار ہے اور فتنہ سب سے شدید اور اشد الفتن ہے لیکن شریعت
نے جو طریقہ اس مفسدہ کے انسداد کا مقرر کیا ہے اگر اس پر عمل کیا
جائے تو یہ فتنہ بند ہو سکتا ہے وہ طریقہ پردہ ہے اور یہ ظاہر ہے
کہ صاحب پردہ ہی کی فتنہ ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بھی پردہ
میں کوتاہی کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی پردہ میں کمی ہے پوری پابندی سے نہ ہو

فتنہ ہوتا ہے اور اگر پردہ میں ذرا بے پردگی نہ ہو تو کوئی وجہ فتنہ کی نہیں ہے اور چونکہ پردہ فطری شئے ہے غیرتمند حیادار طبیعت کا خود یہ تقاضہ ہے کہ اپنی گھر والی کو پردہ میں رکھا جائے کوئی غیرت مند آدمی اس کو گوارہ نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی کو تمام مخلوق کھلے منہ دیکھے اور شریعت نے فطریات کا خاص اہتمام نہیں کیا چنانچہ پیشاب پاخانہ کی طہارت و نجاست سے تو بحث کی ہے یہ کہیں حدیث و قرآن میں نہیں آیا کہ پیشاب پینا حرام یا پاخانہ کھانا حرام ہے کیونکہ اس سے تو طبائع کو خود ہی نفرت ہے اس قاعدہ کا مقتضیٰ یہ تھا کہ شریعت پردہ کے احکام سے بھی بحث نہ کرتی مگر شارع کو معلوم تھا کہ ایک وقت میں طبائع پر بہیمیت غالب ہو گی جس سے حیا کم ہو جائے گی یا باقی رہے گی اس لئے اس کے متعلق احکام فرما دیئے پھر ان کا بھی کس قدر اہتمام کیا ہے جو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ۔

کہ اپنی زینت کو بھی ظاہر نہ کریں اور اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ قرآن میں زینت سے مراد لباس ہے چنانچہ : خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ

میں لباس کو کہا گیا۔ اس میں تو سب مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سے مراد لباس ہی آیا ہے اسی لئے حضرت ابن مسعود نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ عورتیں خوب بن ٹھن کر کھڑ کر برقعہ اوڑھ کر باہر نکلتی ہیں وہ زینت کو تو برقعہ سے چھپا لیتی ہیں مگر برقعہ ہی ایسی چیز بنا لیتی ہیں جو جاذب نظر ہو کہ دیکھ کر ہی دوسرے کا دل بے چین ہو جائے واقعی وہ برقعہ ایسا معلوم ہوتا ہے جسے دیکھ کر لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ اس کے اندر زینت کی چیز جو کچھ ہو گی [illegible] کے بعد [illegible] ہو گی وہ نکلے

سب میں ختم کرتا ہوں قرآن کے ان دو جملوں میں جو مضامین اس وقت [illegible] آگئے وہ میں نے بیان کر دیئے [illegible]

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا [illegible]

ملفوظ: بیان کے بعد حضرت والا نے فرمایا [illegible]

[illegible]

اِصلاح النساء

عورتوں کی اصلاح کے لئے یہ وعظ بیس جمادی الاخریٰ سنہ [illegible] کو
کاندھلہ میں بیان فرمایا۔ مولانا عبداللہ صاحب گنگوہی نے قلمبند فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ مسنونہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن
سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی
لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان سیدنا و
مولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ
وبارک وسلم۔ اما بعد — فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَإِنِّي أُرِيتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ
وَبِمَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ مَا رَأَيْتُ مِنْ
نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ أَذْهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ إِحْدَاكُنَّ قُلْنَ وَمَا
نُقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلِنَا يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ أَلَيْسَ شَهَادَةُ الْمَرْأَةِ مِثْلَ
نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلَى قَالَ فَذَلِكَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا
أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلَى قَالَ فَذَلِكَ
مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ:

ترجمہ حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے عورتوں کے گروہ صدقہ دو اس لئے
کہ دکھلائی گئی ہو تم اہل دوزخ میں سب سے زیادہ۔ عورتوں نے عرض
کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ تم لعنت بہت

حاصل یہ ہے کہ قرآن و حدیث پر اس اعتبار سے نظر نہ کرنا چاہئے کہ وہ کوئی فن کی کتاب ہے جس میں تعریفات کے جامع مانع نہ ہونے سے یا قیود کے غیر احتراز نہ ہونے سے تصنیف کو ناقص سمجھا جاتا ہے۔ اسی واسطے میں نے یہ رائے دی ہے کہ قرآن و حدیث ایسے وقت پڑھنا چاہئے کہ دماغ فلسفہ و منطق سے متاثر نہ ہوا ہو۔ بہرحال اس وقت نقصان دین و عقل کی علامت کو بیان کر دینا کافی ہو گیا اور اگر یہ کافی نہیں ہے تو حقیقت کے جاننے والے بھی بفضلہ تعالیٰ موجود ہیں۔

اور نقائص اختیاری تو اس لئے بیان فرمائے ہیں کہ اپنے نقائص پر مطلع ہو کر ان کے علاج کی فکر کریں۔ اور نقص اضطراری غیر اختیاری جو معالجہ سے نہیں جا سکتے ان کو اس لئے بیان فرمایا کہ اپنے اندر ان نقائص کو دیکھ کر کبر اور پندار جاتا رہے اس لئے کہ عورتوں میں کبر اور بڑائی کا بہت مادہ ہے اور سامان کمال ہوتا ہے اس کو بہت کچھ سمجھتی ہیں۔

تکبر کا منشا اور بنیاد جہالت ہوتی ہے

اور منشا اس کی یہ ہے کہ ہمیشہ نظر اپنے پر ہوتی ہے

بڑا ہونا اپنے کو دوسرے سے مناسب نہیں کیونکہ جو واقع میں بڑا ہو گا اس کی نظر کمال کی حد آخر تک ہو گی اور ہمیشہ کو اس سے زیادہ کی دیکھے گا اس لئے نہیں کہ اپنے کو بڑا سمجھے البتہ ایسے شخص کو اپنے بڑا ہونے کا خیال ہے جو مراتب کمال کو ناقص ہو اور وہ فرضی ایک ذرہ قدر کمال ظاہر ہے سب متکبر اس کا کمال ناقص ہے اس کے معنی ہیں اپنے کو بڑا سمجھنے والا اور یہ صفت حق تعالیٰ کی ہے اس لئے اگر وہ اپنے کو بڑا سمجھتا تو حق ہے [illegible] ہے اور حق تعالیٰ ہر نقص سے پاک ہیں۔

بس بندہ کا تو یہی کمال ہے کہ وہ اپنے کو بڑا نہ سمجھے ورنہ [illegible]

کہ اپنے کو چھوٹا سمجھے، اگر وہ اپنے کو بڑا سمجھے تو یہ نقص ہوگا۔ حدیث قدسی میں ہے: اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي فَمَنْ نَازَعَنِي فِيهِمَا قَصَمْتُهُ۔ یعنی عظمت وکبریائی میرا خاصہ جیسے ازار اور رداء انسان کا ملبوس خاص ہوتا ہے، پس جو شخص مجھ سے ان صفات میں کھینچا تانی کرے گا میں اس کی گردن توڑ ڈالوں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ عظمت اور بڑائی حق تعالیٰ کی صفاتِ خاصہ میں سے ہیں اس لئے بندہ کا کمال اپنے کو عاجز سمجھنا ہے۔ چنانچہ جو حضرات کہ [illegible] حق تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی [illegible] وہ اپنے کو ہیچ در ہیچ سمجھتے ہیں۔ جس شخص [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اسی حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو طریقہ نماز کا مع تعدیل ارکان اور آداب کے سکھایا اور اس کے بعد یہ فرمایا کہ جس قدر اس میں سے کمی ہوگی اسی قدر نماز میں کمی ہو جاوے گی [illegible] نماز ناقص ہوگی ورنہ تو ظاہر الفاظ حدیث سے تو [illegible] نماز نہ ہوئی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ناقص ہیں تو حفظ بھی ناقص ہوگا اور مدارِ شہادت کا حفظ پر ہے اس لئے دو کی گواہی ایک کے برابر قرار دی گئی اور چونکہ حفظ بھی معین عقل ہے اس لئے یہ ثابت ہو گی ایک درجہ میں نقصان عقل کی۔ پھر اس میں سوال ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا ضعیف کیوں پیدا فرمایا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تمدن کی حفاظت ہے تاوقتیکہ ایک کو دوسرے کا تابع اور محتاج نہ بنایا جائے تمدن محفوظ نہیں رہ سکتا اور تبعیت دو مساویوں میں ہوتی نہیں۔ اسی واسطے فرماتے ہیں اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ یعنی مرد عورتوں پر سردار ہیں اور وجہ اس کے ارشاد فرمائی ہے۔ فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ

یعنی بسبب اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اور بعض لوگوں نے برعکس اس حکم کے عورتوں کو متبوع بنا لیا وہاں کی خرابیاں پوشیدہ نہیں ہیں۔

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ کی تفسیر یہ کی جاتی ہے کہ مرد عورتوں کے [illegible] [illegible] ہیں یہ ایک تفسیر ذاتی ہے۔ ان مفسر صاحب سے کوئی پوچھے فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ اللہ تعالیٰ نے بعض کو فضیلت دی ہے کیا معنی ہیں۔ اگر [illegible] یہ کہیں کہ [illegible] بعضہم سے مراد عورتیں ہی ہیں تو تھوڑی دیر کے لئے [illegible] [illegible] گے جو فرماتے ہیں۔ وَبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ۔

اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں۔ اس [illegible] یقیناً رجال ہی کی طرف ہے کیونکہ [illegible] ہی ہیں [illegible] [illegible] [illegible] قرآن نہ ہوگی۔ اگر یہ معنے ہوتے تو [illegible] فرماتے۔ [illegible] کے لئے ہے نہ فرماتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مردوں کو [illegible] خلقۃً بھی فضیلت ہے [illegible]

مقام پر ارشاد ہے:

اَفَمَنْ يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ۔

مشرکین جو ملائکہ کو بنات اللہ کہتے تھے ان کا رد اس طرح فرماتے ہیں کہ کیا تم ایسی مخلوق کی حق تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہو جو کہ پست خیال ہے اور ہمیشہ بناؤ سنگار اور زیور ہی میں نشوونما پاتے ہیں اور دوسرے یہ کہ ان میں مقابلہ کے وقت قوتِ بیانیہ نہیں ہے واقعی یہ دو صفتیں جو عورتوں کی ارشاد فرمائی ہیں کھلا کھلا نظر آتی ہیں۔ زیور اور آرائش اور بناؤ سنگار میں شب و روز رہتی ہیں اس سے آگے ان کا خیال ترقی ہی نہیں کرتا۔

[illegible] مقابلہ اور مناظرہ کے وقت ان کے دلائل میں قوت [illegible] بحث کریں لیکن کسی امر پر دلائل [illegible] نہ بیان کر سکیں گی۔

[illegible]

کیا فائدہ ہے کہ فلاں ناقص کیوں ہے فلاں کامل کیوں ہم کو تو اس کے نتیجہ پر عمل کرنا چاہئے۔ بہرحال تقریر سے معلوم ہو گیا کہ نقصان عقل منصوص ہی اور قطعی ہے اور دوسرا نقصان یعنی نقصان صلوٰۃ جس کو نقصان دین فرمایا ہے جس کی وجہ حیض کا آنا فرمایا ہے وہ تو غیر اختیاری ہے کیونکہ خلقی ہے اور تین امر اختیاری ان کی طرف منسوب فرمائے کہ ان کا ازالہ ان کے اختیار میں ہے۔ وہ کفران عشیر و اذہاب لُبِّ رَجُلٍ حازم و اکثار لعن چونکہ یہ اختیاری ہیں اس لئے ان کو نقص نہ کہنا چاہئے بلکہ ان کو شر کے نام سے موسوم کرنا مناسب ہے۔

حاصل یہ ہوا کہ عورتوں میں دو نقص اور تین شر ہیں۔ جو نقص ہیں ان کا غم تو بے سود ہے اس لئے کہ وہ معالجہ سے زائل ہونے والے نہیں بلکہ ان کی تو تمنا سے بھی منع کیا گیا ہے۔ چنانچہ وارد ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے مردوں کے فضائل سن کر فرمایا تھا کہ یٰلَیْتَنَا کُنَّا رِجَالًا۔ یعنی اے کاش ہم مرد ہوتے تو مردوں کی سی فضیلت ہم کو بھی ملتی اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ۔

یعنی مت تمنا کرو اس شے کی کہ اللہ تعالیٰ نے جس شے سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ یعنی آگے فرماتے ہیں۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ

یعنی مردوں کے لئے حصہ ہے اس شے سے جو انہوں نے کیا اور عورتوں کے لئے حصہ ہے جو انہوں نے کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اعمال میں آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔

اب اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ اگر ہم عمل بھی کریں تب بھی ناقص تو رہیں گے۔ نقصان ہمارا کہاں دور ہوگا۔ تو اس کا جواب فرماتے ہیں۔

ہوں گھر والوں ہی کہیں گی کہ کیا ہیں چار ٹھیکرے۔ ایک عورت خود کہتی تھی کہ بعد حال تو دوزخ کا سامنا ہے کس کو کہا جاوے گا [illegible] ؟ کیا تو [illegible] وہ جواب میں کہے گی [illegible] (کہ کیا اور بھی ہے) ایک [illegible] میں اور بھی ہے جو کفران ہی کی [illegible] ہے کہ کوئی چیز خواہ وہ کیسی ہی [illegible] آنا چاہیے [illegible] کو خدا دیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ گھر میں [illegible] کبھی باقی ہے اور یہ [illegible] کفران کا [illegible] کہ [illegible] شوہر کا [illegible] مال کی [illegible] جیسا ارشاد ہے:

إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا

بیشک فضول خرچ لوگ شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سب سے بڑی مصیبت اس کی یہ ہے کہ عورتیں اس کی کوشش کرتی ہیں کہ میرا جوڑا ایسا ہو کہ کسی کے پاس نہ ہو۔ اپنی حیثیت کو نہیں دیکھتیں، ظروف و لباس مکان ہر شے میں شان و نمود تفاخر پر گھٹ گھٹ کر مرتے ہیں۔ یہ حال تو روزمرہ کے برتاؤ کا ہے اور اگر کہیں کوئی تقریب پیش آ گئی تو کیا ٹھکانا ہے۔ تمام رسوم پوری کی جاویں گی جن میں سراسر نمود ہی نمود ہے۔

بعض عورتیں [illegible] ٹوٹکہ کی [illegible] مثلاً [illegible] بچہ کا [illegible] اس کی [illegible] بچہ دنیا کو [illegible] تو اکثر جگہ جھوٹے [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے اس کو جتنی بیک ایک چیز دکھائی جاتی ہے اور خود [illegible] [illegible] [illegible] ہے وہ [illegible] آپ وہیں سے چیز [illegible] ہے ورنہ [illegible] بڑی [illegible] اور اس کے بعد وہ وہاں سے گھر جا کر [illegible] ہے اور اس [illegible] کے [illegible] ہے تو یہ تصور اخلاق [illegible] ہاں اگر [illegible] نہ کیا جاتا تو عقل کے [illegible] سب سامان [illegible] کر دیا جاتا ہے اور اس وقت وہ [illegible] نہیں کرتی اور اس کی [illegible] بہر دست اپنے گھر رکھو جب وہ اپنے گھر آئے اس وقت وہ [illegible] سامنے رکھو اور کہو کہ یہ سب چیز تمہاری ہے تمہارا جی چاہے [illegible] مصلحت یہ ہے کہ وہ اپنے [illegible] کیونکہ اس وقت اس کو کوئی ضرورت نہیں ہے کسی وقت جب ضرورت ہوگی [illegible] اکثر [illegible] نہ ہوگی اس وقت یہ دعوی [illegible] میں کوئی نقصان اور [illegible] نہیں ہے اس لئے [illegible] نہیں کرتا۔

چالاکی و ہوشیاری کا مرض

تیسرا مرض جو اکثر [illegible] یعنی بڑے ہوشیار [illegible] کرتے [illegible] دیکھا جاتا ہے کہ [illegible] کی باتیں کرتی [illegible] عقل سے [illegible] ہو جاتے ہیں ان کے [illegible] خصلت [illegible] اثر [illegible] ہوتے ہیں اور اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ عقل [illegible] زیادہ ہیں بلکہ وجہ اس کی یہ ہے کہ [illegible] عقل اور ہوشیاری ہے اور [illegible] دنیا کی [illegible] کی عقل نہ تھی اسی واسطے [illegible] کیا جبکہ حکم ہوا کہ [illegible] کو سجدہ کرو تو سجدہ نہ کیا اور خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ۔

اُس کو کہ تو نے مٹی سے بنایا ہے اور اس کو تو نے خاک سے پیدا کیا ہے، اُس کو ذرا اور یہ نہ سوچا کہ جب حق تعالیٰ نے سجدہ کا حکم فرمایا ہے تو ضرور اس میں کوئی مصلحت ہوگی۔ وہ مصلحت و حکمت تو بہت تھیں مگر ایک یہ تھی چنانچہ فرمایا ہے :

إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً

یعنی میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اور قاعدہ ہے کہ جب کوئی بادشاہ تختِ سلطنت پر بیٹھتا ہے تو اس کو نذریں گذاری جاتی ہیں۔ چونکہ یہ منصب کیسا تھا کیا ہوا تھا وہ یہ منصب کے ساتھ کیا جاتا ہے اس لئے یہاں بھی حکم ہوا کہ تم کو بجائے نذر کے سجدہ کرنا ہی کی طرح آدم علیہ السلام کو کرو یہی ہے کہ بعد خلیفہ بنانے کے یہ فرمایا ہے کہ آدم علیہ السلام کو جو سجدہ کیا گیا وہ سجدۂ تحیت تھا اور حق تعالیٰ کو سجدہ کرنا سجدۂ عبادت ہے تو کوئی بات نہیں ہے اس سے کسی کی رائے مقصود ہو کہ بس ان تمام باتوں کی بھی ہو گئی اور مقرر بات یہ ہے کہ یہ مثل ہے۔

ایک بار ایک میاں جی کی حکایت یاد آئی کہ ان کے پاس کہیں سے تماشے کے لئے کسی نے ایک مٹی کے برتن میں آٹا گوندھ کر بند کر کے رکھ دیا تاکہ کوئی لڑکا نہ کھا جائے۔ لڑکوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہونا چاہئے کہ برتن کھلے بھی نہ اور راز فاش نہ ہو اور تماشے کی دعوت ہو جاوے۔ سوچتے سوچتے ایک تدبیر سمجھ میں آئی کہ گھر سے تھوڑی سی ڈلی لا کر اس میں شربت گھول کر پی لئے تو میاں جی نے پوچھا ہو گا کہ یہ لڑکے بڑے چالاک ہیں جو یوں کہا ہو گا کہ یہ بڑے شریر اور چالاک و مکار ہیں کیونکہ ان کو مقصد تو پیشِ نظر رکھ کر خدمت میں تھا بیٹھ کر رسائی کیونکر حق کے لئے لخت میں بیٹھ کے ہیں عقل والی سمجھ کر مصلحت ہی بدل کے رکھا۔ غرض بہت عجیب بات کرتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر کیا ہو جاوے گا بلکہ مٹکا بھی گیا۔

غرض عقل اور شے ہے اور چالاکی و مکر اور چیز ہے۔ عقل محمود ہے اور اُس کا نہ ہونا مذموم۔ اور چالاکی مذموم ہے اور اس کا نہ ہونا محمود۔ چنانچہ شریعت میں یہ بھی محمود نہیں ہے کہ دوسروں کو ضرر پہنچائے کہ مکر ہے۔ اسی طرح یہ بھی کمال نہیں کہ اپنے کو مضرت سے نہ بچائے کہ کم عقلی ہے۔ حدیث شریف میں ہے

لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ

یعنی مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں کاٹا جاتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اگر مومن کو کسی جگہ سے ضرر پہنچے تو اس کی شان یہ نہیں ہے کہ پھر وہاں جاوے یا کسی آدمی سے تکلیف و نقصان پہنچا تو یہ مناسب نہیں ہے کہ پھر اس سے معاملہ کرے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے لئے تیقظ بیدار مغزی کمال کی بات ہے کہ اپنے کو مضرت سے بچائے۔ اسی واسطے دین کو عقل ہی سے جوڑا ہے۔ انبیاء اور حضرات اولیاء جس قدر ہوئے ہیں سب بڑے عقلمند تھے۔ کسی نبی کی ایسی حکایت نہ سنی ہوگی وہ بھولے بھالے تھے کہ کچھ خبر نہ ہو۔ ہاں چالاک و مکار نہ تھے۔ عقل ہوشیار ضرور تھے۔ اور یہی اور شے ہے جس کی بنا پر عورتوں کو ناقص بتایا گیا ہے۔ غرض عورتوں میں چالاکی و مکر ہے۔ عقل نہیں۔ اسی چالاکی و مکر کی وجہ سے مردوں کو مسخر کر لیتی ہیں۔ چنانچہ بعض عورتیں باتیں کرتی ہیں جس سے شوہر کا دل ان کی طرف ہو جاوے اور سب سے بگڑ جاوے۔ یہاں تک کہ بعض مرتبہ [illegible] سب سے دل کشیدہ [illegible] یہ بڑا ظلم ہے کہ شوہر کو ماں باپ سے چھڑا دیا جاوے ——— بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس ماں نے مشقتیں اٹھا کر اس کو پالا [illegible] وہاں نہ پہنچا [illegible] آرام سے [illegible] اس کی قدر [illegible] کرتی ہیں اور اولاد کے لئے گھر چھوڑ [illegible] ان کو پالا [illegible]

جلد دیا جاتا ہے کہ اُن سے چھٹکارا ہو جاتا ہے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون پھر اگر یہ منتر نہ چل گیا تو اس پر بھی [illegible] نہیں کہتی ہیں کہ تم تو الگ ہو گئے مگر تمہاری کمائی تو ان کے پاس جا رہی ہے کبھی ماں کو بھیج دیا کبھی کچھ نقد دے دیا۔ غرض کوشش کرکے میاں بیوی کامیاب ہوتی ہیں پھر اس پر بھی صبر نہیں آتا اُس کے بھائی سے بہن سے اور اگر پہلی زوجہ سے اولاد ہو اُس سے چھڑاتی ہیں غرض شب و روز اسی فکر میں گزرتا ہے دن یہی رات دن کی دھن ہے کہ سوائے میرے اور میری اولاد کے کوئی نہ ہو اور انہیں کی بدولت بہت سے گھر اُجڑے بلکہ بہت سے خاندانوں میں نااتفاقی ہو جاتی ہے۔ مردوں کی یہ بے انتہائی ہے کہ ان کی باتیں سنتے ہیں اور عمل [illegible] کرتے ہیں اور خود اس کفران اور عذاب کی وجہ دو ہیں اوّل تو اکثر زوجہ کا مساوات نہ کرنا ہوتا ہے کہ وہ [illegible] سے کچھ کم ہے پھر یہاں تک کوشش کرتی ہے کہ [illegible] [illegible] جو بات شوہر کہتا ہے اُس کا جواب ان کے پاس موجود ہے [illegible] [illegible] کی خواہ ناگوار ہو یا گوارا ہو خواہ متعلق ہو یا نہ ہو [illegible] اکثر ایک دوسرے کے مساوات سے پیدا ہوتے ہیں۔

حقوقِ زوجہ

بعض [illegible] حضرات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو مساوات حقوقِ زوجین کی کوشش کرتے ہیں [illegible] اس کی [illegible] حضرات جو اس کی [illegible] ہیں کہ [illegible] میں مساوات ہو [illegible] [illegible] [illegible] مساوات کا دعویٰ کرتے [illegible] ہیں اگر جواب سوال کرے تو [illegible] کہ آپ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مساوات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

میں پیچھے رکھی گئی ہو دیکھو تمہاری امامت جائز نہیں میراث شہادت امارت ولایت وغیرہ میں ہر طرح مردوں سے پیچھے ہو تم آگے کیوں بڑھنا چاہتی ہو۔ ان کا قول ہے کہ اگر عورتیں [illegible] عزت [illegible] تو خدا [illegible] بلکہ جب عبادات میں مساوات نہیں ہے جس میں زیادہ محنت اور دقت کی کچھ ضرورت نہیں تو معاملات میں کہ جن میں بہت سے امور کی ضرورت ہے اور خاص مردوں میں پائے جاتے ہیں کیونکر برابری ہو سکتی ہے [illegible] برابری کا دعویٰ کرنا چاہو تو [illegible] ہے اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی غیر کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اور یہ نہیں فرمایا کہ خاوند کو حکم دیتا کہ اپنی جورو کو سجدہ کرے [illegible] تمہاری [illegible] ہے [illegible] جو [illegible] تو ان احکام کو دینی [illegible] کا [illegible] اور [illegible] کی بہت سی تسبیح پڑھ ڈالنی [illegible] کہتا ہوں کہ [illegible] ان سب سے پہلے [illegible] جس میں نفس کو خالص [illegible] کا ایک [illegible] وہ یہ ہے کہ [illegible] اس کی وجہ سے [illegible] اور [illegible] ایک وجہ [illegible] کی [illegible] ہے۔

[illegible] نسواں | دوسری وجہ تسمیہ یہ ہے کہ [illegible] ہے اور [illegible] کو [illegible]

[illegible]

میرے برابر نہیں ہوسکتی ۔

[illegible]

[illegible]

نسب نامہ ہے اُس میں بھی اُدہر سے اشتباہ ہے کوئی تحقیقی بات نہیں ہے جیسے ہم لوگ تھانہ بھون کے فاروقی مشہور ہیں مگر تاریخ سے اس میں شبہ پڑتا ہے اس لیے کہ ابراہیم بن ادہم اس سلسلہ نسب میں موجود ہیں اور اُن میں اختلاف ہے کوئی اُن کو فاروقی لکھتا ہے کوئی عجلی کوئی تمیمی کوئی سید زیدی لکھتا ہے پھر ہمارا کیا منہ ہے کہ ہم کہیں کہ فلانی قوم کے ہیں خوب یاد رکھو قیامت کے دن یہ پوچھا جاوے گا۔ ماذا اکتسبت یعنی تو نے کیا کمایا یہ نہ پوچھا جاوے گا بمن انتسبت یعنی کس کی طرف منسوب تھا اور جس قدر اقوام ہیں سب کے مبدء اور منتہا یقینی طور پر آدم علیہ السلام ہی ہیں تو معلوم نہیں اُن کی طرف اپنی نسبت کیوں نہیں کرتے اگر جواب میں کہا جاوے کہ وہ بعید ہیں اور نسب میں قریب کا اعتبار ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر قریب کا اعتبار ہے تو ہر ایک سے نہایت قریب اس کا باپ ہے اسکی طرف نسبت کرو وہ کیا ہے ایک قطرہ ناپاک ایک بزرگ کے سامنے سے ایک شخص نہایت فخر اور تکبر سے گذرتا جاتا تھا اُن بزرگ نے اس کو ٹوکا کہ بھائی اتنا اتراتے کیوں ہو اُس نے کہا کہ تم مجھ کو نہیں جانتے میں کون ہوں فرمایا جانتا ہوں اولك[لہ] نطفة مذرة و اخرك جيفة قذرة و انت بين ذلك تحمل العذرة اور اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ شریعت نے نسب کوئی چیز نہیں آخرت میں تو واقعی نسب کوئی چیز نہیں ہے عمل ہی کام آوے گا لیکن دنیا میں اس کے کار آمد ہونے کا انکار بھی نہیں ہے شریعت نے خود اس کا اعتبار کیا ہے چنانچہ کوئی شخص نیچی قوم کا غیر کفو میں نکاح کرنے سے منع کیا جاتا اور یہ حدیث ہے الائمة من قريش اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے بھی اس کا اعتبار

لہ تیری ابتدا نطفہ ایک ناپاک پانی ہے اور تیری انتہا ایک مردار بدبودار ہوگا اور ان دونوں حالتوں کے درمیان میں نجاست کو اٹھائے پھرتا ہے ۱۲

میں جو درجوں کا تفاوت رکھا ہے اور یہ تفاوت صرف تدبیر کی حفاظت سے ہے
اگر سب کے سب کسی میں یکساں ہوتے تو تمدن ہرگز قائم نہ رہ سکتا کوئی
کام نہ ہو سکتا تھا اگر کوئی گھر بنانے کے لیے کسی کو کہتا تو وہ کہتا کہ تم ہی بنا لو گھر
تعمیر کرو نائی سے حجامت بنانے کو کہتے وہ کہتا کہ تم ہی میرا بناؤ دھوبی کپڑے نہ
دھوتا غرض کہ سخت مصیبت ہوتی اگر یہ حقیقی ضرورت ہوتی تو وہ یہ تھا اگر
نوکر کی ضرورت ہوتی نوکر نہ ملتا ۔ دنیا میں جو کہ تفاوت ہی ہے جس سے لوگ
[illegible] پہنچتی لائمة من قریش میں بھی ایک انتظامی مصلحت
ہے تمدنی امور سے اللہ تعالیٰ نے قریش کو فضیلت دی ہے تو جب تم اور امرا
خاندان سے ہوں گے تو لوگوں کو ان کی اتباع سے عار نہ ہوگا اور ان کو دوسرے کے
اتباع سے عار ہوگا اور چونکہ وہاں کی ضرورت واقع ہوتی اور نیز یہ قاعدہ ہے کہ
[illegible] کی شرافت کی بہت شناخت کیا کرتا ہے تو اگر قریش امام ہوگا تو
[illegible] وجہ سے کرے گا ایک اس وجہ سے کہ دنیا اسے قبول کرتی ہے ۔
[illegible] ہے پس معلوم ہوا کہ نسب میں مصالح تمدنیہ دنیاویہ ہیں سو
[illegible] نسب پر تکبر کرنا اور فخر کرنا ہر حالت میں حرام ہے اور آج
کل کے [illegible] نسب پر تکبر کی یہ طرح ہے [illegible] میں دوسرے طور پر تکبر پایا جاتا
ہے [illegible] ان میں کچھ فرق نہیں جانتے
[illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] کو [illegible] ہے غرض
[illegible] اور [illegible] ہے اور
[illegible] دوسری قوموں نے اختیار کیا ہے ۔

[illegible]	میں اس کو بیان کر رہا ہوں [illegible] عورتوں کے حقوق [illegible] ان کو [illegible] کرنا نہایت ضروری

ہے اور [illegible] بغیر اخلاق کے درست ہوئے نجات و [illegible] کی [illegible] حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ فلانی عورت بہت عبادت کرتی ہے روزے رکھتی ہے لیکن اپنے ہمسایوں کو زبان سے ایذا دیتی ہے اور ایک دوسری عورت کی نسبت عرض کیا کہ وہ عبادت بہت نہیں کرتی مگر ہمسایوں کو تکلیف نہیں دیتی آپ نے فرمایا کہ [illegible] [illegible] اور دوسری [illegible] [illegible] نہیں [illegible] ایک [illegible] [illegible] سخت [illegible] [illegible] لیا ہے یعنی [illegible] روزہ [illegible] کو چھوڑ دیا اور [illegible] صرف [illegible] کو لے لیا [illegible] درجے ان [illegible] اخلاق کے [illegible] بھی درست نہیں [illegible] ہے ایک [illegible] اُن کے [illegible] و اعمال [illegible] [illegible] ہیں اور [illegible] دوسروں کی [illegible] میں اخلاق کی کمی ہے اسی طرح ہماری عورتوں نے نماز روزے وظیفے [illegible] اخلاق کو چھوڑ دیا صبح سے شام تک [illegible] یہ سمجھتی ہیں کہ ہم بڑے بزرگ ہیں [illegible] صرف [illegible] ہے اسی طرح [illegible] بھی کافی ہے کہ اخلاق کی اُن میں کمی ہے وہ بھی اصلاح کریں [illegible] بعض حیثیات سے اعمال سے بھی زیادہ [illegible] چاہیے [illegible] [illegible] اپنی ذات ہی تک محدود ہے اور اخلاق [illegible] [illegible] کو پہنچتا ہے [illegible] افسوس [illegible] [illegible] اپنی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اختلاط لسان

[illegible]

[illegible] اور اس کے فروع غیبت حسد وغیرہ سب امراض باطنہ کے تذکرہ [illegible] کا دوسرا حصہ ہوئے ہیں تو دوسرا اصلی عملی کام [illegible] کے بعد ایسی کتابیں پڑھو جس میں جگہ جگہ تفصیل کے ساتھ امراض قلب مثلاً حسد تکبر وغیرہ کا پورا بیان ہو۔ اگر یہ علم بہشتی زیور ہی کے دسویں حصہ پڑھ لو اور [illegible] کتابیں [illegible] تبلیغ دین [illegible] لیکن عورت کو [illegible] بہشتی زیور [illegible] خود پڑھ لینے سے پکا فائدہ نہ ہوگا بلکہ یہ ضروری ہے کہ کسی عالم سے سبق سبق پڑھ لو جب کہ کوئی عالم ہو ورنہ گھر کے مردوں سے درخواست کرو کہ [illegible] سے پڑھ کر تم کو پڑھا دیا کریں [illegible] پڑھ کر بند کر کے مت رکھ دینا [illegible] ہمیشہ اس کو خود بھی پڑھتی رہنا اور دل کو بھی [illegible] رہنا [illegible] کہ اس طریقہ سے انشاء اللہ بہت جلد اصلاح ہو جاوے گی [illegible] سب [illegible] کی اس سے ضرورت نہیں کہ ماشاء اللہ [illegible] خود بھی [illegible] ہیں اور [illegible] تو سب [illegible] اصلاح ہو جاوے [illegible] آجکل [illegible] دین کا خیال رکھا جاتا ہے [illegible] توجہ کرتے ہیں [illegible] دین کے [illegible] روز [illegible] سب دعا کرنا چاہئے کہ اللہ توفیق عطا فرماوے ـــ آمین آمین۔ فقط ۔

کتاب النساء

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید بعد خطبہ **اما بعد**: فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ○ بسم اللہ الرحمن الرحیم
فاستجاب لھم ربھم انی لا اضیع عمل عامل منکم من
ذکر او انثی بعضکم من بعض فالذین ھاجروا واخرجوا
من دیارھم واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن
عنھم سیاتھم ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا الانھر
ثوابا من عند اللہ واللہ عندہ حسن الثواب۔

یہ ایک آیت ہے جس کا ایک خاص جز اس وقت بیان کرنا مقصود ہے کیونکہ اس خاص جز میں عورتوں کے بتانے کے قابل ایک بات ہے اس واسطے ضرورت ہوئی اس کے مقصود بنانے کی اس لئے تعیین بھی کر دوں تا کہ اس کی وجہ معلوم ہو جانے کی اس آیت کے اختیار کرنے کی۔ میں نے آیت پوری پڑھی ہے مگر ترجمہ اسی جز مقصود کا کروں گا

حضرت ابراہیم [illegible] ہے کہ [illegible] تعالیٰ نے [illegible] [illegible] [illegible] قربانی [illegible] فرما [illegible] کہ [illegible] ذکر [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible] یہ آیت ہے [illegible]

جس کا مطلب ہے کہ ان کی قربانی قبول ہوئی اور ان کی درخواست منظور ہوئی۔ [illegible] ارشاد ہے:

[illegible] يُقْبَلَ مِنْهُ

یعنی [illegible] الاسلام [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ حق تعالیٰ نے اس بات کو منظور فرمایا کہ ان کا کوئی عمل ضائع نہیں کریں گے۔ [illegible] اعمال [illegible] اور اگر اوپر اعمال کے ضائع نہ کرنے کی درخواست نہیں [illegible] اعمال [illegible] لیا [illegible] جو سب اعمال کو شامل ہے۔

[illegible] قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

[illegible] جو شخص عمل کرتا ہے [illegible] قبول [illegible] کرتا ہے تو عمل کرنا بھی درخواست

[illegible]

کے اوپر ذوق و شوق کی حالت میں یہ شعر پڑھے۔

في حالة البعد روحي كنت أرسلها ۔ تقبل الأرض عني وهي نائبتي
وهذه دولة الأشباح قد حضرت ۔ فامدد يمينك كي تحظى بها شفتي

ان کا مطلب یہ ہے کہ جب میں دور تھا تو [illegible] روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر [illegible] اب جسم کے [illegible] نوبت آئی ہے ذرا اپنے دست مبارک کو بڑھائیے تاکہ میرے لب اس کا [illegible] یہ دولت نصیب ہو جائے [illegible] سیوطی نے نقل کیا ہے کہ [illegible] کے اندر سے ایک نہایت نورانی ہاتھ نکلا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک تھا۔ انہوں نے اس کو بوسہ دیا اور بیہوش ہو گئے بس یہ ہاتھ غائب ہو گیا [illegible] کہ تمام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نور ہی نور سے بھر گیا ایسا نور کہ اس کے سامنے [illegible] کی بھی حقیقت نہ تھی اور واقعی آفتاب کی اس نور کے سامنے کیا حقیقت ہو سکتی ہے۔

[illegible] نازل ہوا تو نہیں ہو، کہ میری بڑی ذلت ہو رہی جس سے میں ہلاک ہو جاؤں تو سب کیا کیا [illegible] زمین پر بیٹھ گئے اور پکار کر [illegible] سب کو حکم دیتا ہوں کہ یہ سب میرے اوپر سے پھاندتے ہوئے اور مجھے روندتے ہوئے چلیں، یہ اس واسطے کیا کہ شاید [illegible] ایسا ہی ہوا، چنانچہ تو [illegible] نے ایسا ہی کیا کہ سب ان کے اوپر [illegible] ہو گئے۔ [illegible] [illegible] تھا اور اس کی ذرا بھی پرواہ نہ تھی کہ انکی کیا شان تھی اور انکی کیا گت بنے گی۔ ایک بزرگ سے جو کہ اس مجمع میں موجود تھے اسی قصے کے [illegible] [illegible] [illegible] کہ توبہ توبہ یہ کیسے ہو سکتا تھا خدا کا غضب نازل نہ ہو جاتا۔ [illegible] ایسا کرتا [illegible] تو معذور ہیں کیونکہ ان کو پہچانتے نہ تھے، اور جو ان کو پہچانتا ہو [illegible] کرے تو ذرا [illegible] بڑے [illegible] سے اس شخص نے [illegible] آپ [illegible] تو بہت بڑا [illegible] فرمایا [illegible] اس وقت ان کو کوئی [illegible] یہ دولت نصیب ہوئی [illegible] کی یہ حالت ہوتی ہے [illegible] کو ظاہر کر دیا [illegible] تو وہ اس اظہار کے [illegible] سو [illegible] اس کے اظہار کے لئے کوئی [illegible] ہوتا ہے [illegible] نہیں چھپا سکتے اس وقت کوئی بات ظاہر ہو جاتی ہے سو [illegible] چھپاتے ہیں [illegible] کر [illegible] چھپایا [illegible] کو پوشیدہ نہیں رکھتا لیکن اس صورت میں جب کہ [illegible] سے ان کا کوئی کمال ظاہر ہو گیا تو انہوں نے دوسرے طریق سے اپنے آپ کو اس قدر مٹایا کہ کسی کو نیک گمان [illegible] ہی نہ رہے، یہ حالت تھی [illegible] کی جو آپ نے ابھی سنی۔

نتائجِ تواضع

غرض اپنے آپ کو مٹانا جس کو تواضع کہتے ہیں، بڑے کام کی اور [illegible] چیز ہے [illegible] جس کے حاصل کرنے کے واسطے [illegible] نے [illegible] چھوڑ دیں دنیا بھر کی پروا نہ کی کوئی بات تو تھی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حقیقت دین و دنیا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کو کبھی [illegible]

[illegible] اور انھوں نے بیان کیا کہ جب تک نیت [illegible] روزہ نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] روزہ نہیں [illegible]

کہا مولوی جی [illegible] بیان کیا تھا کہ جب نیت [illegible] روزہ نہیں

ہوتا اور جو نیت تم نے [illegible]

کروں گا آج میں نے سوچا کہ جب روزہ [illegible]

اس حکایت کو سن کر [illegible] روزہ [illegible]

بیوقوف کہتے ہیں [illegible]

[illegible]

جیسے اس نے [illegible]

[illegible]

اور اسکی تائید [illegible] بزرگوں کے [illegible]

بزرگ [illegible]

آپ دیکھتے ہیں جب وہ اس سے واقف نہیں ہوتا تھا اس کو تو دیکھنا [illegible]
نہیں ورنہ ضرور دینا ہی ہو تو ۔ بے وقت نہیں دینا چاہیے یہ تو انتہائی نادرست
ہے کہ خیر خواہی اور مصلحت ہے تو کسی وقت تو ایسی بات کہہ دی جائے [illegible]
ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت دوسروں کی سمجھ میں اس شخص کی نیت نہیں آتی [illegible]
کچھ زمانے کے بعد تب ہی خواہ ہوتا ہے بس کہ یہ گیا ہے دوسرا نہیں سمجھتا اس لئے
وہ اس فعل کو فضول سمجھتا ہے ۔ دیکھئے ان میں سے بیچ میں بولنا آتا ہے جو [illegible]
کوئی واقف دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ تمام ان میں مدت کیا ہوا ہے
لیکن بولنے والا جانتا ہے کہ اس کا نتیجہ روز میں نکلے گا ۔ اور اس [illegible]
تبادلہ دو چند سے چند ہے ۔ غرض جب شخص کوئی کام کرے اس کا [illegible]
کے اعتبار پر اعتراض کرنا چاہیے کہ اس کے فعل کی حکمت سمجھ میں نہ آئے تو اس وقت
اس سے بطور معرفت کے سوال کیا جا سکتا ہے اعتراض کی تو گنجائش نہیں [illegible]
اس کو جاننے والا تسلیم کیا جا چکا ہے اسی طرح یہ بھی غلطی ہے کہ بعض لوگ
مدرسوں میں جاتے ہیں تو طرح طرح کی رائے دیتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ [illegible]
ایسا ہونا چاہیے کوئی کہتا ہے تھوڑی دیر کی تعلیم ہونا چاہیے تم یہ [illegible]
اس کے اہل نہیں ہو تمہارے ہاتھ میں مدرسہ ہے وہ اس کے نشیب و فراز کو [illegible]
سکتے ہیں یا آپ ؟ بس جب سپرد ان کے ہاتھ میں مدرسہ دے دیا ہے تو
ان کی رائے میں دخل نہ دیجئے ہاں اگر ان میں نااہلیت ثابت ہو جائے تو
ان کو معزول کر کے کسی دوسرے اہل کے ہاتھ میں مدرسہ دیدیجئے اور [illegible]
دوسرے کے بارہ میں کسی کو [illegible] کی رائے میں دخل مت دیا کریں یہ بڑی
غلطی ہے کہ ایک شخص جو کسی کام کا اہل ہو کر بھی اس کی رائے کو نہ مانا جائے اور اس
کے مقابلہ میں رائے زنی کی جائے ۔ جو آدمی جس کام کا اہل ہو اس کو [illegible]

کرنے دو ہیں [illegible] لیکن وقت کی [illegible] چاہتا ہے جس پر بعض [illegible]
دونوں کو [illegible] ہے لیکن [illegible] نہیں ہوتا) بعض [illegible]
جس کے ساتھ [illegible] ذکر کیا [illegible] کا اہل ثابت ہوا یہ [illegible]
[illegible] تعالیٰ کی تائید ہے خلاصہ یہ کہ [illegible] کی رعایت کرنا [illegible] نہایت
ضروری ہے [illegible] اہل تربیت کے لئے تو بہت ہی ضرورت ہے اور [illegible]
[illegible] جب بیان ہو تو ترتیب بھی [illegible] جیسا عمل و [illegible] ہو

افضال السوال

اکثر عورتوں کو ہمیشہ دوزخی کہا جانے کا تو [illegible] ہوں گی یہ تو وہ نماز روزہ بالکل

[illegible] ہوگی اور

[illegible] کی رحمت [illegible] بات ہے کہ

[illegible]

[illegible]

[illegible] عورتوں کو [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کی رحمت [illegible]

[illegible]

ڈوبتی ہیں۔ سو میں بھی اس بات حیثیت پر نظر کیوں نہیں رکھتے۔ عورتوں کو اتنی غضب کیوں کرتے ہو کہ تمہاری نماز کیا اور روزہ کیا۔ مجھے اس لفظ پر کہ پی چیز کو ضیع کہنا ہو یہ ایک حکایت یاد آئی۔ ایک مرتبہ میں انٹر کلاس میں سفر کر رہا تھا میری اپنی عادت تو تیسرے درجہ میں سفر کرنے کی ہے مگر بعض دفعہ ایسے تکلیف ہوتی ہے تو ایسے موقع پر میں اس کو بھی ضعف سمجھتا ہوں کہ تھرڈ میں سفر کرنے کو اپنی وضع بنا لیں۔ بلاوجہ جمعہ وغیرہ کے موقع پر میں بے تکلف انٹر میں سفر کر لیتا ہوں [illegible] کے خیال سے اس وقت انٹر کلاس میں سفر کر رہا تھا جس درجہ میں ہم اور چند مسلمان بیٹھے ہوئے تھے مجھ کو کبھی ایسی غیر مہذب صحبت اتفاق نہیں ہوا جیسی غیر مہذب جماعت سے اس دن سابقہ پڑا خلاصہ یہ وہ معمولی درجہ کے لوگ نہ تھے بلکہ بڑے درجہ کے لوگ تھے ایک جنٹلمین تھے اور ایک وکیل تھے اور ایک خوش فکر شاعر صاحب تھے انہوں نے وہ خرافات بکیں کہ بس شعر و شاعری رکھنے والے تو ہو جاتے ہیں اتفاق سے ایک ہندو منصف بھی اسی درجہ میں بیٹھے تھے جب اس گاڑی پر آئے تو [illegible] آدمی تو بیٹھے ہی تھے [illegible] شعر پڑھا منصف صاحب کی کیفیت [illegible] شعر پڑھنے لگے منصف صاحب ذرا پھر پڑھیے انہوں نے وہ شعر دوبارہ پڑھا مگر منصف صاحب کچھ نہ بولے [illegible] آپ بھی شاعر ہیں انہوں نے کہا کہ جی میں شاعر تو نہیں [illegible] ایک شعر [illegible] اس [illegible] ایک بات [illegible] آپ [illegible] ایک شعر آپ کی [illegible] ہے۔

سخن خود [illegible] است ۔ [illegible] عزیز است

غرض بیچارے کو ایک مشغلہ بنا دیا مگر منصف صاحب کچھ نہ کہہ سکتے تھے کیونکہ وہ خود ہی اپنے ہاتھوں بلا میں پھنسے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ آپ خود ہی تو یہ مسخرہ پنے کو ایسے مسٹنڈوں کو چھیڑا ہی کیوں تھا۔ مگر انہوں نے غضب حرکت یہ کی کہ جب دسترخوان بچھایا اور کھانا لگ گیا تو ایک بولے آیئے منصف صاحب آپ بھی کچھ گوہ موت کھا لیجئے دوسرا بولا کہ تم بڑے بدتمیز ہو کہ کھانے کو گوہ موت کہتے ہو۔ اُس نے کہا میاں اچھی چیز کو ہمیشہ گندے نام سے یاد کرنا چاہئے۔ بس کا نام تو اتنا ہے اپنے کھانے کو کھانا کہنا تھا جب رات ہوئی تو چادر لپیٹ کر ایک طرف کو لیٹ گیا اور دل ہی دل میں کہہ رہا تھا کہ الٰہ ایسا نہ ہو کہ مجھ پر بھی کچھ عنایت ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ مجھ پر تو کچھ عنایت نہیں ہوئی اور شاید وہ منصف صاحب کو بھی کچھ نہ کہتے مگر اُن کی کمبختی نے خود چھیڑ دیا کہ اپنے آپ جھگڑے میں شامل ہوئے اور کبھی کے تار کو ہاتھ لگایا خیر مجھ کو تو صرف تیری مناسبت سے یاد آ گئی کہ اپنی چیز کو گھٹیا نام سے یاد کرنا چاہئے تو بات تو صحیح ہے مگر جیسا نام ان جنٹلمینوں نے اپنے کھانے کو دیا وہ نہایت بدتمیزی اور بدتہذیبی کا نمونہ تھا کھانے کو گوہ موت کہنا تو صحیح نہیں کیونکہ خدا کا رزق ہے اس کو اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے گو کسی قسم کے نام سے یاد کر سکتے ہیں مثلاً دال روٹی یا آب و نمک کہہ دیا جاوے مگر رزق کی قدر نہ کرنا کہ گوہ موت ہی کہہ دیا جاوے کیونکہ کھانے میں یہ بھی تو ایک حیثیت ہے کہ وہ خدا کا رزق ہے اسی نسبت سے وہ بہت کچھ معظم و محترم ہے غرض یہ اُن کا مسخرہ پن تھا کہ رزق کے لئے ایسے لفظ بیہودہ استعمال کئے۔

حقیقتِ تقویٰ

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر اللہ والوں کے یہاں جیسی دیکھی کہیں نہیں دیکھی چنانچہ ایک بار حضرت مولانا شاہ

[illegible] صاحب [illegible] مرزا کے یہاں میں وہاں تھا جب میں نے نماز شروع کی

مولانا نے پوچھا کیا کھانا ہے میں نے کہا ارہر کی دال اور روٹی ہے فرمایا [illegible]

خدا کی بڑی نعمت ہے دیکھو ہم نے [illegible] کہ [illegible] سے [illegible]

دن گزارا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو بعض وقت دو دن سالن

روٹی کھاتے تھے کبھی سرکہ سے کھا لیتے واقعی اللہ کے بندے ایسے ہی [illegible]

ہیں اب ہماری یہ حالت ہے کہ کوئی کھانا [illegible] ہے تو اس میں دس

قسم کے اعتراض نکالتے ہیں اور پھر خدا کا شکر [illegible] ہیں کہ فلانے کے

یہاں کی ترکاری گوشت سخت تھا [illegible] زیادہ تھا [illegible] مار کر [illegible]

[illegible] یہ کیا بیہودگی ہے اپنے آپ کو ایسا بڑا سمجھتے ہیں کہ [illegible] قدر [illegible]

نظر میں نہیں آتی اگر واقعی خدا کا حب [illegible] اور [illegible] اپنے نزدیک تو اس کو نعمت

[illegible] اس کی نسبت حضرت کے الفاظ [illegible]

یہ [illegible] دیکھو مولانا نے ارہر کی دال کو بڑی نعمت فرمایا اور فرمایا

کہ صحابہ کرام اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کھایا کرتے تھے اور [illegible]

[illegible] کے زمانہ [illegible] کہ [illegible] اور [illegible]

[illegible] کہ [illegible] قدرت [illegible] میں نے [illegible]

کو خواب میں دیکھ [illegible] کہ آپکے ساتھ کیا معاملہ ہوا فرمایا کہ حق تعالی نے بخشش

[illegible] کسی بات پر [illegible] فرمایا ایک ذرا سی بات پر [illegible]

[illegible] اس میں [illegible] تھا میں نے اس [illegible]

[illegible] حق تعالی نے فرمایا کہ [illegible]

یہ بات پسند آئی [illegible] تم کو بخش دیا [illegible] مستحق تھے

وہ [illegible] تھے نماز [illegible] ذکر و شغل کرتے تھے بڑے پابند شرع

تو عورتیں اتنی [illegible] ہوتی کہ بندگی کی پوری خوشی سے [illegible] حق تعالیٰ کے سامنے کسی کا زہد و طاعت اور تقویٰ حقیقت نہیں رکھتا کیونکہ کوئی بندہ دعوے نہیں کر سکتا کہ ہماری بندگی اُن کی شان کے موافق ہے۔ اگر بخشش ہو سکتی ہے تو صرف انکی عنایت سے ہو سکتی ہے۔

اس کے لئے سبب ادنیٰ بھی کافی ہو سکتا ہے۔ پھر ایک سبب یہ بھی [illegible] مردوں کا بہتر ہے عورتوں کا نہیں ہے۔ لوگ حدیث پڑھتے ہیں [illegible] تو مرد پر ناک [illegible] ہیں وہ حدیث میں دیکھیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جو کھانا پسند نہیں آیا اُس کو چھوڑ دیا [illegible] فرمایا اس کے متعلق فرمایا کچھ نہیں [illegible] دوسروں [illegible] تو یا تو پڑا رہنے دیں یا باوجود رغبت نہ ہونے کے کھا کے چلے جاویں اور [illegible] کوشش کیجئے کہ طبیعت لیتی نہیں مگر زبردستی حلق سے اُتار لیتے ہیں۔ [illegible] نفس کی مخالفت نہیں کہتے بلکہ اس کا نام تکلف ہے۔ شریعت میں [illegible]

اعتدال الطعام

سبحان اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تعلیم [illegible] فرمائی کہ جی نہ چاہتا ہو تو خواہ مخواہ کھاتا رہ [illegible] دل چاہتا ہے تو کھا لو نہ چاہے تو چھوڑ دو۔ [illegible] کی خدمت [illegible] اتنی احتیاط [illegible] کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] پکا لیا پسند آیا چھوڑ دیا حدیث میں ہے ما عاب طعاما [illegible] میں کبھی عیب نہیں نکالا جیسا ہم کرتے ہیں کہ نمک تیز ہے [illegible] نے اس لئے [illegible] کی قدر [illegible] اس کا یہ نہیں [illegible] زیادہ [illegible] کسی حال میں برا نہ [illegible] مگر اس کا یہ [illegible]

کہ باورچی کیسا ہی خراب اور بے ترکیبی سے پکائے اُس کو تنبیہ بھی نہ کی جائے یہ
بات نہیں پکانے والے کو کچھ دینا چاہئے مگر غصے سے لال منہ چڑھا ہوا دیکھو
کہ منہ میں رکھا اور ذرا نمک کم ہے تو تھوک دیا اُٹھا کر برتن پھینک دیا بی بی نے
خود اُسی کے سر پر دسترخوان لوٹ دیا۔ بعض لوگ برتن بہت توڑتے ہیں سارے برتن
ٹوٹے کیا خاک کی آئی بلکہ ان سے کوئی یہ پوچھے کہ یہ جو نقصان ہوا آپ نے جو اپنے
گھر کا آفتابہ اور پیالہ توڑا یہ تو آپ ہی کے اوپر پڑا جب نقصان ہوا تب سے لازم آیا کہ
خفا ہوتے تم یہ ہماری چیزیں توڑتے ہو ذرا نہیں سوچتے کہ قصور وار نوکر ہے یا تم خود ہو اور پھر نہ کسی
پر غصہ ہو رہا ہے اپنے ہاتھوں سے نقصان کرنا يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُم بِأَيْدِيهِمْ کا
مصداق بننا ہے جس کو حق تعالیٰ نے ایک گروہ کفار کی حالت میں بیان فرمایا ہے
کہ اُن پر یہ عذاب نازل ہوا کہ بھاگتے وقت اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے
اُجاڑ رہے تھے مگر یہ رہنا تو کیسا ہے اس طرح کی باتوں سے بچیں بچا لیں یا
تاک لگائے رہے اور جب رہا نہ گیا تو برتن بھی ٹوٹ گئے بڑی بات ہے
کہ انسان میں عیب کا ہونا تکبر کی بات ہے اور اس پر غضب یہ کہ اُس کو گویا
خوبی سمجھے یہ سب اُن کا مشرب ہی تھا اور اس کو تواضع میں خلوت کا تو رنگ
ڈرا بات کی سی کو تو تنقیص نہیں کرتے یہ تو ایسا ہے جیسے تم کسی کے پاس جاؤ اور
وہاں پہنچ کر تم کہو ہم تو ہرا ہے ہیں یوں کہو کہ کمینے ہوں اور اس کو تواضع بھی
تو ہرگز کوئی سمجھے اس کو نہیں کرتے تا ایسی بات ہو کہ تعظیم کی دلیل ہو
بلکہ یہ بھی ہے کہ انسان سے مدح چاہتا اس کا نام تواضع نہیں ہے اس
کا نام تکبر ہی اور بد خوئی ہے۔ اسی طرح اخلاق رکھا ہوا ایک دل اور
بہانہ عبادت ہی تو نفس پرستی ہے۔ مثال کے طور پر یہ ہے کہ نماز کو اس حیثیت
سے ادا کرنا کہ نفس جب تک چاہے اس حیثیت سے کہ حق تعالیٰ کا حکم ہے اور
نہ کہ جس نماز کی ترغیب ہو کوئی ہے جب اس کے کبھی قائل نہ تھے یہ مخلوق

حق تعالیٰ کا فضل ہے کہ ایسے نالائقوں کو ایسے دین کے کام کی توفیق دی ہے
کہاں میں اور کہاں یہ نکہت گل ؎ نسیم صبح تیری مہربانی

تواضع و مایوسی

خلاصہ یہ ہے کہ ناز نہ کرے بلکہ شکر کرے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آگے چل کر اس سے زیادہ عمل کی توفیق ہوگی اور جب تم اپنے عمل کو ناقص و حقیر جانتے ہو تو اس کی اصلاح کرو اور اصلاح میں کسی خاص درجہ پر اکتفا نہ کرو جو جو خرابیاں اس میں ہیں سب کی اصلاح کرو اور پوری طرح سنوارو صحیح طریقہ یہ ہے نہ یہ کہ اُس کو ناقص سمجھ کر اس کی بتدریج ترقی کرو ہر درجہ میں اُس کو ایک لحاظ سے ادنیٰ سمجھو اور دوسرے لحاظ سے اس کو قابل نہ سمجھو ہر وقت تکمیل اور اصلاح کی فکر میں رہو بس یہ نہ ہو کہ ہمت ٹوٹ جائے گی بہرحال مشق ہے کہ زیادہ تواضع کرنے سے آدمی مایوس ہو جاتا ہے اور رحمت سے ناامیدی ہو جاتی ہے ہم نے ایسے شخص دیکھے ہیں جو اس میں مبتلا ہوئے پھر اُنکے دل میں کشمکش پیدا ہوئی لیکن تھامنے والا ملے تو امید نہیں رہتی بلکہ ڈر اور اگر مایوس کر دیں تو اثر یہ ہوا کہ وہ اور زیادہ گناہ میں پھنس گئے میرٹھ میں ایک مسلمان سپرنٹنڈنٹ پولیس تھے اُن کی یہ کیفیت تھی کہ دوزخ سے ڈرتے دنیا کا نہیں تھا بیچ اُن میں نہ ہو بہت ہی بڑا ظلم ورنہ حسرت آدمی تھے جب ان سے یہ کہا جاتا کہ یہ کیا حالت ہے تو کہتے کہ میں دوزخی تو ہو ہی چکا پھر کیوں کسر رکھوں ایسی بہت نظیریں ہیں یہ خرابی ہے مایوسی کی اس سے بعض دفعہ ایمان سلب ہو جانے کا ڈر ہو جاتا ہے اور ایمان نہ بھی جاوے تو آدمی پریشان تو ضرور رہے گا اور کچھ نہیں عمل میں تو کمی کرے ہی گا کچھ نہ کرے تو ناشکری تو ضرور کریگا چنانچہ بعض دفعہ ایسے لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہمیں کیا دیا حق تعالیٰ نے نماز کی توفیق دی نہ روزہ کی اس ناشکری اور گستاخی کا سبب اس کے سوا کچھ نہیں

ان کی طبیعت میں بیماری جاگزیں ہوتی ہے اس لئے وہ کبھی ہمت کو نہیں لیتے اور ان کی عادت ہے کہ جب تک بدن میں ضعف و طاقت نہ ہو اُس وقت تک ترغیب نہیں دیتے لیکن خدا کی شکایت کرنا اور نماز روزہ کی توفیق نہیں اور [illegible] بڑی شکایت کرنا ہے ایک ضرر تو یہی کا ہے دوسرا ضرر یہ ہے کہ جو لوگ نماز روزہ کرتے بھی ہیں وہ نہایت بد دلی سے کرتے ہیں کیونکہ یہ خیال جم گیا ہے کہ ہماری نماز کیا ہے روزہ کیا ہے یہ سب بیکار باتیں ہیں اس لئے وہ صرف ایک رسم سی ادا کر لیتے ہیں۔ عورتوں پر یہ اثر زیادہ دیکھا جاتا ہے زیادہ تو عورتیں اپنے دل میں خیال کر لیتی ہیں جو [illegible] ہیں۔ [illegible] نہیں سنتے نہ ہماری نماز ٹھیک ہے نہ روزہ ٹھیک ہے اور اگر یہ کوشش کریں گے تو اس کو [illegible] [illegible] کی بات کا ثواب پائیں گے کیونکہ یہ لوگ بہت عورتوں سے [illegible] سب ناحق ہے اور یہ ان کا حدیث پڑھتے ہیں کہ عورتیں زیادہ دوزخ میں جائیں گی۔ عورتیں [illegible] تو جب نصیحت کے موقع پر کہتے ہیں اور جب [illegible] تو یہی بات کہنا پڑتی ہے اگر دوزخی ہو دوزخ میں [illegible] ان کے دلوں میں یہ خیال مستحکم ہو جاتا ہے کہ [illegible] عورتوں میں بوجہ ضعف [illegible] زیادہ ہوتا ہے اس لئے وہ [illegible] باتوں سے بہت جلد متاثر ہو جاتی ہیں۔

فصل [illegible] اس کے بعد [illegible] واعظ [illegible] چندہ وصول کرنے والے عورتوں کے مجمع میں بیان کرتے ہیں تاکہ چندہ زیادہ وصول ہو چنانچہ [illegible] ہو اور چندہ خوب ہوتا ہے۔ وہ وجہ یہ ہے کہ چندہ لینے میں عورتوں سے [illegible] ہے [illegible] نہیں [illegible] ہے اور مال [illegible] دل [illegible] دوسرے یہ کہ ان بیچاریوں میں عقل بھی کم ہوتی ہے موقع و محل کو نہیں سمجھتیں جوش

[illegible] ڈالا اور یاں تیسری وجہ یہ ہے کہ ان کے دل نرم ہوتے ہیں ذرا سی کوئی قصہ رقت آمیز سنا دیا اور یہ پانی ہو گئیں۔ یاں چوتھی وجہ یہ بھی ہے کہ عورتیں سونے چاندی سے خالی نہیں ہوتیں سب کے پاس تھوڑا بہت زیور ضرور ہوتا ہے وہ وقت پر کچھ نہ کچھ دے ہی دیتی ہیں اور مرد تو جب تک روپیہ پیسہ نقد نہ ہو بھول ہی جاتے ہیں اور اسی لئے حضرات واعظین تو حدیث بھی یہی پڑھتے ہیں

يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ ۱ھ

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے عورتو خیرات کرو گو اپنے زیور ہی میں سے کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ زیادہ تر اہل دوزخ عورتیں ہیں۔ یہ حدیث اپنے موقع پر صحیح ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ عورتوں میں جو کثرت سے گناہ ہیں بہت ہیں اس لئے وہ دوزخ میں زیادہ جائیں گی مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ عورتیں [illegible] سے دوزخ سے بچ ہی جائیں گی مطلب یہ ہے کہ ان گناہوں کا تدارک کرنا چاہئے تاکہ ان گناہوں کو دور کیا جائے اور صدقہ سے زیادہ تر ان کا عمل کیا جائے یہ خیرات کی ہے یہ مطلب نہیں کہ بس خیرات ہی کافی ہے تو کافی ہو مثلاً نماز نہ پڑھے اور خیرات کرلے یا زکوٰۃ نہ دے اور خیرات کرلے یا روزہ باوجود قدرت کے نہ رکھے اور خیرات کرلے تو یہ [illegible] ایسا کرنا بھی درست نہیں کیونکہ [illegible] اکثر واعظین نے حدیث ہی سنا دی اور وہ جس [illegible] کی ضرورت ہے۔

مسئلہ حکمت حدیث مذکور سے یہ بات [illegible] تو ثابت ہے [illegible] نے [illegible] فرمایا ہے۔ [illegible] اس لئے کہ جب [illegible] یہ ہے کہ مستحب ہو کہ خیرات کرنے کی ترغیب [illegible]

[illegible]

[illegible] شوہر اور بیوی کے درمیان [illegible] عورت کی [illegible] مرد کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے۔ اور اس قدر کنجوس ہے اس قدر بخیل ہے کہ اپنی چیز کو کسی کا ہاتھ لگنا گوارا نہیں کرتا۔ مطلب یہ کہ آخر وہ ہیں جو بالکل بداخلاق مختل اور مجہول ہیں کہ نہ اپنی حالت کی خبر ہو نہ دوسرے کی۔ پھر اس ثروت کا لطف جب آتا ہے جب ان میں سے کوئی کمبخت مر جاوے اور ترکہ تقسیم کیا جاوے۔ اس وقت دیکھئے تو ہے یہ چیز مرنے والے نے ہبہ کر دی تھی۔ ایک کہتا ہے یہ چیز میت کی نہ تھی میری تھی۔ ایک عورت کہتی ہے یہ سامان میرے باپ کے گھر کا ہے۔ دوسری کہتی ہے میرے باپ کے گھر کا ہے۔ اب کوئی سبیل نہیں کہ اس جھگڑے کو کس طرح طے کیا جاوے۔ پھر وہ جوتی پیزار ہوتی ہے کہ دیکھنے والے ہنستے ہیں اور جو کوئی خدا نخواستہ مہذب ہوا تو وہاں یہ جوتی پیزار تو نہیں ہوتی کیونکہ یہ بالکل تہذیب اور شرافت کے خلاف ہے مگر دلوں میں رنجشیں و عداوتیں ہو جاتی ہیں مقدموں کی نوبت آتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گھر کا گھر تباہ ہو جاتا ہے۔

دین و معاشرت

یہ تو اس معاشرت میں دنیا کی خرابی ہے اور دین کی خرابی یہ ہے کہ دوسرے کی اسی بلا اجازت تصرف کرنے سے گناہ ہوتا ہے اور وہ چیز حلال نہیں ہوتی۔ وہ تو حرام ہوتا ہے۔ میت کا مال بہت نازک ہے۔ تین پیسے جس کے ذمہ رہ جاویں گے اس کی بابت سات سو مقبول نمازیں چھین کر صاحب حق کو دلوا دی جاویں گی۔ یہ تو بڑے خوف کی بات ہے۔ ساری عمر نماز پڑھی اور قیامت میں سب چھین لی گئیں۔ یہ نتیجہ ہے گول مول برتنے کا۔ دنیا کی بربادی تو یہ کہ رنجش پیدا ہوتی ہیں جس سے سارے گھر کی زندگی تلخ ہو جاتی ہے اور آخرت کی بربادی یہ کہ کرائی عبادت اپنے پاس نہ رہی۔ ہمارے یہاں ایک شخص نے کہا کہ ان کی بیوی مر گئی ہے اس کا ترکہ موافق قواعد شریعت کے تقسیم کر دو۔ میں نے کہا کہ پہلے

کی ملکی چیزوں کی فہرست بنا کر میرے پاس لاؤ اس سوال کے جواب میں ان کو اسی قدر مصیبت ہوئی کہ پریشان ہو گئے کیونکہ پتہ ہی نہیں چلتا تھا کہ کون چیز ان کی ملک تھی اور کون چیز بیوی کی۔ میں نے کہا اس مصیبت کے ساتھ یہ ظاہر ہے کہ جب یہ چیزیں مشتبہ ہیں تو وہ سب بی بی کی ملک سمجھی جائے سب وارثوں کو جمع کرو سب اپنی اپنی چیزیں الگ کریں جس میں شک ہو وہ سب میت کی ملک سمجھو۔ ایک جگہ میراث جاری ہوگی چنانچہ یہی کیا اور بڑی مشکل سے ترکہ تقسیم ہوسکا۔ یہ تو ایک شخص کی دینداری تھی کہ مصیبت اٹھائی اور کام کرکے چھوڑا ورنہ بعضے تو سب کو اپنا معلوم ہوتا ہے کہ سب سامان گڑبڑ ہے اور کسی چیز ملکی کی نہ معلوم ہوتی ہے کہ ایک کے مرنے کے بعد بڑی مصیبت پیش آتی ہے۔ اس خرابی کی وجہ یہ ہے کہ ہماری معاشرت گندی ہے اور بہت خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کا انتظام یہ ہونا چاہئے کہ جب کوئی زیور یا کوئی چیز بنے یا کوئی چیز خریدی جائے تو اسی وقت زبان سے کہہ دیں کہ یہ کس کی ہے اس طرح ہر چیز کا معاملہ صاف ہو جاتا ہے۔

[illegible] یہ تو ملکیت کے متعلق ہوا اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ بعض عورتیں یہ کرتی ہیں کہ میاں جو کچھ کماتے ہیں بی بی کے ہاتھ میں دیتے ہیں بی بی کہتی ہے کہ یہ سب مجھے دیدیا اس میں میری ملک کر دیا وہ سمجھتی ہیں کہ ہم کو اختیار ہے جہاں چاہیں خیرات کرتی ہیں اسی میں سے اپنے میکے والوں کو خوب دل کھول کر دیتی ہیں کیونکہ اطمینان ہے کہ میری ہے۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ میاں دیتے ہیں کہ اپنے گھر کے سب خرچ کا انتظام کرتی رہے اور پاس رکھتے ہیں تو بی بی ملک سمجھتی ہیں کہ یہ رقم میری ملک ہے حالانکہ یہ نہیں ہے جہاں جی چاہے خرچ کرو ایسا میاں کہتے

بیں میں تجھے کیوں دیتا میں نے تو بطور امانت دیا تھا غرض خوب تکرار ہوتی ہے
یہ خرابی [illegible] اول بات کی ہے معاملہ صاف رکھو جو کچھ دونوں سے
متعلق تصفیہ کر دو کہ یہ کس مد میں دیا ہے [illegible]
گھر خرچ کے لئے بھی دو اس کے متعلق بھی تصفیہ کر دو کہ یہ رقم [illegible]
گھر کے خرچ ہی میں صرف کر سکتی ہو لیکن [illegible]
یہ رقم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
گھر کے خرچ کے لئے [illegible]
[illegible]
کوئی رقم [illegible] کے خرچ کے لئے [illegible]
[illegible] خیانت کرنے پر مجبور ہوتی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
یہ ہو سکے تو ایک [illegible] کی بات [illegible]
[illegible]
بی بی نے ایک سو روپیہ دیا تو میں نے پوچھا [illegible]

دونوں کو تو اب سوچنے لگیں کہ کیا جواب دوں کیونکہ وہ تو رسم و رواج کے موافق
اسی واسطے لائی گئیں کہ گھر میں کام آوے گا اس سے کیا بحث کہ کس کی ملک ہوگا
جب وہ پہلے سے نیت کر کے لائی ہی نہ گئیں تو میرے سوال کے جواب میں کیا
کہتیں۔ آخر بہت سوچنے کے بعد یوں کہا۔ ابی میں نے تو دونوں کو دیا ہے۔ میں نے کہا
خیر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ کٹورا مشترک ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے یہاں
ایک چیز بھی گول مول نہیں۔ مثلاً چارپائیاں گھر میں ہیں اُن میں ایک چارپائی میری
ہے ایک دوست نے ایک اچھی سی چارپائی دی تھی اُس کو میں نے اپنے نام
کر لیا ہے باقی چارپائیاں سب گھر کے لوگوں کی ہیں اسی طرح ہر چیز بٹی ہوئی
ہے لوگوں کے برتنے میں سب کے آتی ہیں مگر یہ تو معلوم ہے کہ یہ ملک کس کی ہے
[illegible] سب کے [illegible] ہوئی ہے اگر کوئی آدمی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہے ہی یہاں کی باہر پھرنے والیاں بھی اکثر بیباک صاف ہیں جب گھر سے نکلتی ہیں تو
لنگا ہی نیچے کیے ہوئے گھونگٹ نکالے ہوئے راستہ میں کسی کو سلام نہیں
کرتیں سلام کرنا فی نفسہ ہنر سمجھا جاتا ہے اور ہے بھی مگر عورتیں غایت حیا سے
آپس میں بھی سلام نہیں کرتیں انکو مردوں سے تو شرم ہے ہی غیر عورتوں سے اور بڑی
عمر والی عورتوں سے بھی شرم آتی ہے غالباً اسی شرم ہی کی وجہ سے زبانی سلام
متروک ہوا گو ایسی شرم قابل ترک ہے جس سے سنت متروک ہو۔ بہتر ہے
عورتیں مردوں کو گو سلام نہ کریں مگر آپس میں تو سلام کر لیا کریں ورنہ بڑے
ہیں بھی جو محرم ہوں اُن کو سلام کر لیا کریں۔ تو مطلقاً سلام ترک کرنا خوبی کی
بات نہیں مگر منشاء اس کا وہی فرط حیا تھی اس حیا کی ایک فرع یہ
ہے کہ اگر کوئی مرد اُن سے کوئی بات پوچھے تو اکثر جواب نہیں دیتیں یا دیتی
ہیں تو صرف اشارہ سے حتیٰ کہ باہر پھرنے والیوں کی عفت کا بھی یہ حال ہے
کہ اپنے مرد کے سوا دوسری طرف کبھی تمام عمر بھی اُن کا خیال نہ گیا ہوگا۔
یوں سو پچاس میں کوئی ایک بدذات ہو جاوے تو وہ شمار نہیں اور
اگر عورتوں کو کسی میں یہ عیب معلوم ہو جاوے تو اس کو برادری سے خارج
کر دیتی ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ مردوں میں شاید ہی ایک نکلے گا جو نظر کی خیانت سے
محفوظ ہو اور عورتوں میں فیصدی شاید ایک نکلے جو پاک نہ ہو غرض عورتیں
بس خصوص ہندوستان کی عورتوں میں عیب ہی عیب نہیں بہت سے خوبیاں
بھی ہیں۔ مردوں کی جاں نثار اس قدر ہیں کہ خاوند سے لڑیں گی روٹھیں گی
جھگڑیں گی مگر کب تک جب تک بے فکری اور فرصت ہو اور جب خاوند
کا ذرا کان گرم ہوا اُسی وقت ساری جھگڑا سب بھول گئیں اب ہمہ تن خدمت
کو نہ کھانے کا ہوش ہے نہ پہننے کا ہوش سب دن رات خدمت گذاری

گی۔ کسی وقت بھی بھوک سے نہیں مرتا کوئی دیکھنے والا نہیں کہہ سکتا کہ یہ وہی ہیں جو ایک وقت میں لڑ رہی تھیں۔ بس اسوقت اپنے آپ کو فنا کر دیتی ہیں۔ اسی طرح ہیں عورتوں میں ایثار اس قدر ہے کہ روزانہ کھانا اسوقت کھاتی ہیں جب مردوں کو پہلے کھلا لیتی ہیں اور اپنے سے اچھا کھانا اور [illegible] مردوں کے لئے لگاتی ہیں بیٹے کا گوشت اور بچا کچھا اپنے واسطے۔ اگر کسی وقت کوئی مہمان بے وقت آ گیا تو خاوند کی بات کو عزت کو ہرگز نیچا نہ کریں گی بلکہ جو کچھ گھر میں ہے ذرا مہمان کو کھلا دیں گی۔ خود فاقہ کر دیں گی۔ یہ اخلاق ایسے پاکیزہ ہیں کہ ان سے بڑھ کے، ورنہ نا حاصل ہو سکتے ہیں اکثر مردوں کو یہ اخلاق نصیب ہی نہیں۔

زبان لمبی ہے بہت ہماری عورتوں میں ایک تھوڑی سی کسر ہے۔ اگر وہ جاتی رہے تو بہت ہی کی تعریف کے قابل ہوں گی۔ وہ کسر کیا ہے؟ ان کی زبان بہت خراب ہے۔ ان کی زبان وہ اثر رکھتی ہے۔ جیسے بھڑ کا ڈنک کہ ایک ذرا سی حرکت میں آدمی بلبلا اٹھتا ہے ؎

اکبر دب نہیں سکے کبھی برٹش کی فوج سے
لیکن شہید ہو گئے بیوی کی نوج سے

ایک بزرگ نے اس کا خوب علاج کیا تھا۔ ایک عورت نے شکایت کی کہ خاوند سے روز لڑائی رہتی ہے کوئی تعویذ ایسا دیجئے کہ لڑائی نہ ہو۔ انہوں نے کہا ایک برتن میں پانی لے آؤ۔ ان پر دم کر دیا کہ جس وقت لڑائی ہو جائے وہ برتن میں پانی اس نے منہ میں بھر لینا اور فرمایا کہ جب خاوند غصہ میں آ جائے تو اس پانی کا ایک گھونٹ منہ میں لے لینا جب تک پھر لڑائی نہ ہوگی۔ اس نے ایسا ہی کیا اور لڑائی ختم ہو

[illegible]

تو یوں کہا کرتے تھے کہ میری باولی ایسی ہے اور میری باولی ویسی ہے۔ وہ اللہ والے تھے اُن کی نظر عیبوں پر نہ پڑتی تھی بلکہ ایک خوبی پر پڑتی تھی جس کے سامنے سب عیوب ہٹ جاتے تھے وہ ایک بہت بڑی صفت تھی خدا کے فضل سے ہمارے یہاں کی شریف بیبیوں میں سب ہی میں وہ صفت موجود ہے جو بہت ہی زیادہ قابلِ قدر ہے اور جب کبھی کوئی اس بی بی کی مذمت کرتا تو وہ اُس خوبی کا ذکر فرما کر جواب دیتے وہ یہ کہ اگر خاوند بے توجہی سے یا اور کسی وجہ سے لڑ جھگڑ کر یا ناداری کی وجہ سے یا قید ہو کر گھر سے چلا جائے اور برسہا برس تک باہر رہے اپنی خبر تک بھی نہ دے کہ مر گیا ہوں یا زندہ ہوں اور بیوی کی کوئی معاش بھی نہ ہو اس پر بھی وہ جس وقت آئے گا بیوی کو گھر کے اندر بیٹھا دیکھ لے گا جس میں چھوڑ گیا تھا آنکھوں سے دیکھ لے گا کہ بیوی رہتی ہے سکڑ رہی ہے مُردوں سے بدتر حالت ہے مگر یہ نہیں ہوا ہو گا کہ امانت میں خیانت کی ہو یا کسی اور سے رنگ ڈالی ہو یہ صفت ایسی ہے کہ اس کے دیکھنے سب ناگوار ادائیں گوارا کی جا سکتی ہیں اس صفت کے ہوتے کسی عیب پر بھی نظر نہیں پڑنا چاہیے۔

حقیقت اہل اللہ

اللہ والوں نے جو اپنی بیبیوں کی بہت رعایتیں کی ہیں جن کو سن سن کر تعجب ہوتا ہے اُن کا منشا یہ ہے یہ صفت تو تھی ہی وہ ذرا نخرہ نہ تھے بلکہ قدر شناس تھے انہوں نے بیبیوں کی بہتوں سے تکلیفیں برداشت کی ہیں ایک بزرگ تھے جن کی بیوی بہت تیز تھی یہاں تک کہ لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ یہ ان کو بہت دق کرتی ہے ان لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت ایسی بیوی کو کیوں رکھ چھوڑا ہے فرمایا کہ طلاق دینا اختیار میں ہے مگر یہ تو سوچو کہ اگر میں نے کسی اور سے نکاح نہ کیا تب

تو تکلیف اٹھائے گی اور اگر کسی اور سے لڑائی کیا تو ہر مسلمان کو تکلیف پہنچے گی اس سے اچھا یہ ہے کہ میں ہی تکلیف اٹھالوں دوسرے مسلمانوں کا [illegible] یہ ہی سمجھ [illegible] کہ جب تک میں موجود ہوں کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف کیوں پہنچے غرض عورتوں میں بدزبانی کا تو بڑا عیب ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ صفت بھی ہے کہ ان کم بختی ماریوں کے دل میں [illegible] دنیا کی محبت [illegible] ہوتی ہے جو موقع پر [illegible] ہوتی ہے چنانچہ لکھنؤ کا ایک قصہ ہے کہ ایک بزرگ کی بیوی بہت ہی بدزبان تھی انہوں نے اس کی اصلاح کی بہت تدبیریں کیں کچھ نفع نہ ہوا۔ ایک دن انہوں نے کہا کہ بخت تو بہت ہی بدقسمت ہے کتنی کتنی دور سے میرے پاس لوگ آتے ہیں اور ان کو نفع ہوتا ہے [illegible] کتنی [illegible] ہے مگر تجھ کو نفع نہیں ہوتا۔ اول تو میں بدقسمت کیوں ہونے لگی میں تو بڑی خوش قسمت ہوں کہ ایسے بزرگ ولی اللہ کے پلے سے بندھی ہوں میری برابر کوئی کیا ہوگی بدقسمت تم ہو کہ [illegible] بری عورت [illegible] اللہ کی بندی [illegible] زبان دراز تھی مگر [illegible] خود کو بدقسمت بتا کر چھوڑا مگر اس بدتمیزی میں بھی اتنا [illegible] ہے کہ ان کو بزرگ [illegible] سمجھتی [illegible] بعضے وقت [illegible] تجربہ سے [illegible] کہ [illegible] محبت نہیں ہوتی ہے [illegible] کہ زبان کو قابو میں نہیں رکھ سکتیں اور اس میں قصور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بدگہر را علم و فن آموختن
دادن تیغ است دست راہزن

دیکھئے تلوار مفید اور ضروری چیز ہے مگر نہ ہر شخص کے لئے بلکہ صرف اُس شخص کے لئے جس میں قوت ہو اور اُس کو چلانا آتا ہو ورنہ نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنے ہی ہاتھ پیر کاٹ لے گا۔ اگر کوئی یہ سمجھ کر کہ تلوار مفید چیز ہے فوراً بچہ کے سامنے رکھ دے، تو عجب نہیں کہ اُس کا گلا ہی کٹ جائے۔ اِسی طرح یہ قاعدہ کلیہ صحیح نہیں رہا کہ ہر علم مفید ہے۔ نہ ہر علم مُفید ہے اور نہ ہر شخص میں ہر علم کے سیکھنے کرنے کا حوصلہ ہے۔ جامعیتِ علوم مردوں کا حوصلہ ہے عورتوں کو اُس کی ترغیب دینا حوصلہ سے باہر بات کرنا ہے اِس جامعیت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو صفات عورتوں میں ہونی چاہئیں وہ بھی باقی نہیں رہیں گی چنانچہ رات دن اس کا تجربہ ہوتا جاتا ہے مجھ سے ریل میں ایک انگریز صاحب نے اپنے تجربہ کی بنا پر کہا تھا کہ انگلینڈ میں یہ تجویز پاس کی ہے کہ عورتوں کو جمیع معقولات و منقولات نہیں پڑھانا چاہئیے معقولات تو صرف مردوں ہی کو پڑھانا چاہئیے، عورتوں کو صرف منقولات پڑھانا چاہئیے دیکھئے تعلیم جدید کی خرابیاں اب اُن لوگوں کو بھی محسوس ہونے لگی ہیں جو اس کے بانی بلکہ موجد تھے وہ انگریز صاحب کہتے تھے کہ تاریخ اور جغرافیہ عورتوں کو کچھ نفع نہیں۔ آجکل کے نوجوانوں پر عمل درآمد کا قول تو حجت نہیں ہے مگر ایسے لوگوں کا قول ضرور حجت ہے جو اُن ہی کے ہم خیال تھے اور تجربہ کے بعد دوسری رائے قائم کرنے پر مجبور ہوئے اور درحقیقت یہ ٹھیک ہے کہ مرد تو تمام علوم کے جامع ہو سکتے ہیں عورتیں نہیں ہو سکتیں۔ جامعیت کے لئے بڑے حوصلہ کی ضرورت ہے جو عورتوں میں نہیں ہے کیونکہ اُن میں عقل کا بیشتر حصہ ہے۔ آزادی کا زمانہ ہے، ہر ایک خود مختار بننا چاہتا ہے

عورتیں کسی بات میں مردوں سے پیچھے رہنا نہیں چاہتیں، علم و فن کی تکمیل کرنا چاہتی ہیں تصنیفیں کرتی ہیں اخبارات میں مضامین لکھتی ہیں چنانچہ ان ہی دنوں ایک کتاب میرے پاس بھی رائے لینے کے لئے آئی تھی، اس میں اس قسم کے مضامین تھے کہ اوّل تو مسلمانوں کی شکایت تھی کہ یہ کسی قسم کی ترقی نہیں کرتے نہ دین کی نہ دُنیا کی (دین کا نام تو برائے نام لیا جاتا ہے مقصود یہ ہے کہ دنیا کی ترقی نہیں کرتے)، قوم کی قوم پستی میں جا پڑی ہے، مسلم خواتین دوسری قوموں کی نظر میں نہایت حقیر ہو رہی ہیں اور حقیر بن کر رہنا اسلامی حمیت کے خلاف ہے اس کے بعد اس کتاب میں لکھا ہے کہ آجکل کے مسلمان ہاتھ پیر تو بالکل نہیں ہلاتے نہ لکھتے ہیں نہ پڑھتے ہیں نہ کماتے ہیں جب ان سے کوئی کام کو کہا جاتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ بے تقدیر کے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور جب پریشان ہوتے ہیں تو وظیفے پڑھتے ہیں، دعائیں مانگتے ہیں، پھر اس دعا کے مضمون کے بعد لکھا ہے کہ اللہ میاں کہتے ہیں کہ بھائی مجھے اور بھی کوئی کام ہے یا تمہاری ہی سنتا رہوں تم تو ہر وقت دعا ہی مانگتے رہتے ہو مجھ سے، تم کو تو ہاتھ پاؤں دیدیئے ہیں ان کو ہلاؤ، اُٹھو، سعی کرو، اپنا کام کرو، مجھے کیوں ستاتے جاتے ہو نعوذ باللہ !

گویا یہ بی بی اللہ میاں کے یہاں کی بیٹھک رہی ہیں کہ اللہ میاں نے ان سے یہی کہا تھا جو انہوں نے لکھ دی ہیں پھر ان کے ذریعہ سے دوسروں کو پہنچاتی ہیں، کیا کوئی مسلمان ایسی کتب سے واقفیت راسخ کر سکتا ہے اور آجکل یہ شہرت کرنے کی ایک آسان ترکیب ہے کہ ہمارے پاس ایسی کتابیں بھیجی جاتی ہیں۔ اور ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر اس میں کوئی غلطی ہو تو اس کی اصلاح کر دی جائے مگر اصلاح تو مقصود ہوتی نہیں مقصود شہرت ہے اصلی غرض یہ ہے کہ ان پر تقریظ لکھ دی جائے تاکہ زیادہ اشاعت ہو سکے چنانچہ بعض اخبارات میں

[illegible]

دلا را مے کہ داری دل درو بند
دگر چشم از ہمہ عالم فرو بند

بلکہ قرآن مجید کے اندر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ بعض مردوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کریں جس سے نفرت پائی جائے نہ کہ محبت و انسیت استغفر اللہ اس کو لوگوں نے تہذیب سمجھ لیا ہے۔

عورت کی تہذیب

حالانکہ عورت کے لئے تہذیب یہی ہے کہ غیر آدمی سے روکھی برتاؤ کرے افسوس ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا حق تعالیٰ تو یوں فرماتے ہیں:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

یعنی کسی سے نرم لہجہ سے بات نہ کرو دیکھئے اس آیت کے مخاطب وہ عورتیں ہیں جو مسلمانوں کی مائیں تھیں یعنی ازواج مطہرات جن کی طرف کسی کی بُری نیت جا ہی نہیں سکتی تھی مگر ان کے لئے بھی یہ سخت انتظام کیا گیا تو دوسری عورتیں تو کس شمار میں ہیں چنانچہ اس کے شروع ہی میں یہ لفظ موجود ہے لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ یعنی تم اور عورتوں جیسی نہیں ہو بلکہ اوروں سے افضل ہو پھر بھی فرماتے ہیں کہ مردوں کے ساتھ نرم لہجہ سے بات مت کرو جب بات کرنا ہو تو خشک لہجہ سے کرو جس سے معلوم ہو کہ بڑی کڑوی اور تیز مزاج ہیں تاکہ اجنبی بھی [illegible] کر چلا جائے نہ یہ کہ نرمی سے گفتگو کرو کہ [illegible] محبت کا شکریہ ادا کرتی ہوں مجھے جناب کے الطاف و [illegible] سے [illegible] ہے جیسا کہ آجکل کے رسالوں میں عورتوں کے مضامین لکھتے ہیں یہ [illegible] تو کل ہیں آفت ہیں طرح طرح کے مفاسد اس پر مرتب ہوتے ہیں [illegible] یہ کہہ دیتے ہیں کہ صاحب نتیجہ کیا فساد ہوا [illegible]

جیسے کہ اول تو فساد موجود ہے اور اگر تم کو نظر نہیں آتا تو ممکن ہے کہ بہت قریب آ گیا ہو کہ یہ ابھی کچھ رنگ ہونے کا اسوقت سب کو معلوم ہوگا اور مجھ کو اسوقت معلوم ہو رہا ہے جیسے کہ کہا ہے

من از آن حسن روز افزون که یوسف داشت دانستم
که عشق از پردهٔ عصمت برون آرد زلیخا را

اس لئے شروع ہی میں کہہ جاتے ہیں کہ یہ چیز کسی وقت میں رنگ لاتی ہے اور اسکی دلیل بھی خود اس آیت ہی میں موجود ہے کہ فلا تخضعن بالقول کے بعد حق تعالیٰ اسکی وجہ فرماتے ہیں فیطمع الذی فی قلبہ مرض کہ اگر خضوع فی القول کرو گی تو جس کے دل میں روگ ہے اس کے دل میں طمع پیدا ہوگا اور وہ تمہاری طرف سے سمجھیگا کہ یہاں دال گل سکتی ہے پھر وہ اسکی تدبیر اختیار کریگا دیکھئے خود حق تعالیٰ اسکی طرف اشارہ فرماتے ہیں پھر کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اس اثر کا انکار کرے میں اپنی طرف سے تھوڑا ہی کہہ رہا ہوں بلکہ خود قرآن صاف بتاتا ہے کہ عورتوں کا مردوں سے نرم گفتگو کرنا یہ اثر رکھتا ہے کہ انکے دلوں میں طمع پیدا ہوتی ہے پھر اس پر بس نہیں کیا بلکہ اس کے بعد یہ حکم بھی ہے وقلن قولا معروفا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب بات کرو تو ایسی بات کرو جس کو شریعت میں اچھا مانا گیا ہو ایک ترجمہ یہ ہے ضرورت کے موافق بات کرو کیونکہ شریعت اس کو کسی کے سامنے پسند نہیں کرتی شریعت نے لوگوں کو پسند کیا ہے دوسرے یہ کہ بات کرو جو کہ کوئی بات ناگوار منہ سے نہ نکل جاوے مختصر ترجمہ یہ ہے کہ معقول بات کرو جو کہ معقول بات کہو معقول بات وہی ہوتی ہے جس سے کوئی برا نتیجہ پیدا نہ ہو جب غیر محرم کی

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

کریں۔ اوّل تو عورتوں کو بڑوں سے بولنا ہی نہیں چاہیئے۔ مگر بضرورت بولنا ہو تو [illegible] بہتر یہ ہے کہ نرمی سے گفتگو ہو تاکہ دوسرے کے دل میں کشش اور میلان پیدا ہو۔ اور یہ طریقہ عورتوں کے لئے علاوہ شرعی حکم ہونے کے بھی بڑی بات ہے۔ افسوس ہے کہ ایک فرقہ ایسی خصلت کو قصداً [illegible] رہا ہے۔ دیہات میں [illegible] کہ جس وقت کسی سے کوئی خطاب کیجئے تو وہ منہ پھیر کر اوّل تو غصے سے جواب دیتی ہے مثلاً راستہ پوچھئے تو [illegible] کر بتا دے گی [illegible] اگر بولنا ہی پڑے تو بہت تھوڑے سے لفظوں میں مطلب کو ادا [illegible] بضرورت سے زیادہ الفاظ نہ [illegible] کوئی زبردستی بات کرتا ہے [illegible] کے سبب [illegible] ان کے فرق و عادات [illegible] بدل جاتی ہیں۔

[illegible] عورت کے لئے [illegible] ہے اور اس کے آثار ان [illegible] پر زوال حیا کے اسباب [illegible] عورت کے لئے [illegible] کوئی ایسی بات [illegible] افسوس ہے [illegible]

چاہیئے الغرض مختصر طور پر یہ اثر اسی نئی تعلیم کا ہے اس لئے یہ تعلیم تعلیم نہیں بلکہ جہل ہے اور عورتوں کے لئے تو نہایت ہی مضر ہے۔ عورتوں کے لئے تعلیم کا وقت بچپن کا وقت ہے مگر آجکل شہروں میں بچپن ہی سے لڑکیوں کو نئی تعلیم دی جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ اسی تعلیم کے آثار و نتائج اُن کی رگ و پے میں سرایت کر جاتے ہیں پھر دوسری کوئی تعلیم اُن پر اثر کرتی ہی نہیں۔ لڑکیوں کی مثال بالکل کچی نرم لکڑی کی سی ہے اُس کو جس صورت پر تم خم کر کے سکھا دو گے تمام عمر ویسی ہی رہے گی۔ جب بچپن ہی سے نئی تعلیم دی گئی نئے اخلاق سکھائے گئے نئی وضع نئی قطع نیا طرز معاشرت اُن کی نظروں میں رہا تو وہ اُسی میں پختہ ہو گئیں۔ بڑی ہو کر اُن کی اصلاح کسی طرح نہیں ہو سکتی۔ بس ضرورت ہے کہ بچیوں کو بجائے نئی تعلیم کے پرانی تعلیم دیجئے تاکہ وہ تعلیم اُن کی رگ و پے میں رچ جائے پھر آپ دیکھیں گے کہ کیا اثر ہوتا ہے۔ باقی یہ سلسلہ شعر و دیوان کا جیسا کہ ادھر ہوں گی بعض جگہ ہم نے دیکھا ہے کہ لڑکیوں کو اشعار یاد کرائے جاتے ہیں وہ اُن کو گاتی ہیں اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تصوف کے اشعار ہیں جن سے اخلاق کی درستی ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں تصوف بیشک ایسی ہی چیز ہے تصوف سر سبزی کی جان ہے مگر اشعار کا نام تصوف نہیں ہے نفس کے ساتھ اُس کو کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ تصوف نام ہے درستی ظاہر و باطن کا تو کیا ظاہر و باطن کی درستی نظم ہی سے ہو سکتی ہے نثر سے نہیں ہو سکتی بلکہ میں کہتا ہوں کہ درستی اخلاق نثر ہی سے ہو سکتی ہے نظم سے نہیں ہو سکتی کیونکہ صوفیہ نے تو مجاہدہ و ریاضت سے نفس و جسم میں ترک لذات کرنا پڑتا ہے اور شعر و شاعری و نغمہ و غناء بالکل لذات میں داخل ہے اس سے اصلاح کیا ہو گی بلکہ تصوف کا مقصد فوت ہو جاتا ہے

دیوان حافظ پڑھنے کا نہیں ہے صرف یہ دیکھ کر کہ یہ شعر دیوان حافظ کا ہے۔ یہ سمجھ لینا کہ اس کا پڑھنا داخل تصوف ہے اور یہ کسی حال میں مضر نہیں ہو سکتا محض غلطی ہے کیونکہ ان حضرات کے اشعار سب کو مفید نہیں ہوتے بلکہ بہت سے لوگوں کو مضر ہوتے ہیں یہ لوگ اہل حال تھے اُن کے حال کا اثر اُن کے کلام میں بھی موجود ہے ، اور ہر شخص اُس دولت کا تحمل نہیں کر سکتا خاص کر عورتیں کیونکہ یہ ضعیف القلب ہوتی ہیں ان پر تو اندیشہ ہے کہ اگر کوئی ایسی حالت غالب ہو گئی تو بیمار ہو جائیں گی۔ تصوف تو عورتوں کو ان اشعار سے کیا حاصل ہوتا البتہ بد دینی بھی ہو جاتی ہے۔ غرض شعر اشعار کا پڑھنا پڑھانا۔ عورتوں کے لئے ٹھیک نہیں بلکہ بہتر ہے عورتوں کے لئے تو بس ایسی کتابیں مناسب ہیں جن سے خدا کا خوف جنت کا شوق ——— دوزخ سے ڈر پیدا ہو اس کا اثر عورتوں پر بہت اچھا ہوتا ہے اب اس تعلیم کو تو لوگوں نے چھوڑ دیا اور وہ تعلیم اختیار کر لی جو مضر ہے جو تعلیم مفید اور ضروری تھی اُس کی تو کمی ہوتی جاتی ہے بلکہ ناپید ہوتی جاتی ہے۔ اُس تعلیم کے نہ ہونے کے یہ نتائج ہیں کہ عورتوں کے اخلاق دُرست نہیں ہوتے اور باوجودیکہ ان میں محبت اور جاں نثاری اور ایثار کا مادہ بہت زیادہ ہے پھر بھی خدمت ان کی نہیں بنتی کیونکہ مذہبی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے اُن میں پھوہڑپن اور بے باکی ہوتی ہے کہ جو کچھ زبان پر آ جائے بے دھڑک بک ڈالتی ہیں جس سے شوہر کو تکلیف پہنچتی ہے اور خانہ جنگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ زندگی تلخ ہو جاتی ہے اس لئے میں کہتا ہوں کہ عورتوں کو وہ تعلیم جس کو پرانی تعلیم کہا جاتا ہے اور دینی تعلیم کہلاتی ہے بقدر کفایت ضرور دینا چاہئے جس سے اُن کی آخرت اور دنیا سب دُرست ہو جائے عقائد صحیح ہوں عادات دُرست

ہوں معاملات صاف ہوں اخلاق پاکیزہ ہوں پھر یہ دیکھیں معاشرت کیسے بنتی نہیں ہوتی معاملات کی صفائی ہی کا بیان ہو رہا تھا جس پر اتنا مضمون بڑھ گیا بیان یہ تھا کہ گھروں کے اندر بہت گڑبڑ میں رہتی ہیں جس سے معاشرت خراب اور زندگی وبال جان ہوتی ہے آپس میں رنجشیں ہوتی ہیں اور آخرت بھی برباد ہوتی ہے کیونکہ اہل حقوق کے حقوق تلف ہوتے ہیں جس پر آخرت میں سخت ہے

فہمِ واعظ

عورتوں میں جو واعظ وعظ کہنے کے لئے پہنچتے ہیں وہ بھی ضروریات کی قسم معاملات کی صفائی اور گھر کے سامان میں گڑبڑ میں نہ ہونے کی تعلیم نہیں کرتے بس وعظ کہا تو وہی حدیث یاد ہے یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِیِّکُنَّ بس ان کو چندہ دے دو چاہے کسی کا مال ہو اور اس حدیث میں سے بھی صرف تَصَدَّقْنَ کا لفظ ان کا مطمح نظر ہوتا ہے مگر آگے مِنْ حُلِیِّکُنَّ بھی موجود ہے جس کا مطلب میں نے ابھی بیان کیا کہ اپنے ملک زیور سے دو اور اگر یہ مضمون بیان کرتا کہ سب میں ہے وہ عورت کے ملک کا تصرف ہوتے تھے مگر ہمارے یہاں الٹی کر رہے ہیں خود ان کے زیور میں بھی شبہ ہے کہ انکا ہے یا شوہر کی شرکت کا سو واعظوں کا یہ طرز عمل ایسا ہی ہے جیسا کسی نے ایک شخص سے پوچھا کہ تمہیں قرآن شریف کی کون آیت سب سے زیادہ پسند ہے کہا کُلُوْا وَاشْرَبُوْا کہا دعا کون سی پسند ہے کہا رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ـــــ

یعنی اے اللہ لگا لگایا خوان کھانے کا اتار دیجئے کہ ہم کو کچھ بھی نہ پکانا نہ کرنا پڑے۔ اس شخص کو اپنے مطلب ہی کی آیت اور مطلب ہی کی دعا یاد تھی ایسے ہی ہمارے واعظ صاحبان کو بھی اپنے مطلب کی ایک ہی حدیث

پڑا ہے یہ دن [illegible] اندر سے تمام نقدی بے گنے خیرات کر دو اور زیور بیچ کر
[illegible] دو چنانچہ [illegible] اور دو [illegible] جب [illegible] دو [illegible] بست [illegible]
کر اپنی بی بی [illegible] اور ان کا دنیا [illegible] نہ رہا اور اہل ثروت
چنانچہ وہ [illegible] سے پیش [illegible] کر [illegible] کے لئے
نہیں [illegible] کے لئے [illegible] کی آنکھوں سے [illegible] ہیں وہ انہوں کا بیان ہے
پیش دار ہوتا ہے جب [illegible] بہت [illegible] چنانچہ ایک
تھا جب زیور تمام سارا کم ہو گیا صرف فرش باقی تھا تو ایک بزرگ
[illegible] دنیا کی [illegible] کی اول تو مسجد [illegible] فضائل میں
کے بعد [illegible] اس وقت [illegible] وظیفہ [illegible] جس کی قیمت
تو بہت خوب تھا آنحضرت [illegible] فرمایا کہ افسوس ہے کہ [illegible]
مگر [illegible] کی قیمت ہے [illegible] واقف نہیں ان کو
کیا خبر کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے کیا دولتیں لٹ رہی ہیں واقعی بہت افسوس
ہوا کہ [illegible] اس قدر [illegible] نہ ہو سکتی جب [illegible] خلوص [illegible] دیکھ
کر جو قلب پر رنج و حسرت کا کوئی اثر ہو چکا تو آپ فرماتے ہیں کہ اتنی خوب
یاد آیا میاں ابھی فرش تو باقی ہی ہے ورنہ مسجد میں اعلیٰ چیز فرش ہی تو ہے ۔
فرش [illegible] زینت ہوتی ہے اور دیوار پر [illegible] بھی ہوتی ہے واقعی
[illegible] فرش [illegible] کہ اصل چیز آنسو کے [illegible]
[illegible] ورنہ چیز اگر فرش [illegible] دیا تو کیسے
[illegible] ہوا کہ [illegible] فرشتے ان کی [illegible]
[illegible] کر [illegible] بندوں کی نمازیں
[illegible] نمازیں [illegible] پردہ [illegible] سے [illegible] کی

آواز آنے لگی کسی نے پازیب اُتار کر پھینکی کسی نے جھومر اور کسی نے نولکھا ہار بندۂ خدا نے ایک شاعرانہ جملہ میں ہزاروں روپیہ کا زیور لے لیا جب یہ ترکیبیں لینا نہیں یہ تو پالیسی ہے شرافت نے ہم کو پالیسی کی اجازت کی ہے حدود کے اندر رہنے کا حکم دیا ہے خود تو جنت آئے یا نہ آئے اس طرح ایک واعظ صاحب کا قصہ ہے کہ اُن کے وعظ میں ایک عورت نے اپنی ایک بالی اتار دی تو واعظ نے کہا کہ ایک پاؤں تو جنت میں گیا ایک پاؤں دوزخ میں تھا اس خیال آگیا کہ یہ کیسی ترکیبیں کرتے ہیں اُس بیچاری نے دوسری بھی دے دی واعظ کو آگے کچھ نہ سوجھی ورنہ یوں کہہ دیتے کہ افسوس تم دوزخ میں گئیں لیکن پھر تم جنت کے باہر ہی رہ جاتیں یہ ہوتا کہ ساری عورتیں بدن کا زیور سب اُتار کر اُن کے حوالہ کر دیتیں عورتیں اکثر بھولی بھالی اور ہوتی ہیں واعظ صاحب جو کچھ کہیں وہ اس کو اللہ میاں کا حکم سمجھ لیتی ہیں اور اس کی تعمیل کرنے کو تیار ہو جاتی ہیں ہم تو ان ترکیبوں کو بالکل ناجائز سمجھتے ہیں اگر خدا کا کام کرنے کو کہتے ہو تو اسی طرح کام کرو جس طرح خدا نے بتایا ہے کہ نہ کسی پر بار ڈالو نہ پالیسی سے کام لو جس بات کی ضرورت ہے اللہ واسطے ضرورت کو بیان کر دو پھر اگر وہ کام واقعی خدا کا ہے تو لوگ خود بخود مدد کریں گے اور اگر تمہارا کام نہیں یا خدا کے واسطے نہیں بلکہ محض اپنے نفس کی خواہش اور ہوس ہے تو اس کا پورا نہ ہونا ہی اچھا ہے اور اگر کسی کو ترکیب ہی کرنا ہو تو اس کے لئے حدیث و قرآن کو ذریعہ نہ بنائے یہ بہت ہی بُری بات ہے ترکیبوں کے لئے قرآن و حدیث سے کام لینا۔

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چوں دگراں قرآں را

اگر ناجائز کام کرنا ہی ہے تو ناجائز طریقے سے کرو، دین کو اس کے لئے ذریعہ کیوں بناتے ہو؟

بیان ترغیب

ترغیب: واعظوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ اگر ان کو اپنا کوئی مطلب نکالنا ہوتا ہے تو لوگوں کو عذاب سے ڈراتے دھمکاتے ہیں اور ترکیبوں سے جو کچھ ہو سکتا ہے ان سے وصول کرتے ہیں اور اگر کسی وقت کوئی مطلب نکالنا نہیں ہوتا تو ایسے مضامین بیان کرتے ہیں جس سے وہ غریب مایوس ہو جائیں ہم نے [illegible] واعظوں کو وعظ [illegible] کہ خدا تعالیٰ کی رحمت کی کچھ امید [illegible] باقی ہے [illegible] ایسی [illegible] کہ ادھر [illegible] بعد اس کے [illegible] عمل شروع ہو گیا کہ اسے [illegible] اور [illegible] کہ [illegible] اس کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] خوف اس قدر [illegible] جاتا ہے کہ [illegible] کہ ہم دوزخ [illegible] کیا [illegible] اسی حال میں [illegible] آپ نے دیکھا [illegible] بار بار [illegible] ہو جاتا ہے پھر وہ [illegible] ترغیب کے مضامین بیان [illegible] کیا جاتا ہے [illegible] یہ ہے کہ جہاں ترہیب کی ضرورت ہے وہاں ترہیب [illegible] ہے اسی لئے قرآن مجید میں ترغیب ترہیب [illegible] آیت [illegible] اسی لئے اختیار کی ہے کہ انہیں [illegible] کے لئے ترغیب ضروری ہے۔

ضرورت عمل

چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ
عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ

میں اوپر لکھ چکا ہوں کہ اس وقت تصویر کا صرف یہی رخ ظاہر کرنا ہے جس پر من ذکر او انثیٰ کا لفظ دال ہے اور اسی غرض کو بیان کرنا مقصود ہے۔ فرماتا ہے کسی کام کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کروں گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ [illegible] یہاں یہ بات ظاہر کرنی ہے یہ نہیں کہ عورت کے عورت ہونے کی وجہ سے کوئی عمل رد ہو جائے اور نہ یہ کہ مرد ہونے کی وجہ سے کوئی عمل مقبول ہو جائے۔ دوسری آیت میں فرماتا ہے

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ
حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

یعنی جو کوئی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اس کو حیات طیبہ نصیب کریں گے اور اُس کو جزا دیں گے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اصول کا تو یہ ہے کہ جن آیات میں کوئی تخصیص عورت یا مرد کی نہیں ہوتی اُن کا مضمون مردوں اور عورتوں سب کو عام ہوتا ہے۔ اس لئے اس تصریح کی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت۔ پھر جو ان میں الفاظ من ذکر او انثیٰ کے رکھے گئے ہیں اس کی وجہ شان نزول سے پتا لگتا ہے۔ شان نزول حسب روایت ترمذی یہ ہے کہ حضرت ام سلمہؓ نے ایک دفعہ بطور حسرت کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ قرآن شریف میں عورتوں کا ذکر کہیں نہیں آتا اُن کی خاطر سے حق تعالیٰ نے بعض آیات میں صراحۃً عورتوں کا ذکر فرما دیا تاکہ یہ حسرت نہ رہے کہ عورتوں

ہم کو یاد نہیں فرماتے۔ دیکھو عورتوں کی نظر اللہ میاں کی کس قدر عظمت و وجود ضرورت نہ سمجھنے کے اس بیچ کے ساتھ عورتوں کا ذکر بھی کر دیا اسکی قدر ہم کو اس وجہ سے نہیں کہ جب سے ہوش سنبھالا قرآن سنا تو اس میں بہت جگہ ایسے الفاظ سنے جو عورتوں کی شان میں ہیں بس سنتے سنتے مساوات ہو گئی۔ اب جب ایسی آیتیں پڑھتے ہیں تو کوئی نئی بات نہیں معلوم ہوتی اس کی قدر ان عورتوں کے دل سے پوچھو جن کو یہ حسرت ہو چکی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمارا ذکر نہیں فرماتے پھر ان کی حسرت کو حق تعالیٰ نے پورا کیا یہ آیتیں قرآن میں پڑھ کر دوبارہ ذکر پاتی تھیں اس سے ان کا دل بڑھا ہوگا اور یہ خیال ہوتا ہوگا کہ کیا ہم حق تعالیٰ کے نزدیک کسی شمار میں بھی نہیں جو کہیں ہمارا ذکر نہیں فرماتے۔ اب سوچئے کہ جس وقت ان کے موافق قرآن میں الفاظ نازل ہوں گے تو ان کا کیا حال ہوا ہوگا۔ اس کا لطف ذرا کوئی کب سمجھ سکتا ہے۔

جوشِ محبت

ایک حدیث میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی روایت آئی ہے کہ آپ سے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ تم کو سورہ لم یکن پڑھ کر سناؤں۔ یہ سن کر ان کو بڑا تعجب ہوا اور عرض کیا اللہ سمّانی یعنی کیا اللہ میاں نے میرا نام لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام لیا۔ اس وقت جو حالت ان کی ہوئی ہوگی سمجھ سکتے ہو کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیام سنایا ہوگا۔ اگر ان کو شادی مرگ ہو جاتی تو تعجب نہ تھا۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ اَللّٰہُ سَمَّاکَ لِیْ یعنی ہاں اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام لے کر فرمایا بس یہ سن کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے اس حالت کا اندازہ کوئی کیا کر سکتا ہے اور یہ کہ پھر رونا کس لئے تھا۔ حضرت

یہ رونا رشک کا تھا نہ رنج کا تھا بلکہ محض عشق کا تھا اس کی تحقیق میں بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ خوشی کا رونا تھا مگر یہ بات نہیں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ یہ رونا محبت کے جوش کا تھا کہ ان کو یہ خیال ہوا کہ مجھ میں اس قدر کہاں تھا کہ آپ میرا نام لیں اس خیال سے محبت کا جوش آگیا اور گریہ طاری ہوا حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایک مثال کے پیرایہ میں اس کیفیت کو ذکر کیا ہے فرماتے ہیں ؎

بلبلی برگ گلی خوش رنگ در منقار داشت
واندر آں برگ و نوا خوش نالہائے زار داشت

یعنی ایک بلبل پھول کی پنکھڑی چونچ میں لئے ہوئے بہت گریہ و زاری
کر رہا تھا ؎

گفتمش در عین وصل ایں نالہ و فریاد چیست
گفت ما را جلوۂ معشوق در ایں کار داشت

یعنی میں نے اس سے کہا کہ تجھے تو اس وقت وصل میسر ہے پھر نالہ و فریاد کیوں کرتا ہے یہ تو خوشی کا وقت ہے حقیقت میں بلبل نے کیا اچھا جواب دیا کہ جلوۂ معشوق کا اثر یہی ہے کہ نالہ و فریاد ہو [illegible] کی تجلی کے نور کا اثر یہی ہے کہتے ہیں ؎

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

کہ اے صاحب ایسے وقت میں کہ محبوب خود اپنے گھر آئے [illegible] بات یہ ہے کہ [illegible] تجھ جیسا [illegible] بار [illegible] کہ ہم اور ہمارا گھر اس قابل کہاں تھا کہ وہ تشریف لائیں اس وقت حیرت

کہ کبھی اپنے آپکو دیکھتا ہے اور کبھی گھر کو اور سمجھتا ہے کہ میں اور میرا گھر تو اس قابل تھا نہیں کہ یہ دولت نصیب ہو اسی کا نام تحیر ہے اسی طرح وہ بلبل عین وصال کے وقت تحیر میں تھا یہی حالت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر طاری ہوئی یہ جوشش محبت تھا انکی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ میں اس قابل ہوں کہ خدا تعالیٰ میرا نام لیں واقعی وجد کی بات ہے، چنانچہ اُن پر وجد طاری ہوا اور رونے لگے، محبوب کی مجلس میں عاشق کا ذکر ہی آجاوے تو وجد کے لئے کافی ہے، ایک صاحب فرماتے ہیں ؎

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

غرض اسوقت اس لفظ انخ ـــــ کی اس لئے قدر نہیں محسوس ہوتی کہ تمام عمر سے ہمیں قرآن میں یہ لفظ موجود ملا ہے اسکی قدر اُن سے پوچھنی چاہئے جن کی حسرت و تمنا کے بعد یہ لفظ نازل ہوا اسکی ایسی مثال ہے جیسے ایک عاشق کو محبوب کے دربار کے قریب تک پہنچنے کا موقع تو ملتا ہے مگر محبوب کبھی اسکی طرف توجہ نہیں کرتا دوسروں سے ہی بات چیت کرتا رہتا ہے اور یہ اسی حسرت میں گھلا جاتا ہے کہ افسوس میرا نام بھی تو کبھی اُس کی زبان پر نہیں آتا اُس نے کسی خاص مقرب بارگاہ سے اپنی حسرت کو ظاہر کیا اُس نے محبوب کے کان تک بات پہنچا دی دوسرے وقت محبوب نے مجلس میں کوئی چیز مثلاً پان تقسیم کئے اور خادم سے کہا کہ سب صاحبوں کو پان دیدو اور فلاں صاحب کے ضرور دینا عاشق کا نام لیکر کہا تو آپ اندازہ کیجئے کہ اسوقت اس عاشق کی کیا حالت ہوگی یقیناً اس کو وجد آجاوے گا اور ناچتا پھرے گا مگر دوسرے حاضرین مجلس کے نزدیک یہ بات کچھ بھی نہ ہوگی وجہ یہ ہے کہ اسکو بڑی تمنا کے بعد یہ دولت نصیب ہوئی ہے اور دوسروں کو بلا تمنا کے نصیب تھی۔

عورتیں اور قرآن مجید

[illegible]

[illegible] کہ [illegible] عورتوں کو مردوں کے
[illegible] مساوات نہیں [illegible] کہ اس زمانہ کے [illegible]
[illegible]

مسئلہ مساوات مرد و زن

وہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ [illegible] ہے کہ ایک شخص کو دوسرے شخص [illegible]

[illegible] کی بات ہے [illegible]
[illegible] اور پاؤں کی
[illegible]

[illegible]

ہوتی ہے اور جس میں عقل کم ہو اس سے ہر کام میں غلطی کرنے کا احتمال ہے لہٰذا اس کے واسطے سلامتی اسی میں ہے کہ وہ زیادہ عقل والے کا تابع ہو، اسی واسطے حق تعالیٰ نے مردوں کو ان پر حاکم بنایا چنانچہ فرماتے ہیں:

الرجال قوامون علی النساء

تاکہ ان کے کام سب انکی نگرانی میں ہوں اور غلطی سے حفاظت رہے اس کا نام سختی نہیں ہے بلکہ یہ تو عین عدل و حکمت و شفقت ہے دیکھو بچے ناقص العقل ہوتے ہیں اب اگر ان کو خودسر بنا دیا جاوے اور وہ کسی کے تابع ہو کر نہ رہیں تو اس کا کیا انجام ہوگا؟ پس یہ حق تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے کہ عورتوں کو خودسر نہیں بنایا ورنہ ان کا کوئی کام بھی درست نہ ہوتا دین اور دنیا سب کاموں میں ان سے غلطیاں ہوا کرتیں خودسری میں بڑی مصیبت ہے حق تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

واعلموا ان فیکم رسول اللہ لو یطیعکم فی کثیر من الامر لعنتم۔

یعنی خوب سمجھ لو اے مسلمانو کہ تمہارے پاس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ اگر بہت سی باتوں میں یہ تمہارا کہنا مانتے تو تم بڑی مصیبت میں پڑ جاتے مطلب یہ ہے کہ تم کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع ہو کر رہنا چاہئے نہ یہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے تابع ہوں اگر ایسا ہوتا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے تابع ہوتے تو تم مصیبت میں پڑ جاتے معلوم ہوا کہ عزت اور سلامتی اسی میں ہے کہ چھوٹا بڑے کا اور ناقص العقل کامل کا تابع ہو کر رہے خودسری کرنے کی بات نہیں ہے۔ کہ آیت میں یہ نہیں فرمایا اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے تابع ہو کر رہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دقت پہنچے گی بلکہ یہ فرمایا کہ خود تم مصیبت میں پڑ جاتے۔ معلوم ہوا ——— کہ چھوٹے کو بڑے کا تابع ہو کر

حقوق والد و پیر

اسی طرح مردوں میں مشہور ہے کہ باپ کا رتبہ اتنا
نہیں جتنا پیر کا رتبہ ہے اسپر اُن کے پاس کوئی
شرعی دلیل نہیں محض قیاس ہے جس کے مقدمات یہ ہیں کہ باپ سے
تو جسمانی فیض ہوا ہے اور پیر سے روحانی فیض ہوا تو اس کا رتبہ بھی باپ
سے زیادہ ہونا چاہیئے جس سے جسمانی فیض ہوا ہو ان میں سے یہ مقدمہ تو
ہے کہ پیر روحانی باپ ہے مگر یہ مقدمہ مسلّم نہیں کہ روحانی باپ کا رتبہ جسمانی
باپ سے زیادہ ہے اس واسطے کہ شریعت میں باپ کے حقوق جو مقرر ہیں
اُن کو سب جانتے ہیں اور یہ حقوق اسی کے ہیں جس کو عرفاً باپ کہتے
ہیں پس بدون حکم شرعی محض تخمینی مقدمات سے فضیلت کا حکم کرنا کیسے
صحیح ہے اصل بات صرف اتنی ہے کہ باپ حقیقتہً باپ ہے وہ دنیا
کے باپ ہے اور پیر باعتبار دین کے باپ کہا جاتا ہے پس حقیقی باپ کی
طرف دنیا کے حقوق راجع ہوتے ہیں اور پیر کی طرف دین کے حقوق راجع ہوتے ہیں
ان میں خلط ملط کر دینے سے غلطی پیدا ہوتی ہے

اب فیصلہ یہ ہے کہ دنیاوی باتوں میں باپ کا حکم مقدم ہے اور دینی باتوں
میں پیر کا۔ اگر پیر دین کی کسی بات کا حکم کرے اور باپ اُس سے منع کرے
تو ترجیح پیر کے حکم کو ہوگی مثلاً پیر کہتا ہے کہ اسوقت نماز نفل پڑھو اور باپ
کہتا ہے کہ یہ وقت دنیا کے فلاں کام کا ہے اُس میں حرج ہوگا
نماز مت پڑھو تو پیر کا حکم مقدم ہوگا۔ اور حقیقت میں تو یہ پیر کا حکم نہ
کہا جاوے یہ تو خدا کا حکم ہے پیر تو صرف بتانے والا ہے اور ہر شخص جانتا ہے
خدا کا حکم سب کے حکموں سے مقدم ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ تقریر اُن امور
میں ہوگی جو خدا تعالیٰ کا حکم ہیں یعنی ضروری ہیں اور نوافل وغیرہ جو ضروری نہیں
اُن میں باپ کی اطاعت پیر سے مقدم ہے کیونکہ نوافل میں جو ثواب ہے [illegible]

نہیں کیونکہ مرغوب فیہ نہیں اور اگر پیر یہ کہتا ہے کہ فلاں جگہ شادی کر لو اور باپ کہتا ہے کہ وہاں شادی مت کرو تو اس صورت میں باپ کا حکم مقدم ہوگا۔ غرض حد سے تجاوز مت کرو ہر چیز کو اس کے درجہ میں رکھو افراط تفریط کر کے پیر کا رتبہ ہر بات میں باپ سے زیادہ نہیں ہے مگر آج کل اسی غلطی میں مبتلا ہیں کہ پیر کا رتبہ مطلقاً باپ سے زیادہ سمجھتے ہیں حالانکہ اس میں وہی تفصیل ہے جو میں نے بیان کی اور عورتیں تو اس غلطی میں مبتلا ہیں ہی کہ پیر کا رتبہ خدا اور باپ دونوں سے زیادہ سمجھتی ہیں اور آج کل عورتوں کا تو عقیدہ ہے ہی [illegible] کے پیروں کا ہے کہ ان کی تعلیم ہی یہ ہے کہ پیر کا حق سب سے مقدم ہے۔

آج کل کے پیروں نے دنیا کا دھندا کر دیا ہے [illegible]

حکایت پیری مریدی [illegible] ایک صاحب [illegible] حضرت حاجی صاحب [illegible] نے بیعت کے وقت [illegible] وقت والد صاحب [illegible] تشریف لے گئے [illegible] تو والد صاحب نے [illegible] ہوتا ہے [illegible] باپ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

مسخ ہو گئے [illegible] افسوس [illegible]

کے [illegible] خداوند کے حقوق کی پرواہ [illegible] بال بچوں کی [illegible]

اس کا [illegible] تمام [illegible] خلق کے حقوق [illegible]

کے حقوق ادا کئے [illegible] یہ سب باتیں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible]

[illegible] شریعت [illegible] کرتے [illegible]

[illegible] کہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

بشریت اور تجربہ کے ساتھ [illegible]

حکم نہ مانا جاوے گا بلکہ پیر کے حکم کو مانا جاوے گا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ شریعت
کے حکم کو مانا جاوے گا اور شریعت اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو کہتے ہیں
تو یوں کہو کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خاوند کا حکم نہ مانا جاوے گا
اور اس میں پیر والی عورت اور بے پیری سب برابر ہیں اگر کوئی عورت بے پیری بھی
ہو تب بھی اس کو وہی کرنا چاہیئے جو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہو غرض
یہ کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق تو بیشک خاوند کے حق سے زیادہ ہے باقی اور
کسی کا حق خاوند سے زیادہ نہیں مگر چونکہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہم
کو خود نہیں معلوم ہو سکتا بلکہ علماء یا مشائخ کے واسطے سے معلوم ہوتا ہے
تو مجازاً کہہ سکتے ہیں کہ احکام شرعیہ اور دین کی باتوں میں پیر کا حق خاوند سے
زیادہ ہے اور اگر خاوند کا حکم دین کے خلاف نہ ہو تو اب اُس کے مقابلہ میں
کسی کے حکم کو بھی ترجیح نہ ہوگی تو خاوند کا حکم سب سے زیادہ ہوا اسی واسطے
میں نے کہہ دیا تھا کہ ان کے لئے بجائے بیعت کے پیر کی بیعت کا پیر سب سے
افضل ہے اور یہ بیعت کا پیر کیسا اچھا پیر ہے کہ دین کی درستی بھی کرتا ہے اور
کھانے پہننے کو بھی دیتا ہے دین کا بھی متکفل ہے دنیا کا بھی بیعت کے پیر سے
تو کہاں دنیا کا خرچ تو ان سے کچھ بھی نہیں بلکہ اُن کو اور گھر سے نذر دینی
پڑتی ہیں اور دین کا نفع بھی اتنا نہیں ہو سکتا جتنا خاوند سے ہو سکتا ہے کیونکہ
پیر صاحب سے اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ جب کبھی اُن سے کچھ پوچھا جاوے تو بتلا دیں سو
یا کبھی اُن کے پاس جانا ہو تو کچھ نصیحت ہو جاوے سو اس کی نوبت کہیں برسوں میں آتی
ہے خصوصاً عورتوں کے لئے اور خاوند تو ہر وقت پاس موجود ہے وہ بات بات کی اصلاح
کر سکتا ہے پس عورتوں کا یہ خیال غلط ہے کہ پیر کا حق خاوند سے زیادہ ہے بلکہ میں تو
یہ کہتا ہوں کہ پیر سے ماں باپ کا حق بھی زیادہ ہے کیونکہ انہوں نے تم کو بڑا

منت مشقت سے پالا اور محض محبت سے پالا ہے ———— کسی عوض
کی امید پر نہیں پالا اپنی جان کی پروا نہیں کی اپنے آرام پر بچہ کے آرام کو ترجیح
دی۔ یہ بات ہر صاحب اولاد کہاں ہے وہ تو ذرا ذرا سی بات پر خفا ہو جاتے ہیں پھر
نہ پوچھئے مانتے ہی نہیں ہاں وہ قید دین کی ضرور دیکھئے کہ ماں باپ حق دین کی باتوں
میں پیر سے زیادہ نہیں جبکہ اگر ماں باپ کسی دین کی بات کے خلاف حکم کریں۔ دوسرے کا
حکم شریعت کے موافق ہو اس صورت میں ترجیح پیر کے حکم کو ہوگی اور اسکی
حقیقت وہی ہے کہ پیر کا حکم درحقیقت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے ورنہ خدا و
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو خدا اور ماں باپ سب کے حکم پر ترجیح ہے۔ ہاں
دنیا کی باتوں کے علاوہ دیگر امور دین پیر کے حکم پر ماں باپ کے حکم اور خاوند کے حکم کو
ترجیح ہے۔ دیکھو۔ میری اس تقریر کو خوب سمجھ لینا اس میں غلطی نہ کرنا بہت لوگ یہ
عورتوں کے کانوں تک اس لئے نہیں جانے دیتے کہ ان سے پیروں کی
وقعت ان کے ذہن سے کم ہو جاوے گی مگر بخدا اسکی پروا نہیں مسلمانوں کا دین
درست ہو جانا چاہئے ان کے دل میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وقعت و عظمت ہو
جانی چاہئے کسی اور کی ہو یا نہ ہو اس تقریر کو سنکر پیر صاحب بھی خفا ہوں گے۔
ہوں۔ [illegible] پیر زور دیا۔ پیر تو پیر تھے ہی انھوں نے خاوند کو بھی سب دیا
اور حضرت نبی کو بھی سب دیا اور ماں باپ کو بھی سب سے بڑھ دیا ہے کہتے ہو کہ جب
خدا نے ان کو ترجیح دی ہے تو کسی کا کیا اختیار ہے کہ ان کو الٹ دے۔

از جانب مرد و زن

پس اب اللہ تعالیٰ نے کہہ رہا تھا کہ حق تعالیٰ نے جو عورتوں کو
محکوم اور خاوند کو حاکم بنایا ہے اس کو سختی اور ظلم
نہ سمجھنا چاہئے بلکہ عورتوں کے حق میں یہ عین رحمت و حکمت ہے کیونکہ تابع ہونے
میں ان کی راحت ہے اور مساوات میں جتنی انتظام اور تمدن قائم نہیں رہ سکتا ہمیشہ جھگڑا

پھر مساوات بھی ایسی عام کہ لونڈی باندی کو آزاد مسلمانوں کے ساتھ ہی نفس میں اس آیت سے بھی بناءً عدم تفاوت ثابت ہوتا ہے گو جواز نکاح میں بعض شرائط کے قید پر من کل الوجوہ مساوات نہ ہو کیونکہ آیت میں یہ قید بھی ہوتی ہے کہ جس کو آزاد عورت سے نکاح کی مقدرت نہ ہو وہ باندیوں سے نکاح کرے معلوم ہوا کہ آزاد عورت اور باندی برابر نہیں سو یہ تفاوت ایک امر خارجی ہے یہ اس مساوات کے منافی نہیں جسے کہ میں ثابت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ خاص نفس انسانیت میں تو دونوں برابر ہیں البتہ عوارض سے ہو سکتا ہے کہ بڑے چھوٹے ہیں یہ امر غیب میں باپ بیٹے میں عالم جاہل میں وغیرہ وغیرہ سو اس قسم کا تفاوت قابل اعتبار نہیں کہ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ کے یہی معنی ہیں۔ ایک آیت وارد ہوئی ہے۔ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی عورتوں کے حقوق بھی ویسے ہی ہیں جیسے اُن کے ذمہ مردوں کے حقوق ہیں اس آیت سے ظاہر ہے کہ عورتوں کی مساوات مردوں سے معلوم ہو سکتی ہے مگر اس کے ساتھ دوسری آیتوں کو بھی دیکھنا چاہیے جن میں مردوں کی فوقیت عورتوں پر ثابت ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہے:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ

نیز ارشاد ہے:

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۔

ان آیات سے مردوں کی فوقیت اور فضیلت ثابت کرنی ہے ان میں اور جن آیات سے مساوات ثابت ہوتی ہے وہ ان مراتب کے علاوہ ہیں ہر آدمی مقدمات خاص امور میں مساوات بتائی ہیں چنانچہ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ۔ میں عدم ضیاعت عمل میں مساوات بتائی گئی اور وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ میں انسانیت اور دینیت یا ایمان میں مساوات بتائی گئی ہے۔

باندی کو حقیر نہ سمجھو تم سب آدم و حوا کی اولاد ہو یا سب ایک نسل سے ہو اور وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ کا منشا یہ ہے کہ عورتوں کے حقوق بھی لزوم و وجوب میں مردوں کے حقوق کی برابر ہیں گو باعتبار نوعیت کے دونوں کے حقوق میں تفاوت ہو ورنہ مساوات کی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ عورتوں پر بھی مردوں کے لئے مہر اور نان نفقہ لازم ہو حالانکہ کوئی اس کا قائل نہیں باقی اس سے انکار نہیں کہ بعض حقوق اور بعض صورتیں ایسی حقوق مشترک میں عورتیں مردوں کی برابر ہیں وہ ایسی گھٹیا نہیں ہیں جیسا مردوں نے انہیں سمجھ رکھا ہے۔ بڑا افسوس آجکل تمام ہندوستان میں یہ شکایت سنتے ہیں کہ غریب عورتیں کہتی ہیں کہ مردوں کے تو کیا کیا حقوق ہمارے اوپر ہیں اور ہم بالکل جانوروں کی طرح ان کے ہاتھ میں ہیں کہ وہ ماریں پیٹیں یا ذبح کریں ہم کچھ نہیں بول سکتے پس سنو کہ اللہ سبحانہ کیا فرما رہے ہیں اور مرد بھی سن لیں ذرا کان کھول کر کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جیسے ان کے اوپر مردوں کے حقوق ہیں ویسے ان کے بھی مردوں پر ہیں پھر یہ کہنے کی گنجائش کہاں رہی کہ ہم جانوروں کی طرح ہیں اس شکایت کی اصل وجہ یہ ہے کہ مردوں نے ان کے کان میں اتنا ہی ڈالا ہے کہ ہمارے حقوق تمہارے اوپر بہت ہیں اور یہ بات بالکل ان کے کان تک نہیں پہنچائی کہ تمہارے بھی کچھ حقوق ہمارے اوپر ہیں ورنہ مرد تو ایسی بات ان کے کان تک کیوں ہی پہنچنے دیتے کیونکہ اپنے خلاف ہے ۔

حقیقتِ حقوق النساء

منشا تو یہ ہے کہ واعظ صاحبان نے بھی کبھی اس مضمون کو بیان نہیں کیا جب بیان کیا تو یہی کہ عورتیں ایسی بری ہیں ان میں یہ عیب ہے اور وہ عیب ہے عورتیں تو سراپا عیب ہی عیب ہیں گویا دوزخ ہی کے لئے پیدا ہوئی ہیں بس بیچاری عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ہم ایسی بری ہیں اور سراپا عیب ہیں تو ہمارے حقوق مردوں کے ذمہ

ایسا مذاق بگڑ گیا ہے کہ کوئی پردہ کو خلاف فطرت کہتا ہے کوئی قید اور [illegible]
کہتا ہے۔ ایک مسلمان انجینئر تھے ان سے ایک پادری [illegible] انجینئر نے کہا [illegible]
بہت اچھا ہے اس میں سب خوبیاں ہیں سوا اس کے کہ عورتوں کو قید میں [illegible]
مسلمان انجینئر نے کہا کہاں؟ ہم نے تو کسی مسلمان عورت کو قید میں نہیں [illegible]
وہ قید جس کا نام تم نے پردہ رکھ رکھا ہے قید کے لفظ پر پادری [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِن كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَىٰ أَن
تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا

یہ ہے کتاب اللہ جس کی ایک ایک تعلیم کو دیکھ کر عقل حیران ہو جاتی ہے کہ بے شک قرآن کتاب [illegible] فرمایا ہے عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو اور اگر کسی وجہ سے وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم کو کوئی چیز ناپسند ہو اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت بھلائیاں رکھے۔ ظاہر ہے کہ ناپسند ہونا کسی وجہ ہی سے ہوگا اور زیادہ تر عورتوں کے ناپسند ہونے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے اخلاق اچھے نہیں ہوتے اور یہ بات مرد کے لئے باعث اذیت ہے مگر شریعت نے اس کا [illegible] ہے کہ عورتوں کی بدخلقی وغیرہ کو جس قدر [illegible] شرع کی نظر میں وہ سب اچھے [illegible] ہیں۔ [illegible] ہوتی ہیں جو قیامت میں اس شخص کی [illegible] کریں گی اگر قیامت میں [illegible] ہوگا کہ کسی شخص کے گناہ اس قدر ہوں گے جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں جانے کے لئے تیار ہو چکا ہو اور اس کی کوئی [illegible] نہ ہو تو وہ [illegible] جب تک [illegible] حدیث میں اس قسم کی خبریں بکثرت آئی ہیں کہ [illegible] عورتوں کی زبان درازی کی شکایت [illegible] اور [illegible] پر صبر کرے [illegible] جنت [illegible] جاتا ہے کیونکہ دنیا میں جو عورت سے تکلیف پہنچتی ہے وہ تھوڑی [illegible] اور [illegible] دوزخ [illegible] زیادہ [illegible] اور [illegible] عورتوں [illegible] مرد کو چاہیے کہ [illegible] یاد رکھے کہ [illegible] کے ساتھ

[illegible]

اخلاق رسول مقبول

[illegible]

[illegible] آپکے سچا ہونے کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

جو تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اس کی تمنا ایک دوسرے کو نہ کرنی چاہیے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے اور اسی طرح حضرت ام سلمہؓ نے مرد ہونے کی تمنا کی تھی آگے اس آیت میں ہے ۔

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ

یعنی مردوں کو ان کے عمل کی جزا ملے گی اور عورتوں کو ان کے عمل کی اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مدار عمل پر ہے اور جب مدار عمل پر ہے تو اگر عورت عمل زیادہ کرے تو مرد سے بھی بڑھ سکتی ہے جیسا کہ یہ آیتیں بتا رہی ہیں جن سے مساوات ثابت ہوتی ہے مرد و عورت میں اور ایک سے فضیلت مردوں کو ثابت ہے دوسری سے یہ کہ عورت مرد سے بھی بڑھ سکتی ہے ان آیتوں میں سے کسی نادان کو تعارض کا شبہ ہو سکتا ہے مگر حقیقت میں تعارض نہیں ہے اور اس کا فیصلہ قرآن کی آیتوں میں موجود ہے اور یہ خاص شان ہے قرآن کی کہ یفسر بعضہ بعضاً یعنی قرآن اپنی شرح خود کرتا ہے اسی کو دیکھ کر یہ فقیر زبان پر آتا ہے ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب
گر دلیلت باید ازوے رو متاب

سورج کے وجود کی دلیل کیا ہے کہ دیکھو سورج نکلا ہوا ہے اور روشن کیا ہوتی ہے یہی قرآن کی شان ہے کہ جہاں کوئی شک پیدا ہو غور کرو وہیں اس کا حل بھی موجود ہے ان آیتوں میں غور کیجئے پہلے میں یہ ہے تم تمنا مت کرو اس کو ملا کر لیجئے پھر دیکھئے کہ آیتوں میں تعارض کہاں ہے ؟

اقسام فضائل

وجہ اس کی یہ ہے کہ فضائل دو قسم کے ہیں ایک وہبی دوسرے کسبی وہبی یعنی خلقی جو پیدائشی ہو اور کسبی جو کسب سے ہوں کو جو فضیلت اور کسبی حاصل ہوتی ہیں تو صفات خلقیہ میں تو مرد و عورت برابر نہیں

ہوتے ہیں جیسے کہ مرد عقل میں بھی عورت سے قوت عمل اور تدبیر انتظام مملکت میں حق تعالیٰ نے مردوں
کو عورتوں پر فضیلت دی ہے عورت چاہے کیسی ہی زیادہ ہو کتنی ہی حسین و جمیل ہو
پھر مردانہ صفات میں وہ مردوں سے گھٹی ہوئی ہے اس لئے فرمایا ہے وَلِلرِّجَالِ
عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ اور جو صفات کسبی ہیں یعنی جو حاصل ہوتی ہیں محنت اور اختیار سے
جیسے علم اخلاق و عمل وغیرہ ان میں نہ مرد کو بڑھا ہوا کہہ سکتے ہیں نہ عورت کو
بلکہ جو زیادہ کام کرے اور اخلاق کا عمدہ اختیار کرے وہی بڑھا ہوا ہوگا اگر مرد کوشش
کرے گا تو وہ بڑھ جاوے گا عورت کوشش کرے گی تو عورت بڑھ جاوے گی یہ حاصل
ہے آیت لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ کا یعنی دونوں
کے واسطے ایک قسم فضیلت کی اور ہے جس کو مقابلہ میں فضیلت اختیاری کہنا چاہیئے
بلکہ مدار اس فضیلت کا منشاء اخلاق و عمل کا تحقق ہے یعنی عمل کرنے والے کا عمل ضائع
نہ ہوگا۔ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جس میں مرد و عورت دونوں مساوی ہیں عمل
کسی کا ضائع نہ ہوگا۔

یہ اور بات ہے کہ ہر حال کے عمل میں تفاوت ہو لیکن اس قانون میں مساوات
ہے کہ کسی کا عمل ضائع نہ ہوگا۔ حاصل یہ ہے کہ تین قسم کے فضائل ہوئے فضائل خلقیہ اور
فضائل کسبیہ اور فضائل عطائیہ۔ اول میں مرد بڑھے ہوئے ہیں۔ دوسرے میں کبھی مرد
بڑھے ہوئے ہوں گے کبھی عورتیں تیسرے میں دونوں برابر ہیں اب جو فضائل خلقیہ ہیں
ان کی تمنا کرنا اور نہ حاصل ہونے پر دل شکستہ ہونا فضول بات ہے۔ جیسے عورتیں
یہ کہیں کہ کاش ہم بھی مرد ہوتے اور آپس میں رات دن رویا کریں تو حق تعالیٰ
اس سے منع فرماتے ہیں۔ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ
کیونکہ یہ چیز محض وہبی ہے اور تمہارے اختیار کو اس میں کچھ بھی دخل نہیں
نہ یہ سمجھ کر اپنی سعی و کوشش سے حاصل کر سکتے ہیں تو اس کے لئے رونا رنج کرنا
بجز حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ سوائے تضییع وقت کے اس میں کچھ بھی نہیں پھر اس

کی شان میں آدمی [illegible] کو دل سے کبھی [illegible] ہے اگر شخص [illegible] تو کیوں قصداً اس صورت کو پسند کر لیا کہ وہی غیر اختیاری سے [illegible] مریں [illegible] کے لئے رونا [illegible] سے مغفرت ہے [illegible] نہیں [illegible] ان کی [illegible] اختیاری [illegible] مثلاً [illegible] [illegible] نہیں ہوتا کسب اور ہمت کی ضرورت ہے اس کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ

کہ مردوں کا حصہ ہے [illegible] کا حصہ ہے [illegible] سے کچھ نہیں ہوتا۔

امور اختیاریہ یا غیر اختیاریہ

غرض [illegible] ذکر تو [illegible]

ہمت کرو اور [illegible] سالک کو چاہئے کہ اس [illegible] ہمت کرے [illegible] ذوق و وجد [illegible] ذکر شغل اختیاری چیزیں ہیں اور ذوق اور وجد اختیاری نہیں تو سالک کو چاہئے کہ ذکر شغل میں جہاں تک ہو سکے کوشش کرے [illegible] پابندی رکھے اور ذوق و وجد کے [illegible] بعض لوگ جب ذکر شغل کرتے ہیں اور ذوق و وجد پیدا نہیں ہوتا تو [illegible] ہیں اور شکایت کرتے ہیں کہ صاحب ہم کو ذکر شغل کرتے ہوئے اتنے دن ہوئے

نہ ہوتا ہے اسی کے واسطے بعض بزرگ فرماتے ہیں ؎

تکیہ بر تقویٰ و دانش در طریقت کافری است
راہرو گر صد ہنر دارد توکل بایدش

یعنی اپنے عمل اور دانش پر بھروسہ کرنا [illegible] سے کچھ نہیں ہوتا جو کچھ ہوتا ہے حق تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے یہ حضرت حافظ شیرازی کی غزل ہے [illegible] مسائل بیان فرمائے ہیں [illegible] کہہ دیا ہے اس وقت سب [illegible] پڑھنے [illegible] چونکہ سب اشعار کی اس وقت نہ [illegible] ہے

حقیقت فعل غیر اختیاری

اب یہ بات رہ گئی کہ [illegible] نتیجہ [illegible] اور [illegible] نہیں [illegible] ہمت کرو [illegible] ہیں ان کو اپنے ارادہ اور اختیار سے کرو جو باتیں اختیار کی [illegible] ہیں وہ بھی اختیار سے خارج ہوں [illegible] کے لئے بہت ہی کارآمد ہیں اور بالکل صحیح ہیں ان کی قدر اس وقت ہوتی ہے جب کوئی پریشان ہو چکا ہو اس کے بعد اس کے کان میں یہ مضمون پڑیں تو اس کو ایسا معلوم ہوتا کہ پہلے مردہ تھا اب زندہ ہو گیا [illegible] اور مثال سنئے مثلاً کوئی [illegible] تدبیر کا قصد کرنا تو اس کے اختیار میں ہے [illegible] نکلنے کا اہتمام کرے [illegible] تدبیر [illegible] کرے [illegible] پانی کم [illegible] یہاں تک تو اس کے اختیار میں ہے اب فرض کرو کہ کوئی شخص سب تدبیریں کر کے [illegible] اور ارادہ تھا کہ [illegible]

[illegible] اور پریشان [illegible]
[illegible] شاید [illegible]
[illegible]
[illegible] نہیں [illegible]
[illegible]
[illegible] مشہور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

معلوم ہوا حضرت ام سلمہؓ نے تمنا کی تھی کہ ہم مرد ہوتے تو اچھا تھا۔ اس پر یہ آیت اتری جس میں بتا دیا گیا کہ ایسی تمنا فضول ہے۔ یہ تو قانونی جواب ہے کہ منع کر دیا گیا کہ ایسی تمنا فضول ہے یہ تو قانونی جواب ہے کہ منع کر دیا گیا رہی حکمت سو اور اس میں ایک راز بھی ہے وہ یہ کہ خدا تعالیٰ نے جس کو مرد بنایا اس کے لئے یہی مناسب تھا اور جس کو عورت بنایا اس کے لئے یہی مناسب تھا ہر شخص کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ اس کے لئے مناسب ہے لیکن تفصیل کہاں تک کی جاوے بعض باتیں خود سمجھ سکتے ہیں ورنہ ذرا سے غور سے ہر موقع پر سمجھ میں آ سکتا ہے۔ جس کو جو حق تعالیٰ نے بنا دیا ہے اس کے لئے وہی مناسب تھی۔ کوئی شخص اگر مرد ہونے کی یہ تمنا کرتا ہے کہ یوں لیا ہوتا اور اپنی حالت پر قناعت نہیں ہوتی لیکن اگر ذرا سے دیکھئے ورنہ پوچھئے تو کہے کہ معلوم ہوتا کہ میرے مناسب وہی تھا جو حق تعالیٰ نے مجھ کو دیا ہے آجکل بعض ایسے لوگ موجود ہیں کہ [illegible] کی تمنا کیا کرتے ہیں کہ ہم فلاں ہوتے چنانچہ ایک مولوی صاحب تھے جو [illegible] تھے حدیث میں حضرت ام سلمہؓ کے قصہ میں پڑھاتے ہوئے یہ تمنا کی [illegible] عاشقی کی وجہ [illegible] میں نے کہا جو بندہ خدا تمنا ہی کرنی تھی تو یہ تمنا کی ہوتی کہ [illegible] ہوتی آپ مرد سے عورت بننا چاہتے ہیں وہی صاحب ایک دفعہ جنت کے تذکرہ [illegible] ہوئے کہنے لگے کہ کاش میں جنت کا طوطی ہوتا [illegible] میں نے کہا [illegible] کر لئے [illegible] پھر بنا بر قول مشہور کہ طوطے کی [illegible] ہوتا ہے [illegible] خیر وہ لا تمنا ہی کا [illegible] کہ [illegible] کوئی چیز [illegible] کوئی طوطی بنتا ہے کوئی بلبل بنتا لوگ انسان سے جانور بننا چاہتے ہیں [illegible] ویسے ہی [illegible] کہ [illegible] جنت کا [illegible] [illegible] حق تعالیٰ نے تم کو مرد بنایا [illegible]

العاقلات الغافلات

یہ وعظ گورکھپور ڈپٹی صاحب کی کوٹھی پر [illegible]
[illegible] شریک تھے [illegible] ۱۳۳۶ھ [illegible]
[illegible] بیان فرمایا [illegible] محمد یوسف بجنوری نے قلمبند فرمایا

بسم الله الرحمن الرحيم

[illegible] الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن
به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا
ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا
هادي له ونشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ونشهد
أن سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله صلى الله تعالى
عليه وعلى آله وأصحابه وبارك وسلم

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله
الرحمن الرحيم ۝ إن الذين يرمون المحصنات الغافلات
المؤمنات لعنوا في الدنيا والآخرة ولهم
عذاب عظيم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پہنچ گئی تو کیسا بڑا نقصان ہوگا [illegible]

[illegible]

[illegible]

تعلیم نسواں

[illegible] مگر اسکی ایسی شان ہے کہ کسی [illegible]

[illegible]

[illegible] تو منہ سے نہیں نکلتی جب تک کہ جیسے لیے فقہا کہیں وہ اس کے منع دیکھے [illegible] تدبیر [illegible] مضر ہو سکتی ہے غرض یہ کہ تہمت عورتوں کی مردوں کے ذمہ [illegible] اگر وہ ثابت نہ کر سکیں تو ان پر حد لگائی جاوے [illegible] نہیں ہوتی بس اس سے یہ تو ثابت ہو [illegible] ہے۔

سزا تہمت لگانیوالا

جب کسی پر بہتان ہو تو چاہئے کہ اس کا طریقہ کیا ہے کہ [illegible] کہ یہ تہمت لگانے کا سبب [illegible] ہونے کا اس نے تو [illegible] اور اگر تہمت [illegible] مردوں سے [illegible] ہو سکتی [illegible] اس آیت [illegible] دی گئی:

إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۔

کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت عائشہ کے [illegible] واقعہ میں نازل ہوئی جس واقعہ کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم کو صرف بیان کرنے کے لئے [illegible] اس آیت کی تفسیر کیا ہے اور وہ قصہ بہت مشہور [illegible] اس کے بیان کرنے کی ضرورت ہے [illegible] آیت کا کسی واقعہ خاص میں نازل ہونا [illegible] مخصوص نہیں ہے [illegible] تو [illegible] وہ واقعہ [illegible] ہوتا ہے تب تو [illegible] جو اس [illegible] ہوتا ہے اور جب [illegible] وہ [illegible] ہو سکتا ہے کہ وقت [illegible] ضرورت کے وقت [illegible]

جو آخر کوئی نہ کوئی کام تو کرے ہی گا اور کرنے کا تعلق ہے قوت عملیہ سے [illegible] قوت علمیہ سے نہ ہو تو اس کام کو کر ہی نہ سکے گا اور قوت علمیہ سے اس کی حقیقت جانے گا ، اور اگر مثلاً [illegible] کرے ، تو قصد کو [illegible] ہی نہ ہو تو وہ بحث سے خارج ہے مثلاً کوئی تجارت کرتا ہے تو اس کو پہلے تجارت کے اصول جاننے چاہیئے ورنہ وہ [illegible] یا کوئی شخص کھیتی کرنا چاہے تو پہلے طریقہ کھیتی کا معلوم کرے پھر کھیتی کرنا چاہیئے ۔ [illegible] اصول جاننا چاہیئے [illegible] کہ جو قوت عملیہ سے کام شروع ہوتے ہیں [illegible] مثالوں کی [illegible] قرآن شریف [illegible] بحث [illegible] کے متعلق [illegible] قرآن شریف کے [illegible] حضرت [illegible]

کرے بلکہ متقی یہ ہے کہ جس کا بھی اقرار کرے اور اس کے [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہو اور ظاہر ہے کہ جو [illegible] مشترک ہوتی ہے اُس کی خدمت [illegible]
ذمہ ہوتی ہے تو گویا [illegible] مشترک ہونے کی سبب کوئی نہیں خدمت کرتے [illegible]
بلکہ [illegible] اُسکی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
بارہا کرتے ہیں [illegible] ایک میل [illegible] اور جب [illegible]
[illegible]
کا تذکرہ ہے [illegible] کو [illegible] چار قدم [illegible] مشکل [illegible]
[illegible]
کا ارادہ [illegible] ایک میل چلنے کا [illegible] ارادہ [illegible]
[illegible] اور ارادہ کرنے سے [illegible] آسان ہو گیا [illegible]
[illegible]
[illegible] بات [illegible] سمجھ کر ارادہ نہیں کرتے [illegible] اسلئے [illegible] مشکل [illegible]
بس [illegible]
[illegible] بچوں کی تعلیم [illegible]
بنا [illegible] جب بچہ [illegible] برس کا ہو جائے اور نماز پڑھنے [illegible]
[illegible]

[illegible] اس کو دو دن پڑھتے نہیں۔ قرآن شریف بڑی چیز ہے کسی حالت میں ترک نہ کرنا چاہیے یہ خیال نہ کرے کہ وقت ضائع ہوگا۔

محبت قرآن مجید

اگر قرآن شریف سارا نہ ہو آدھا ہی ہو یہ بھی نہ ہو تو ایک ہی منزل پڑھ [illegible] اس [illegible] اور قرآن شریف کی بڑی برکت ہے کہ [illegible] پڑھنے سے کیا فائدہ [illegible] ایک فائدہ اور [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قرآن شریف کے پڑھنے میں ہر حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں [illegible] جس کی قیمت دنیا [illegible] نہیں ہو سکتی [illegible]

[illegible] ہے

قیمت [illegible]
[illegible] قیمت [illegible]

[illegible]

[illegible] کہتے ہیں کہ

خود کہا ہے میں [illegible] بندہ ہوں [illegible] کہ [illegible] شرمندہ ہوں

بات اگر سمجھ میں آ جائے تو یہ بھی [illegible] آخرت میں [illegible] ضرورت [illegible] پھر آپ دوسرے [illegible] ان کو خطاب [illegible] دے گی [illegible] یہ محض نقل [illegible] اس سے [illegible] فائدہ ہو رہا ہے۔

اہمیتِ صحبت

اس کے بعد ضرورت اس کی ہے کہ اگر [illegible] طلب [illegible] ضرورت [illegible] اردو کا پڑھنا ہے اور اس ضرورت کے لئے اس وقت اردو [illegible] مطلب [illegible] کو منتخب کر کے آدھا دن دین کی تعلیم کے لئے اور [illegible] تعلیم کے لئے مقرر کر لیں مگر یہ ضرور ہے کہ تعلیم ایسے شخص سے ہو [illegible] اور یہ خیال رکھئے کہ ایسی معمولی [illegible] اردو پڑھنے [illegible] کیا فائدہ [illegible] اس سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ قلب میں دین کی عظمت پیدا ہو جائے گی اور [illegible] دین پر چلنا [illegible] خصوصیت [illegible] جو بڑے [illegible] خوش اخلاق لوگ ہوں [illegible] چنانچہ [illegible] صحبت [illegible] بہت ہی اچھا طریقہ ہے [illegible] صحبت کا یہ اثر دیکھا جاتا ہے کہ جو لوگ [illegible] میں پڑھتے ہوئے ہیں ان کے قلب میں بزرگوں کی دین کی عظمت ہوتی ہے جس کا [illegible] نہیں وجہ یہ کہ [illegible] قلب کے اندر کوئی بات پیدا نہ ہو اور دل [illegible] نہ ہو اس لئے صحبت کی بڑی ضرورت ہے خواہ [illegible] صحبت زیادہ ہو [illegible] لڑکیوں کی تعلیم [illegible] گھر کے مرد [illegible] ورنہ اگر مستورات پڑھی ہوئی ہوں تو خود پڑھا دیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

طریق تعلیم ناخواندہ نسواں

بس اتنی تعلیم کا یہ طریقہ ہے [illegible] وہاں تو آسان ہے جہاں گھر میں پڑھی [illegible] ہوں اور جہاں پڑھی ہوئی نہ ہوں تو مردوں پر لازم ہے کہ وہ [illegible] کی اجرت کریں چند عورتوں کے پڑھانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے [illegible] دیا کریں سب کے متعلق میں ایک کام کی بات بتاتا ہوں [illegible] وہ بڑے کام کی بات ہے وہ یہ ہے کہ یہ جو عادت ہے کہ [illegible] سا کوئی مولوی [illegible] کتاب کو لے بیٹھے [illegible] بہت [illegible] ہیں مگر آپ سب کو [illegible] تعلیم دلاؤ یہ بیہودہ ہے جو بات [illegible] مذہب پڑھنا ہوا [illegible] مضمون پر شفقت [illegible] کے واسطے تو آپ نے ان مستقل [illegible] اور [illegible] دیکھیں کہ [illegible] مولوی صاحب کی [illegible] نے بات تو کہیں پڑھنا [illegible] کے نزدیک [illegible] کیا ہوتا ہے۔

حقیقت خوش خطی

آج کل خط بہت سے [illegible] قدر [illegible] بھی نہیں پڑھ سکتے ان کو مولوی صاحب [illegible] ہے بہت سے شمس العلماء ایسے ہیں کہ اگر ان کے سامنے کوئی [illegible] پڑھنے کے لئے رکھ دو تو پڑھا نہ سکیں [illegible] تو ایسے [illegible] کرتا ہوں تعجب ہے کہ لوگ یہ بھی تو نہیں دیکھتے کہ حاکم کا کسی کو کوئی [illegible] کہاں تک حجت کمال کی ہے اس پر مجھ کو ایک حکایت یاد آئی [illegible] کی جماعت بنایا کرتا تھا ایک دفعہ وہ [illegible] جماعت کے لئے نہ پہنچے بادشاہ انتظار کرکے [illegible]

یعنی تلاش کرنے سے معلوم ہوگا کہ بہت سے اولیاء اللہ ایسے گذرے ہیں جو کبر و نخوت تلاش سے ثابت ہے ان کو چھوڑو تو وہ ہیں اور استغفار پڑھو سمجھو ان آدمیوں جیسا کہ حافظ شیرازی فرماتے ہیں ؎

مبیں حقیر گدایانِ عشق را کیں قوم ٭ شہانِ بے کمر و خسروانِ بے کلہ اند

اور فرماتے ہیں ؎

گدائے میکدہ ام لیک وقت مستی بیں ٭ کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم

پھر اُنکو بیش قیمت کپڑے نہ ہونے کے سبب سے حقیر سمجھنا نادانی ہے عمدہ مکان وغیرہ کے اُن بزرگوں نے سلطنت ترک کی اور اُنکو جب سلطنت کی پروا نہیں تو کپڑے وغیرہ کی تو کیا ہوگی اُنکی تو یہ حالت ہے ؎

آنکس کہ تراشت خشت جنبر را چہ کند ٭ ترک زند در زر زرق دل دنیا

میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ پھٹے پرانے کپڑے والے متقی اُن سلطنت والوں سے بدرجہا بہتر ہیں اِس کے بعد ایک اور کام کی بات بتاتا ہوں یہ ترجیح ہے کہ ہر شخص اپنے ایمان کی حفاظت کرنا چاہتا ہے اور اُس کے ذمہ ہے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کرے حفاظت ایمان کی حفاظت کا طریقہ آج کل یہی ہے کہ کسی ایک شخص کو اپنا مقتدا اور ہادی بنالے یہ نہیں کہ جس کو چاہو دیکھا اُس کو قبلہ کعبہ بنا بیٹھے بلکہ خوب تحقیق کرکے ایک متعین کرلیا جاوے پھر جب ضرورت پیش آوے تو اُسی سے پوچھو اُسی سے پوچھ کر کتابیں سنانا اور پڑھنا اور دیکھنا اور منتخب کرو خیال کیجئے کہ دنیاوی معاملات میں ہر شخص ایک معتمد رکھتا ہے اور اس میں حکمت بھی ہے کہ ایک کے متعین کرلینے میں ترتیب کی سہولت ہے اور اس معتمد کو بھی تعلق و توجہ زیادہ ہوجاتی ہے دیکھئے جس وکیل کے پاس مقدمات لے کر جاتے آتے ہیں جیسی وہ عنایت کریگا دوسرا نیا آدمی نہیں کرسکتا

مرید نے دین کے معاملہ میں ایسا کیوں نہیں کیا جیسے اپنی اغراض کے لئے روزی ہوتی ہو وہاں تحقیق کیوں کیا تجویز کی ــــــــ بس بات یہ ہے کہ دین کو ایسا ضروری نہیں سمجھا ورنہ جس طرح دنیوی معاملات میں مصلحت کے لئے تحقیق کیا جاتا ہے دینی معاملات میں بھی ایسا ہی ہوتا لیکن اگر کسی کے لئے شیخ تجویز کرو تو یہ دیکھ لینا کہ وہ خود بھی ایسا ہو کہ جس نے باقاعدہ پڑھا بھی ہو اور شیخ محقق کی صحبت میں رہا ہو اور متبع سنت بھی ہو ۔

تحقیق شیخ [illegible]

بس ایسے شخص کو تلاش کیجئے اس کو شیخ بنائیے کرے تحقیق میں بڑے احتیاط کی ضرورت ہے پھر جب شیخ ہو جائے تو پھر اس میں آنکھ بند کر کے گردن ڈال دے اور تحقیق میں اس احتیاط کی اس لئے ضرورت ہے کہ آج کل دین کے پردہ میں ایسے لوگ بہت ہیں کہ

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ⁂ پس بہر دستے نباید داد دست

اور ایسا کہا گیا ہے

گر نبیند [illegible] حالت دل ⁂ گر دلی [illegible] بر دل

اور ایسے ہی لوگوں کے بارہ میں فرماتے ہیں

[illegible] ⁂ [illegible]

اور اچھے لوگوں کی علامت جو کہ مولانا نے بیان کی ہے فرماتے ہیں

کار مرداں روشنی و گرمی ست ⁂ کار دوناں حیلہ و بے شرمی ست

یہ دو علامتیں ہیں گرمی اور روشنی حاصل یہ کہ ان میں مقدم علامت ہیں ایک شفقت دوسری علامت گرمی ہے اور یہ اصطلاح روشنی ہے روشنی تو مراد علم ہے اور گرمی سے مراد عشق اور حق تعالیٰ کی محبت اور یہ گرمی ایسی ہے جیسے انگیٹھی میں گرمی ہوتی ہے ان کے پاس بیٹھنے کو مبارک ہو جیسے انگیٹھی سے دور الگ بیٹھا ہو اور علامت اس گرمی کی یہ ہے

کہ اُن کی صحبت سے خدا کی محبت پیدا ہوتی ہے اور دنیا سے دل سرد ہو جاتا ہے مگر یہ مطلب نہیں کہ تعلقات دنیویہ بالکل ترک کر دیے جائیں بلکہ مطلب یہ ہے دنیا سے دلچسپی نہ رہے اور دنیا کو مطلب و مقصد نہ بنائے ۔

انتخاب صحبت

پس ایسے شخص سے [illegible] کرو [illegible] چونکہ [illegible] چاہئیے اس کو [illegible] دیکھنے [illegible]

شعر [illegible]

[illegible] کتاب [illegible] ہوا ہے [illegible] دے تو [illegible] مست [illegible] اول کہے گا [illegible] لیتے ہیں اگر وہ [illegible] کی ضرورت ہے کہ اگر کوئی شخص ان کو [illegible] جائے [illegible] اس دوا کی بابت کہو اگر وہ کہے [illegible] ذرا دو نہیں ، ایسا ہی یہاں کرو ، ہر ایک مذہب کے شخص [illegible] شخص سے کسی زمانے میں مناقشہ نہ کرنا چاہئیے ، دیکھو [illegible] نہیں کرتے کیونکہ اگر جھگڑیں تو وہ [illegible] یہ لوگ دنیوی امور میں کیسے [illegible] کہ جب وہاں [illegible] مناقشہ نہیں کرتے مگر جب دین کا وقت آیا تو سارے زمانہ کے ہوشیار و زیرک [illegible] کہ مناقشہ کے لئے تیار ہیں ایک صاحب کہتے تھے کہ کیوں صاحب [illegible] کیوں فرض ہوئی زیادہ کم کیوں نہ ہوئی میں نے کہا کہ آپ کی ناک یہاں کیوں ہے گدی پر کیوں نہ لگی اور میں نے کہا کہ اپنے فعل الحکیم کی حکمت سے [illegible]

[illegible] کیجئے کیونکہ یہ تو آپ کے [illegible] ہیں اور [illegible]
[illegible] عجیب بات ہے کہ ان لوگوں کا [illegible]
[illegible] اور ایک [illegible]
[illegible] اور [illegible] کی [illegible] کے
[illegible] شخص [illegible] جب [illegible]
[illegible]
[illegible] کہ [illegible]
[illegible] شروع کر
[illegible]
[illegible] اللہ [illegible]
[illegible]
[illegible] یہ بات ہے کہ [illegible] وقت [illegible]
[illegible] ایک بات کی [illegible] کو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اس [illegible]
[illegible] ایک دفعہ کتاب [illegible]
[illegible] عمل نہیں کیا جاتا۔
[illegible] وقت [illegible] تو ایسا [illegible] تو کہتے ہیں
[illegible] تو [illegible] کھاتے

نہیں مگر رسم کو ترک کر کے دونوں وقت کھانے کو بیٹھ جاتے ہیں لیکن اگر [illegible]
تو دین کے برباد ہونے کی [illegible] آپ [illegible] جب [illegible]
اس کو روزانہ کا وظیفہ سمجھتے اور کیا نہیں [illegible] ورق [illegible]
کی تلاوت کیا کرتے ہیں اسی طرح دو وقت اس کے کچھ پڑھتے [illegible]
تمام عمر دین میں [illegible] لگا رہنا پڑتا ہے تب کچھ ہمت کر کے بیٹھ [illegible]
محدود ہے اور دین کی خبر نہ [illegible] دین کی ضرورت صرف [illegible]
کی پس تعجب ہے کہ خود [illegible] اتنا وقت صرف کریں [illegible]
بڑا ہی افسوس بڑا تعجب ہے جب دین کی ضرورت ہے تو دین کا [illegible]
یہ اوقات فراغت کی چیز نہیں [illegible] فرماتے ہیں

[illegible]

[illegible]
سکتا ہے ۔

حقیقت مشقت دین اگر کوئی یہ کہے کہ آپ تو کہتے ہیں کہ [illegible] اگر یہ ہے تو دین [illegible] کر کے دیکھا [illegible]

جواب اصلی جواب تو اس کا یہ ہے کہ اس مشقت کو تو بڑا سمجھتے ہیں [illegible]
کوتاہی کرنے سے جو مشقت پیش آئے گی وہ اس سے کہیں بڑی ہے [illegible]
خدا کا جس کا ادنیٰ عذاب جہنم ہے تو اس کے اعتبار سے یہ [illegible]
جواب تو یہ ہے [illegible] دوسرا جواب بھی دیتا ہوں
آپ کو یہ کیسے خبر ہوئی کہ یہ مشقت تمام عمر رہے گی کیونکہ [illegible]
کر دیکھو کہ تم کو جب [illegible] کھانا [illegible] تب
کھایا کرو تو اس کو کیسی پریشانی ہوتی تھی کہ ذرا سا کھانا بھی [illegible]

[illegible] شراب [illegible]

[illegible] مشقت [illegible]

[illegible]

[illegible] کہتے ہیں ؎

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] فرماتے ہیں ؎

[illegible]

ایک شخص نے شراب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] فرماتے ہیں ؎

[illegible]

[illegible]

باتوں ہی سے کام نہیں چلتا اور اگر کوئی کہے کہ مجھے تو کیا [illegible]
ہوا بات یہ ہے کہ ذکر کرنے سے کچھ نہیں ہوتا [illegible]
جو لوگ زبانی ذکر کرتے ہیں اس لئے کچھ نہیں ہوتا۔

حقیقت پستی | اور پستی یہ ہے کہ [illegible] اور ذلت [illegible] نہیں ہے بلکہ پستی اور شکستگی [illegible]

مولانا فرماتے ہیں

خود [illegible] نیز [illegible] نیست [illegible] ٭ جز شکستہ [illegible]

یعنی [illegible] پستی اختیار نہیں کی جس کی [illegible] کو پتہ [illegible] نہیں [illegible] اختیار کرنے اور دوسرے کی جوتیاں اٹھانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ مولانا فرماتے ہیں

ہر کجا پستی ست آب آنجا رود ٭ ہر کجا مشکل جواب آنجا رود
ہر کجا دردے دوا آنجا رود ٭ ہر کجا رنجے شفا آنجا رود

لہٰذا پستی بناؤ [illegible] ہو جاؤ کسی کے سامنے [illegible] جب [illegible] ہو جاؤ تو دیکھئے اگر [illegible] کیا [illegible] معلوم ہو جائے [illegible] اور وہ اس سے یوں کہے کہ کیا اس وقت بتاؤں گا جب کہ [illegible] کچھ [illegible] منصب کی وجہ کی کیا [illegible] امید [illegible] کر [illegible] کہ [illegible] اختیار کیوں نہیں [illegible] جس طرح [illegible] رہتا ہے [illegible] دستوں کے درمیان [illegible] اور [illegible] والا ہے [illegible] کہیں کہ یہ تو ترک دنیا [illegible]
[illegible]

کہ [illegible] کہنے پر عمل نہ کرنے سے محبت نہ ہوئی یہاں تک کہ سمجھ لو کہ اس کے کہنے پر عمل نہ کرو گے تو محبت نہ ہوگی کیونکہ محبوب کی [illegible] ہیں ؎

چند خوانی حکمت یونانیاں — حکمت ایمانیاں را ہم بخواں
[illegible]
[illegible]

نصیب اہل اللہ

ارشاد فرمایا [illegible] دیتا ہوں کہ اللہ والے [illegible] بہت آسان اور تھوڑے دنوں کا کام ہے مگر اس [illegible] کہ اپنے کو آپ اللہ والوں کے [illegible] اپنے نفس کی خواہش اور رغبت کو بالکل [illegible] اپنے کو ان کے سامنے فنا کر دیں جیسے وہ کہیں ویسے ہی کریں [illegible] اور اللہ والے [illegible] ترک [illegible] ہرگز [illegible] نفس کی [illegible] مثلاً [illegible] کی حالت مختلف ہوتی ہے بعض کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اگر اچھا کپڑا پہنیں تو کبر ہو اور گھٹیا پہنیں تو کبر نہ ہو اور بعض کی حالت یہ ہوتی ہے کہ گھٹیا کپڑا پہنیں تو کبر ہو اور بڑھیا کپڑا پہنیں تو کبر نہ ہو سو [illegible] اور [illegible] ضرور ہے کہ

اس کے ہاتھ [illegible] اور [illegible] [illegible] الٰہی [illegible]
[illegible] [illegible] الٰہی کو [illegible] [illegible]
کہیں کہ وہ حضرات الٰہی کے افعال پر [illegible] اس [illegible]
[illegible] دین دار [illegible] بتاتے ہیں [illegible]
[illegible] ہوتے ہیں [illegible] ایک صاحب [illegible]
[illegible]
[illegible] وہ [illegible] اس لئے [illegible] ہے کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] دیندار [illegible]
[illegible] اتباع [illegible]
بات نفس کے خوف [illegible] زیادہ [illegible]
نے ایک قصہ لکھا ہے کہ کوئی شخص کسی گودنے والے کے پاس [illegible]
کی تصویر [illegible] تاکہ [illegible] قوت رہے چنانچہ وہ [illegible]
بیٹھا گودنے والے نے تصویر بنانا شروع کی [illegible] ابتدا کی [illegible]
[illegible] تو آپ کہتے ہیں آہ [illegible] کہ کیا بنا رہا ہے [illegible]
بنا رہا ہوں آپ نے کہا کہ [illegible] تھوڑا ہی [illegible]
[illegible] شروع کیا [illegible]
[illegible] آپ نے کہا کہ [illegible]
[illegible] تھوڑا ہی [illegible]
[illegible] کیا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] گواہ چست۔ آپکے مذہب [illegible] ہیں سے

چنانچہ خود [illegible] [illegible] ہر فرقہ [illegible]
سبب وہ لوگ [illegible] نبی کو قبول کرتے ہیں تو آپ کیوں نہیں قائل [illegible]
وہ یہاں کہتے ہیں کہ اگر [illegible] [illegible] اول [illegible] ایک [illegible]
ان کا جواب [illegible] کے پاس [illegible] کہ یہ شخص [illegible] [illegible]
[illegible] ہے۔

[illegible] کرکے تو دیکھو دلائل قرآنی دو ثبوت [illegible]

دلائل اور تعلیم قرآن

[illegible] [illegible] [illegible] نہیں ثبوت تو خیر وہ باتیں [illegible]
[illegible] سب تو یہ حالت ہے کہ [illegible] نہیں سمجھتے [illegible]
وہ باتیں منہ لاتے ہیں اور اُن کو ثابت نہیں کر سکتے اور ہم کو ثابت کرنے [illegible]
سے [illegible] سوال کرتے ہیں چنانچہ ایک شخص کہتا ہے کہ [illegible]
قرآن میں کہاں ہے میں کہتا ہوں کہ اس کی تو ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص [illegible]
کرے اور ثبوت نہ ہونے کو [illegible] کرے کوئی کسر باقی نہیں [illegible]
کر دے [illegible] پر آپ [illegible] کہ ثبوت سب [illegible]
ہیں [illegible] تو سب [illegible] کہ جب [illegible] گواہی [illegible] کہ [illegible] ثبوت
[illegible] کے ذمہ نہیں [illegible] ثبوت اُس کے ذمہ ہے [illegible]
[illegible] میں قرآن کی [illegible] کے لئے [illegible] ثابت کرنے [illegible]
دلائل [illegible] ہے [illegible] [illegible]
تو یہ جگہ [illegible] لوگوں کے [illegible] ہے اگر کوئی قرآن [illegible]
کرنے کا دعوی کرے [illegible] ثابت نہ کر سکے تو [illegible]

[illegible] ایک شخص کے مقابلہ میں [illegible] قرآن شریف [illegible]
ثابت [illegible] قرآن میں [illegible]
[illegible]
[illegible] ثابت ہو گیا [illegible] صاحب [illegible]
[illegible] وجود ثابت ہؤا [illegible] ثابت کرو تو
[illegible] وقت [illegible]
[illegible]
[illegible] ثبوت [illegible]
[illegible] غالب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ترقی [illegible]
[illegible] ترقی [illegible]
[illegible] ترقی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اعمال نسواں

خلاصہ یہ ہے کہ کرنیوالے کے لئے [illegible] اور نہ کرنیوالے کے لئے ایک بھی نہیں [illegible] کسی سے یہ سننا ہوگا جو میں نے کہا کہ سب کچھ کرتے رہو تو یہ بھی کر لیا کرو تو یہ تو مشکل بات نہیں۔ اب آپکو کونسا عذر ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کے راستہ پر نہیں چل سکتے یہ طریقہ ہے قوت عملیہ سے کام لینے کا۔ اب بعض اعمال خاص عورتوں کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ ایک تو عورتوں میں نماز کی پابندی نہیں اور اگر نہیں [illegible] تو کھانا بھی ترک کر دو۔ مگر حالت یہ کہ نماز تو پانچ وقت کی قضا ہو جائے۔ اسکی ذرا پرواہ نہیں مگر کھانا ایک وقت کا بھی ناغہ نہ ہو۔ ایک یہ کہ زکوٰۃ کی عادت نہیں۔ زیور کو عورتیں یوں سمجھتی ہیں کہ یہ تو برتنے کی چیز ہے اسمیں زکوٰۃ کیا ہوتی۔ خوب سمجھ لو کہ ہمارے امام صاحبؒ کے نزدیک زیور میں زکوٰۃ واجب ہے۔ ایک یہ کہ حج بھی کم کرتی ہیں انکو حج کا اہتمام کرنا چاہیئے اور اکثر عورتوں کے ذمے حج ہو گئے ہیں حج نہ کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔ ایک خاص مرض عورتوں میں یہ ہے کہ خاوندوں کی نافرمانی کرتی ہیں۔ گو بعض مرد بھی ظلم کرتے ہیں مگر بعض عورتیں ایسی ہیں کہ باوجود مدارات کے پھر خاوندوں کو تنگ کرتی ہیں۔ یہ خدمت [illegible] کی خدمت کا انکار نہیں مگر اس کا حاصل یہ ہے کہ جسم کو راحت پہنچاتی ہیں اور روح کو تکلیف دیتی ہیں۔ صرف جسمانی خدمت بہت کرتی ہیں [illegible] ہیں۔ اسی طرح غصہ بھی بہت ہے غصہ کے خلاف تو شاید [illegible] نہ آتا ہوگا۔ مگر زبان انکی ایسی ہے کہ جو جی میں آیا کہہ دیا کچھ نہ سوچا جس سے خاوند کی روح کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اس کی اصلاح کا آسان طریقہ یہ ہے کہ زبان کو بند رکھیں اول میں چند روز بیشک دشواری ہوگی مگر پھر عادت ہو کر اس مرض سے نجات ہو جاوے گی۔ اصل علاج یہ ہے کہ وہ بولیں تو سوچ

سبب کے [illegible] اور جو [illegible] ہو سکتے ہیں کہ وہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اختیار کریں

تشبہ کی [illegible] ایک بحث جو عورتوں اور فیشن کی بحث [illegible] دوسری قوموں کی وضع [illegible] کا [illegible] جو عورتیں [illegible] عورتیں خود [illegible] مگر بعض مرد ان عورتوں کو [illegible] کہ لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق [illegible] کی [illegible] پس عورتوں کو چاہیے کہ [illegible] میں تشبہ ہے مردوں [illegible]

آجکل لوگوں کو [illegible] کی تشبہ [illegible] ———— [illegible] وضع اختیار کرنے [illegible] کہتے ہیں کیا اس سے [illegible]

کو بڑا سمجھنا جس سے [illegible] ہے، اور یہ [illegible] ہے [illegible]
بڑی کبر ہے یہ عورتوں کے اعمال کی تھوڑی فہرست تھی

فضول رسوم

ایک مرض عورتوں میں [illegible] ہے وہ یہ کہ عورتیں رسوم کی بہت پابند ہیں [illegible] کہ اکثر مرد بھی اُن کے تابع ہو جاتے ہیں اور بعض مرد [illegible] مخالفت [illegible] ہیں [illegible] دین [illegible] اُن کی مخالفت نہیں کرتے [illegible] خلاف [illegible] لوگ [illegible] باقی دوسرا [illegible] کہ فرض [illegible] وقت [illegible] ثواب [illegible] کے پیچھے [illegible] یہ کہ عورتیں [illegible] کرتی ہوں [illegible] خود [illegible] کرتی ہیں [illegible] اور [illegible] اور روپیہ [illegible] کے [illegible] رہتے [illegible] میں مشغول [illegible] خود [illegible] خرچ [illegible] اس لئے کہ [illegible] خرچ [illegible] جو وہ [illegible] جس [illegible] اپنے نفس [illegible] لیکن وہ بھی اس عمل کو [illegible] اپنے لعن و تشنیع کے خوف سے رسوم پر عمل کرتی ہیں مگر جس میں اسلام کی تعمیل کا مادہ ہوتا وہ رسوم کے ترک کرنے [illegible]

تسخیر کا خیال کبھی نہ کریگا اور گو یہ بات مسلمان سے بعید نہیں لیکن آجکل بوجہ
شائستگی ہمارے قابل التعریف ہے ایسا شخص آجکل ولی اور خدا کا مقبول ہے
ایک زندہ نظیر اسکی آپکے پیش نظر ہے میرے دوست تحصیلدار میاں عبدالحمید
صاحب نے جب ان کو اپنی دختر کی تقریب کرنی تھی اشارۃً انہوں نے نہایت مسرت
ظاہر کی کیونکہ بعض رسوم تو شرک و بدعت ہیں سو یہ تو اکثر لوگوں میں
سے جاتی رہی ہیں اگرچہ پوری تسلیم نہیں ان کی ملتی ہے اور دینی تسلیم بھی مگر ایک
دوسری قسم کی رسوم ہیں جو تفاخر کے لئے جاتی ہیں یہ متروک نہیں ہوئیں ان کے کرنے والے
بحث کر لیتے ہیں کہ ہم نے کوئی شرک تو نہیں کیا بلکہ ہم نے تو جب بات کوئی سی
دکھائی سو بھلا پتہ کہ جو رسوم تفاخر کے لئے کیجاتی ہیں وہ ممنوع ہیں چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے کھانے سے منع فرماتے ہیں جو تفاخر کے لئے
کھانا کھلائے بس جو رسم تفاخر کے لئے کی جاوے گی وہ ممنوع ہوگی اور تحصیلدار صاحب
نے بڑی ہمت کی اور ان رسوم کو بالکل چھوڑ دیا اور سب کی کچھ پروا نہ کی اور کہا کہ
تحقیق سے میرے پاس تشریف لائے اور مجھ کو نکاح پڑھنے کے لئے کہا میں نے جب
پوچھا کہ مہر کیا ہے تو انہوں نے ہزار روپیہ مہر تجویز کر دیا اور یہ تجویز ہو
گئی کہ اس کا مہر ادا کر دیا جاوے۔ اس میں دو مصلحتیں ہو گئیں ایک تو اس
سنت پر اس گھر میں بھی برکت ہوئی دوسرے یہ کہ مہر ادا ہو جاوے گا
اور بعد از ان بہت خرچ ہوتا ہے اور حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ نکاح نہایت
سادگی سے ہونا چاہئے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہ کا نکاح ہوا تھا تو
حضرت علی مجلس میں موجود بھی نہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ پڑھ
کر فرمایا کہ ان رضی علی بذلک یعنی اگر علی اس نکاح کو منظور
کرے جب ان کو خبر ملی تو انہوں نے فرمایا میں نے قبول کیا۔ کیسا سادہ نکاح

کہ جب [illegible] موجود نہ تھے لیکن اس سوال کی وجہ [illegible]
پاس تھا ہی کیا۔ فقر و فاقہ کی حالت تھی تو غریب گھر تھے کہ حضور صلی [illegible]
کس بات کی تھی جب جبرئیل [illegible] کر لیں۔ اگر آپ چاہتے تو [illegible]
جنت سے بہتر [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible]
[illegible] کہ ان کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] فرمایا [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] کہ جاؤ اس [illegible]
اور حضرت علی [illegible] حضور [illegible]
[illegible] اسی وقت [illegible] آپ نے فرمایا کہ [illegible]
[illegible] کر دوں [illegible]
[illegible] فرما دیا کہ جو کوئی [illegible]
[illegible] فرما دیا کہ حضرت فاطمہ [illegible]
[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف [illegible]
[illegible]
[illegible] ان کے منہ اور [illegible]
[illegible] غرض آپ نے [illegible]
[illegible]

کر کے دیں حلوا یا طعام مخصوص کہ اس کا ثواب حضرت [illegible] کی روح کو پہنچے نہ [illegible] ذکر کیا ہے تو تخصیص کے دو سے لئے نہیں دلانے کو پہنچتا ہیں یہ اس دن میں سورتیں پڑھ کر بخشا کرنے ہی کا ثواب بھی پہنچتا اور حصول کو بخشے دیتے کہ یہ منکر ہیں ثواب کا۔ یہ بات ہے جیسا کہ ایک شخص بے وضو اور قبلہ کو چھوڑ کر نماز کے لئے کھڑا ہو اور کوئی اس کو منع کرے تو کیا وہ نماز کا منکر ہو جاوے اسی طرح اس شخص کو جو قیود مروجہ کے ساتھ ذکر مروجہ یا میلاد مروجہ کو روکے تو کہتے ہیں کہ یہ ذکر رسول کا منکر ہے ہم کہیں گے کہ جس طرح وہ نماز کا منکر نہیں یہ ذکر کا منکر نہیں ہاں قیود سے اس کے [illegible] دونوں جگہ روکتے ہیں جو انہوں نے اپنی طرف سے مقرر کر لئے ہیں ان لوگوں کی بات کے یہ معنی نکلتے ہیں کہ یہ نیا مذہب ہے [illegible] اسلام [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں انہوں نے ایک ایک راستہ تجویز کر لیا ہے جو [illegible] کیا گیا ہے [illegible] مخصوص [illegible] اسلام [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا اتباع کرنا چاہئے [illegible] نیت کے ساتھ [illegible] منظور ہوں تو سب جو [illegible] نہ باقی رہ گئی۔

ساتواں سوال

ایک تو یہ کہ بیان کیجئے معنی [illegible]۔ المحدثات ۔ البدعت ۔ [illegible]

[illegible] پیغمبر آخر الزمان [illegible] الخلافات المحدثات [illegible] سنت پیغمبر آخر زمان کا ارشاد فرمایا ہے [illegible] اس [illegible] کی ضرورت [illegible] کہ [illegible] کی [illegible] کے

معنی میں پارسا رکھی ہوئی عورتیں مرد اُنکو پردہ میں [illegible] رکھنا معلوم ہوا کہ عورت اپنی کوئی نہیں جبتک مرد اُسکو محفوظ نہ رکھے [illegible] یہ بات [illegible] ہوئی ۔

ان الفاظ کے [illegible] دوسری یہ بات کہ پردہ میں [illegible] کیا [illegible] بات یہ ہے کہ اس کے پردہ میں ہونے سے [illegible] [illegible] اور [illegible] کہ [illegible] اُن کے [illegible] [illegible] [illegible] اور عورتوں کے لئے یہ [illegible] [illegible] مکان [illegible] [illegible] [illegible] کیا ہے ۔

ضرورت پردہ نسواں

چنانچہ بعض لوگ کہا کرتے ہیں [illegible] کہتے ہیں یہ لوگ [illegible] میں کہتا ہوں کہ یہ قید ضروری نہیں ہے بلکہ [illegible] حقیقت [illegible] ہے کیونکہ قید کی حقیقت ہے بخلاف مرضی محبوس کرنا پس قید تو جب ہو [illegible] تم [illegible] اُن کے لئے [illegible] باہر نکلنا [illegible] عورتوں [illegible] اور [illegible] [illegible] باہر نکل کر دوسروں کو [illegible] ۔

تفسیر و تعلیم کی تکمیل کی ضرورت اور اس کی توقع نہ [illegible] ضرورت ہونے پر
الحمد للہ - اب ختم تفسیر کرتا ہوں اور اس وعظ کا [illegible]
[illegible]
[illegible] ہوں ——— فقط :

دعوات عبدیت کا تیسرا وعظ

ملقب بہ

عضل الجاہلیۃ

[illegible] عورتوں کے حقوق کے متعلق [illegible] جمادی الاولیٰ [illegible]
[illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل
عليه ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من
يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد أن
لا إله إلا الله وحده لا شريك له ونشهد أن سيدنا ومولانا
محمداً عبده ورسوله [illegible]
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ كَرْهًا
وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ
بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ
فَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا
كَثِيرًا

آج جس مضمون کا بیان کرنا ہے یہ آیت اسی کے متعلق ہے [illegible] ان کو [illegible] سمجھ گئے ہوں گے اور [illegible] ترجمہ [illegible]

مقصود وشرط آج کا مضمون [illegible] مقصود [illegible] مقصود ہوتی ہے اگر یہ بات [illegible]

ورنہ یہ تذکرہ ناقابل سماعت اور فضول ہے اگر دونوں ہوں تو ہم خرما و ہم ثواب تو ہنسنا بھی مقصود محض اصلاح ہونی چاہیئے، اس میں لذت کا مقصود ہونا فضول حرکت ہے۔ آپ نے کسی کو نہ دیکھا ہوگا کہ اس کو شیخ محمد وحدی کے شعر سننے سے وجد ہوا ہو اور ذوق کے شعر پر وجد ہوا ہو گا لیکن اس تذوق کی وجہ سے یہ اثر نہ ہوگا کہ وجد ہونے کی وجہ سے ذوق کے شعر سے [illegible] کیا ہو [illegible] بیکار سمجھ کر ہماری ہوتی رہے گی۔ شعر

گر دوا ہست تیز است ور نہ مرض

(اور یہ مزہ ہوتی ہے مگر اس سے مرض دور ہوتا ہے)

اس کی مثال ایسی ہے کوئی مرکب لذیذ بھی ہو اور مزیل مرض زائل کر دور کرنے والی بھی ہو تو خوش قسمتی ہوگی مگر لذت مقصود نہیں ہوتی ورنہ جس لذت رکھی جاتی ہے تو شفا ہونے کے لئے ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ذکر میں ابتداً لذت ہوتی ہے بعد میں فوائد مرتب ہو جاتے ہیں۔ اس پر ایک حکایت یاد آئی، مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے ایک مرید نے کہا کہ حضرت اب تو ذکر میں لذت نہیں آتی فرمایا پرانی ہو گئی اتنی ہی ہوتی ہے اس سے ترقی ہے کہ اول اول تو اس میں لذت ہوتی ہے مگر فوائد غیر مرتب ہیں کہ محسوس ہوتی ہے جب مدت گذر جاتی ہے پھر لذت سے زیادہ ذکر کے قابل فوائد ہوتے ہیں، نہ کہ لذت کے [illegible] اور مطلوب [illegible] بلکہ ہر پروانہ کیجئے۔

گانے میں لذت کا سبب

اور سننے والوں کی عادت ہے کہ نئے شعر میں لذت ان نئی بات کو آتی ہے کہ سب نئی بات کا لذت سے کر دیتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اگر

شوہر پہلے مرجاتا ہے پھر لڑکی کی مٹی خراب ہوتی ہے اور کہیں دوسری طرح ظلم ہوتا ہے کہ بچے سے جوان عورت کا نکاح کردیتے ہیں اور اس مرض کا مجھے اب تک گو اجمالاً علم تھا مگر تفصیلاً نہ تھا لیکن جس درجہ پر وہ پہنچا ہوا ہے اس کا علم نہ تھا ایک واقعہ جو یہاں ہوا اس سے اس کی کا پتہ چلا اور ایک بزرگ کے آنے سے مجھ کو زیادہ توجہ ہوئی وہ یہ کہ ایک نکاح یہاں ہوتا تھا لڑکا چھوٹا تھا لڑکی بڑی کہ دونوں کی عمر میں اتنا تفاوت تھا کہ اگر اس عورت کے چھوٹا لڑکا ہوتا تو شاید وہ اس کے برابر ہوتا مجھے یہ ناگوار ہوا مگر وہ ناگواری اس وجہ سے نہ تھی کہ وجوب یا حرمت تک پہنچی ہوئی تھی بلکہ صرف کراہت تھی اور عقلی تھی کہ تناسب نہیں تھا لیکن مرد کو عورت سے موانست ہوتی ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ

نیچی نگاہ والی ایک عمر

کہ شوہروں کی ہمسنیت ایسی ہوگی جیسے ہم عمر ہوتے ہیں۔ دوسری جگہ ہے

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا

اَتْرَابًا لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ؕ

ہم نے اٹھایا ان عورتوں کو ایک اٹھان پر پھر کیا ان کو کنواریاں پیار دلانے والی ہم عمر۔

غرض تفاوتِ عمر کا اثر اجنبیت ہوتی ہے اور یکرنگی ہم عمری ہی سے محبت ہوتی ہے بڑے سے نہیں ہوتی۔ ایک حکایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے وقت کی لکھی دیکھی ہے کہ:

ایک لڑکا نالی میں گھس گیا اور وہاں آپ سے نکلنے نہ پاتا تھا

کی نہ تھی کچھ نہ کچھ بتاتے اور نکالنا چاہتے وہ اور اندر گھسا جاتا تھا یہاں تک کہ نیچے گر پڑنے کا اندیشہ ہوا لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اسے کچھ مت کہو ایک دوسرے لڑکے کو اس کے پاس بٹھا کر کھیل میں مشغول کرو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، بچہ کو کھیلتا دیکھ کر یہ بچہ بھی ادھر سے نکل آیا اور اس کے ساتھ کھیلنے لگا۔

ایک حکایت اور یاد آئی۔ دیوبند کے ایک طبیب بادشاہ کے یہاں امیدواری کے بہت دنوں رہے مگر تقرر نہ ہوا۔ ایک شہزادہ کمسن نے روزہ رکھا تھا۔ روزہ کا عوام میں زیادہ اہتمام ہے نماز کا اتنا نہیں حالانکہ نماز کے متعلق حکم ہے کہ اول تو کھڑے ہو کر پڑھو کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر پڑھو۔ بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکو تو لیٹ کر اشارہ سے پڑھو۔ جب اشارہ بھی نہ ہو سکے تو نماز موخر کردو معاف نہیں ہوگی جب طاقت آجائے گی تو ان نمازوں کو قضا کرنا پڑے گا اور سات برس کے بچے کو نماز پڑھوانے کا اور دس برس کے بچہ کو مار کر پڑھوانے کا حکم ہے اور روزہ میں یہ خاص اہتمام نہیں کہ جب طاقت ہو رکھو اور اگر طاقت نہ ہو تو قضا کر لینا جائز ہے۔ اور پھر جب طاقت آجائے گی تو قضا لازم ہے اور اگر طاقت نہ آئے تو فدیہ بھی دے سکتے ہیں مگر لوگوں کو روزہ کا بہت اہتمام ہے کہ میں نے دیکھا ہے ایک چار برس کے بچہ کو روزہ رکھوا دیا۔ ایک جگہ میں نے دیکھا کہ لڑکوں نے ایک ذرا سی لڑکی کو روزہ رکھوا دیا اور جب وہ پیاسی ہوئی تو یہ سمجھا دیا کہ غرض تھوڑا سا پانی پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر بیچاری روزہ ہی روزہ سمجھتی رہی۔ ایک دفعہ ایک لڑکے سے زبردستی روزہ رکھوایا گیا گرمی کے دن تھے دوپہر کے

کہ پیرو نے بتا دیا کہ عصر کے وقت پیاس سے سخت پریشان ہوا۔ رئیس نے روزہ کشائی کا بہت اہتمام کیا تھا۔ تمام خاندان کی اور دوستوں کی دعوت کی تھی آخر سہ پہر کو تھوڑی دیر اور صبر کر کہ اس بیچارہ کو تاب نہ آئی اوّل تو اس نے لوگوں کی منتیں خوشامدیں کیں مگر کسی نے اُسکی جانب رحم نہ کیا اور کسی نے اس کو ایک گھونٹ بھی پانی نہ دیا آخر وہ خود اُن رئیس نے اتنا سامان کیا تھا کہ مٹکوں میں برف بھری گئی تھی وہ مٹکے سے جا چمٹا کہ کچھ تو پانی سے قریب ہو اور لپٹتے ہی جان نکل گئی۔ اس کا وبال روزہ دار کے ماں باپ پر پڑا۔

صاحبو! شریعت کا تو یہ حکم ہے کہ اگر جان کی بھی ہلاکت کا خوف ہو تو روزہ توڑ دینا واجب ہے۔ مگر اہل رسوم کے نزدیک مصیبت ہی کیوں نہ ہو کہ اس کی اجازت نہیں۔ افسوس خدا کو ایسے روزہ کی ضرورت نہیں۔ خدا تو سب سے زیادہ رحیم ہے۔ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تم سے زیادہ تم پر شفقت ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ۔

مسلمان کو جتنا اپنے نفس کا خیال ہوتا ہے نبی علیہ السلام کو اس سے زیادہ مسلمانوں کا خیال ہوتا ہے۔

تو جب مکلف کو یہ حکم ہے کہ ایسے وقت میں روزہ توڑ دے تو بچہ نابالغ بے چارہ کا بچہ تو کسی شمار میں نہیں۔ اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ شریعت میں اتنی شفقت و سہولت ہے کہ تم خود اپنے ساتھ اتنی نہیں کر سکتے۔ رنگون میں ایک شہزادہ کبھی روزہ سے بہت پریشان تھا۔ جب ترکیب پوچھی گئی انہوں نے روزہ توڑنے کو کہا۔ یہ رائے بادشاہ کو پسند نہ آئی کیونکہ سارا سامان ٹھاٹ باٹ کا تھا۔ افسوس دینداروں کی قدر نہیں

غرض یہ ہے بچے کی جان جاتی ہے اور بادشاہ کو اپنے سامان کی پڑی ہے
شیخ ابن امیر داد شیخ نے کہا کہ میں ایک ترکیب بتاتا ہوں چند لڑکوں کو یہ
ہدایت کر دیجئے کہ شاہزادہ کے سامنے لیموں تراش تراش کر کھا دیں۔ چنانچہ
جب ایسا کیا گیا ان کو اس حالت میں دیکھ کر بچے کے منہ میں پانی بھر آیا
جب اس نے کہا یہ پانی نگل جاؤ۔ پس اس تدبیر سے [illegible] تر ہو گیا اور
[illegible] ہو گئی۔ بہت اطمینان ہوا۔ اسی روز افسر الاطباء مقرر ہوئے
اس حکایت سے میرا مقصود یہ ہے کہ تدبیر کی رعایت بہت ضروری
ہے [illegible] یہ امر طبعی تو ہے ہی لیکن کسی قدر شرعی بھی ہے
حدیث شریف میں بھی ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
سے نکاح کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پیغام دیا۔ پھر حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے پیغام دیا تاکہ [illegible] یہ شرف ان کو حاصل ہو کہ
ان حضرات کی بیٹیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں
داخل تھیں یہ شرف بھی ان کو حاصل ہو جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے داماد بنیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا:

انہا صغیرۃ (وہ کمسن بچی ہے)

[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
[illegible] کہ دونوں صاحبوں کی درخواست رد فرما دی۔ اس کے بعد
ان دونوں حضرات نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رائے دی کہ حضرت فاطمہ
رضی اللہ عنہا سے نکاح کی درخواست کرو امید ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
منظور فرما لیں گے۔ غرض یہ ہے کہ اس سے معلوم ہوا لوگ یوں سمجھتے ہیں
کہ [illegible] میں کشش تھی۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ
كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۔

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں یہ کافر لوگوں کے خیالات ہیں سو بڑی بربادی ہے ان کافروں کے لئے کہ وہ دوزخ میں جانے والے ہیں۔

معلوم ہوا شیخین نے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پیغام دینے کی رائے دی کیا اس کو عداوت کہتے ہیں۔ عداوت تو جب ہوتی کہ یہ راہ نہ بتاتے اور خود لے لیتے چنانچہ یہ ممکن بھی تھا مگر چونکہ کم سن تھے اس لئے ذرا شرمندہ ہوتے اور زبان سے کچھ نہ کہہ سکے۔ اور دیکھو خبردار شیخین پر اعتراض نہ کرنا کہ باپ جیتے تھے پھر بھی تو بیٹی مانگنا ہی تھا عیب نہیں تو بعض دفعہ باپ نے خود اپنی بیٹی کے لئے پیغام دیا ہے چنانچہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر سے بیوہ ہو گئیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حفصہ بنت عمر بیوہ ہو گئی ہے اس سے تم نکاح کر لو۔ وہاں ہندوستان کی سی رسم نہ تھی کہ باپ خود بیٹی کے لئے کہتے ہوئے شرمائیں۔ پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سوچ کر جواب دوں گا۔ پھر انہوں نے عذر کر دیا اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حفصہ بنت عمر بیوہ ہو گئی ہے اس سے آپ نکاح کر لیجئے۔ انہوں نے کچھ بھی جواب نہ دیا کہ سوچوں گا یا کچھ جواب ہی نہ دیا۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام آیا اور نکاح کر لیا۔ پھر حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما جو ملے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے جواب نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ بھائی ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے سنا

تھا اس لئے ہم نے جواب میں توقف کیا کہ نہ خود قبول کرسکتا تھا نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ظاہر کرسکتا تھا اور صاف جواب دینے میں شبہ تھا کہ تم اور کہیں منسوب کرلو۔ غرض عرب میں ایسی بے تکلفی تھی کہ باپ اپنی بیٹی دینے میں نہیں شرماتا تھا بلکہ خود عورتیں آکر عرض کرتی تھیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے نکاح کر لیجئے۔ ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی لڑکی نے کہا کہ یہ عورت کیسی بے حیا تھی، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تجھ سے اچھی تھی اس نے اپنی جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دی۔ غرض عرب میں یہ کوئی عیب نہ تھا۔

میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم بھی ایسا ضرور کرو لیکن اگر کوئی کرے تو منع نہیں ہے۔ اگر کوئی شرم و حیا سے ایسا نہ کرے تو کسی فرض کا تارک نہیں ہوا مگر یہ حیا تو کم و بیش لڑکوں میں بھی ہونی ضروری ہے خصوصاً ہندوستان کے لئے تو بہت ہی زیادہ ضروری ہے کیونکہ یہاں بہت [illegible] ہیں اور ان سب کا انسداد حیا سے ہو سکتا ہے اور [illegible] باقی ہے جس قدر حیا ہے [illegible] [illegible] لڑکیوں میں [illegible] نہیں دیکھی جاتی اور اب بھی جس [illegible] ہے وہ [illegible] کی وجہ سے [illegible] حیا کا [illegible] ہے اور [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے کہ جب آ کر بیٹھ گئے اور [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ [illegible] حضرت [illegible]

الگ کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہو گیا، مگر یہ نہیں ہوا [illegible] کو [illegible] جو مٹھائی تقسیم ہو لوگ کہتے ہیں کہ مٹھائی میں یہ بات ہے [illegible] سے بھی [illegible] سبب یہ ہے [illegible] نے غیر پختہ جوڑتے ہوئے اور پختہ [illegible] ہو گئے [illegible] آنکھ سے دیکھے ہیں اس لئے سب [illegible] کہ [illegible] بھی تو ہم کو وہ کرنا چاہیے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تو اتباع کا اتنا اہتمام تھا کہ انہوں نے [illegible] کھانے تک کی حدیثیں بھی محفوظ کی ہیں مثلاً یہ کہ:

إنّي آكل كما يأكل العبد.

کہ میں تو اس طرح کھاتا ہوں جس طرح غلام کھایا کرتا ہے۔

سو تم بھی ایسے ہی کھاؤ جس طرح غلام کھاتا ہے، دیکھو تو ہم سب خدا کے غلام ہیں اور ہر وقت خدا کے سامنے ہیں تو اس طرح سے کھانا چاہیے، جیسے آقا کے سامنے غلام۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کر بیٹھ کر کھاتے تھے، ایک اس میں بڑی مصلحت ہے کہ پیٹ [illegible] رہتا ہے [illegible] کھانا حد سے زیادہ نہیں کھا سکتا جس سے پیٹ بھی نہیں بڑھ سکتا جیسا بعض حریص لوگوں کا بڑھا ہوتا ہے [illegible] بڑے بڑے [illegible] ان کا پیٹ بہت بڑھ گیا تھا ایک مرید نے [illegible] جب فرمایا کہ [illegible] تو پھر نفس کبھی [illegible] گیا۔ غرض بعض لوگ بہت ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں، شریعت کو [illegible] مطلوب ہے، [illegible] کا طریقہ یہ ہے کہ اکڑوں بیٹھ کر کھاؤ نیز اکڑوں بیٹھنے میں تواضع اور انکسار بھی ہے، بعض لوگ فرعونوں کی طرح بیٹھ کر کھاتے ہیں [illegible] بزرگ [illegible] میں نے حکایت سنی کہ انہوں نے ایک رئیس [illegible] کو دیکھا [illegible]

وہ ٹانگیں لٹکائے ہوئے کھانا کھاتے تھے بیٹھ کر یہ حال ہوا تھا کہ شوربا وغیرہ گرے تو کپڑے خراب ہوں کیونکہ وہ بہت موٹے تھے اور کچھ تکبر بھی کرتے تھے۔ خدا بچائے بعض تو اس قدر موٹے ہو جاتے ہیں کہ عظیم آباد میں ایک رئیس تھے ان کا استنجا نوکر کرتا تھا اس طرح کہ ایک تھان پانی میں دے کر گھسیٹا جاتا تھا اور مقعد پر پانی ڈالتا تھا اس غریب کے لئے موٹاپا بھی ایک عذاب ہے

کی رستہ بر مرد بسیار خوار [1] کہ بسیار خوار است بسیار خوار
نہ چنداں بخور کز دہانت برآید [2] نہ چنداں کہ از ضعف جانت برآید

غرض اس ہیئت میں ایک یہ مصلحت تھی کہ کھانا زیادہ نہ کھایا جاوے نیز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جلدی جلدی کھانا کھاتے تھے آج کل یہ سمجھا جاتا ہے کہ جو جلدی کھائے وہ حریص ہے رہا جو کسی نوکر نے یہ کہا کہ بہت جلدی کرے تو بتلاؤ اس کی قدر کروگے یا بیقدری یقیناً قدر کروگے اور یہ بھی کہا جاوے گا کہ یہی اس کی قدر ہے تو خدا کی دی ہوئی چیز کیا قدر کے قابل نہیں اور کیا قدر کا یہ طریقہ ہے کہ نزاکت کے ساتھ آہستہ آہستہ کھایا جاوے جس سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ اس کو بھوک نہیں یا رغبت نہیں۔ یا یہ طریقہ ہے کہ خوب جلدی جلدی اس پر لپک کر کھایا جاوے جس سے معلوم ہو کہ بڑا ہی مشتاق ہے اور اس کو اس

---

[1] زیادہ کھانے والے آدمی پر رحم نہ کر دیکھ کر زیادہ کھانے والا زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

[2] نہ اتنا زیادہ کھا کہ تیرے منہ سے نکلنے لگے نہ اتنا کم کھا کہ کمزوری سے تیری جان نکلنے لگے۔

کھانے سے بہت ہی رغبت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کی قدر کی اور اس کی طرف اپنی احتیاج فعل سے بھی ظاہر کر دی اور قول سے بھی کہ دعا جو کھانے کے بعد کی ہے اس میں فرمایا: غیر مستغنی عنہ ربنا کہ اے رب ہم اس کھانے سے مستغنی نہیں عمر بھر حاجت رہے گی اور یہاں سے ایک ادب کی بات بتاتا ہوں کہ آجکل یہ عام عادت ہو گئی ہے کہ پیروں کے سامنے جب کچھ لا کر پیش کرتے ہیں کہ آپ کو تو اس کی کیا ضرورت ہے مگر جی چاہا اس لئے یہ ہدیہ لیتا آیا اور پیر اس سے خوش ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اس وقت بھی حاجت ظاہر کرنا چاہئے۔

صاحبو! یہ استغنا محض پیٹ بھرائی ہونے کی بدولت ہے۔ ذرا ایک وقت کھانے کو نہ ملے پھر دیکھئے پیر صاحب کا سارا استغنا رکھا رہ جائے گا۔ انسان کو نہ تو ایسا استغنا چاہئے کہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے بھی استغنا کرنے لگے اور نہ ایسا حریص ہو کہ اشعب ثانی بن جائے۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ فرماتے تھے کہ آج کل تو پیروں کی یہ حالت ہے کہ جہاں مرید نے سر جھکایا سمجھے کہ پگڑی سے روپیہ نکال کر دے گا۔

اشعب طامع عرب میں بڑا حریص شخص تھا۔ اس کو ایک دفعہ لڑکوں نے چھیڑا تو ٹالنے کی غرض سے کہنے لگا کہ دیکھو فلاں جگہ کچھ بٹ رہا ہے وہاں جاؤ۔ لڑکے اس طرف کو دوڑ گئے تو خود بھی پیچھے پیچھے دوڑا کہ شاید یہ بات سچ ہی ہو جب لڑکے اس طرف جا رہے ہیں تو واقعی آجکل بعض کی یہی حالت ہے اور بعض کو جو استغنا ہوتا ہے تو ایسا کہ جہاں ضرورت ہو کچھ لے وہاں بھی استغنا برتتے ہیں تو یہ دونوں حالتیں بری ہیں۔

چوں گرسنہ می شوی سگ می شوی
چونکہ خوردی تند و بدرگ می شوی ؎

بہرحال استغناء عن اللہ کوئی چیز نہیں خدا کا رزق قابل استغناء نہیں اسی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فعل و قول دونوں سے ظاہر فرمادیا ہے تو ان چیزوں کے متعلق جو صحابہؓ نے افعال نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کیا ہے وہ محض اسی لئے کہ ہم ان کا اتباع کریں بلکہ جو چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغوب تھیں وہ ہم کو بھی مرغوب ہونی چاہئیں یعنی وہ امور عقلاً تو مرغوب ہونے چاہئیں ہی طبعاً بھی مرغوب ہو جائیں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور کدو کا سالن پکایا تو میں نے دیکھا کہ آپ پیالے میں سے کدو تلاش فرما فرما کر کھاتے تھے اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ یہ کیسا کدو تھا اگر تھوڑے سے دونوں کو شامل ہو جب تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فما زلت احب الدباء بعد یومئذ یعنی اس دن سے مجھ کو کدو سے محبت ہو گئی ہمیشہ کو۔

شان اتباع صحابہ

دیکھئے انس رضی اللہ عنہ کے دل کی اگر تو ... کی یہ حالت تھی کہ جس چیز کی طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رغبت دیکھتے ان کا دل بھی اسی کو چاہنے لگتا تھا۔

صاحبو! اگر یہ بات نصیب ہو تو اتنا تو پسند کرنا چاہئے اور اس کا

؎ جب تو بھوکا ہوتا ہے تو کتے کی طرح خوشامد کرتا اور ذلیل ہوتا ہے۔ پیٹ بھر کر کھاتا ہے اور جب پیٹ بھر جاتا ہے تو سرکش ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

اتباع تو کرنا چاہیئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کیا کہ کوئی رسم وغیرہ نہیں کی اور یہ رسمیں اس وقت موجود ہی نہ تھیں یہ تو بعد میں لوگوں نے نکالی ہیں اور خوشی میں تو رسمیں ہوا کرتی ہیں اور ان کے یہاں غمی میں بھی رسمیں ہوتی ہیں ۔

منگنی اور شادی کی رسوم کی تباہ کاریاں

ان رسموں نے بہت سے گھروں کو تباہ کر ڈالا ہے ایک صاحب کہتے تھے کہ آج قیامت منگنی اور شادی کا نام بڑی مصیبت ہے ان شادیوں کی بدولت گھر والوں کو کیسی کیسی مصیبت سہنی پڑتی ہے کہ رفتہ رفتہ سارے گھر کا خاتمہ ہو جاتا ہے غرض حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ کیا اور رشتہ کے وقت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود بھی تھے اور نکاح کے وقت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی موجود نہ تھے بلکہ معلق نکاح ہوا تھا کہ اِنْ رَضِیَ عَلِیٌّ

یعنی اگر علی رضا مندی ظاہر کریں چنانچہ جب وہ حاضر ہوئے تو حضور نے کہا رَضِیْتَ اب نکاح تمام ہوا میرا یہ مطلب نہیں کہ اسی طریقہ کو شروع کر دو لہا بھاگ جایا کرے سنت پر چلنے لگے نہیں کہنے کا مطلب یہ ہے کہ برات وغیرہ کے تکلف کی ضرورت نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود نوشہ کے ہونے کی ضرورت نہیں سمجھی پھر برات کا ہونا کیوں ضروری سمجھا جائے اصل میں یہ برات وغیرہ ہندوؤں کی ایجاد ہے کہ پہلے زمانہ میں امن نہ تھا دلہن کی حفاظت کے لئے ایک جماعت کی ضرورت تھی اور اسی وجہ سے فی گھر ایک آدمی لیا جاتا تھا کہ اگر اتفاق سے کوئی بات پیش آئے تو ایک گھر میں ایک ہی آدمی مرے ۔

تو اس کا زمانہ ہے اب اس جماعت کی کیا ضرورت ہے اگر خوف بھی ہو تو اس سے تو رہنما کر کیوں لاؤ اور اگر کہیے کہ اس میں کچھ مصلحت ہے تو اس کا یہ جواب ہو سکتا ہے کہ برات والے جاتے ہیں جمع ہو کر اور لوٹتے ہیں متفرق اور کچھ دلہن اور کچھ راستے رہ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ خدمت وغیرہ کا مقصود نہیں صرف رسم کو پورا کرنا ورنہ آوری تو ضروری ہے رخصت یہ کہ نزدیک عصر کے وقت۔ رات باقی ہے اور لڑکی سے اب بھی ایسا غضب کرتے ہیں کہ اسی وقت رخصت کر دیتے ہیں شدید ہوتا ہے کہ اب بالکل پتہ نہیں رہتا ورنہ حفاظت کی اب پہلے سے زیادہ ضرورت ہے کیونکہ زیب و زینت کی حالت میں ہے خدا جانے کیا بات پیش آجاوے۔ غرض السلامۃ فی الحذر ہے تو عقل کی بھی رخصت ہو جاتی ہے۔ اور اگر یہ خیال ہے کہ کنواری کی حفاظت زیادہ ضروری ہے بیاہی ہوئی کی حفاظت کی ضرورت نہیں اور یہ خیال عوام ہی سے ماخوذ ہے اس کا منشاء یہ ہے کہ اگر کنواری سے کوئی بات ناجائز ہو جاتی ہے تو اس میں بدنامی اور رسوائی ہوتی ہے اور بیاہی سے کوئی بات صادر ہو جاتی ہے تو بدنامی نہیں ہوتی کیونکہ احتمال ہے کہ شوہر سے اس کی طرف نسبت کی جاوے گی مگر یہ خیال محض جہالت پر مبنی ہے۔ اگر عقل سے کام لیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ کنواری کی حفاظت کی اتنی ضرورت نہیں جتنی بیاہی ہوئی کے لئے ضروری ہے۔ راز اس میں یہ ہے کہ قدرتی طور پر شرم و حجاب بہت ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک طبعی مانع موجود ہے۔ اس کی ہمت کم ہوتی ہے بخلاف بیاہی ہوئی کے کہ اس کے ساتھ یہ مانع نہیں رہتا اس کی نسبت حفاظت مخدوش رہتی ہے اس لئے بیاہی ہوئی کی ضرورت ہے۔ غرض کنواری کو جس قدر حفاظت کی ضرورت ہے بیاہی کی حفاظت بھی زیادہ ہوتی ہے اور یہ کہ ان کو خوف نہیں

ہوتا کیونکہ کنواری میں تو کوئی آڑ نہیں اور اس میں شوہر کی آڑ ہے اس
کا فعل اسکی طرف منسوب ہو سکتا ہے اس لئے بیاہی ہوئی کی نسبت
بُرے کاموں پر کنواری سے زیادہ مائل ہو سکتی ہے۔ اس کی حفاظت
کنواری سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ مگر لوگوں نے اس کا الٹا کر رکھا ہے وہ یہ
کہ اسکی پرواہ آجکل نہیں کی جاتی کہ عصمت و عفت محفوظ رہے صرف
اپنی بدنامی اور رسوائی کی پرواہ کی جاتی ہے سو چونکہ کنواری میں جو کوئی آڑ
نہ ہونے کے بدنامی کا قوی اندیشہ ہے اس کی نگہبانی تو کی جاتی ہے اسی
خیال کی بنا پر رخصت کے وقت ماں باپ کچھ خیال نہیں کرتے کہ یہ
وقت مناسب ہے یا نہیں جب بیاہی برات کے ساتھ کر دیتے ہیں کیونکہ
ان کے نزدیک تو حفاظت کا وقت کنوارپن تک تھا اب وہ [illegible]
ہو گیا ہے راستہ میں ڈاکو ہی کیوں نہ ملیں [illegible] والوں کو تو یہ
پڑی ہے کہ ان باتوں پر خیال کریں گھر کی واپسی کو تو [illegible] رخصت
کر دینا چاہیئے یہ خرابیاں ہیں برات میں جن کی وجہ سے برات کو منع
کیا جاتا ہے۔ اور پہلے جو پیدل براتوں میں جاتا تھا جب تک یہ نئی نئی
خرابیاں نہ آئی تھیں۔ اب میں ان رسموں کو [illegible]
اگر تم میری کہنے میں نہ آؤ تو [illegible] دیکھ لو [illegible]
[illegible] کی وجہ سے ایک گاؤں کا آدمی [illegible]
تمہارے سمجھنے کیلئے بہت [illegible] نے کہا [illegible]
جن میں اعتقاد ہو تو حقیقت میں [illegible] مگر [illegible]
تم سے بعض باتوں کی خرابیاں ظاہر کرا دیں [illegible]
سکتیں۔ اس لئے لوگ [illegible] بہت مشہور کرنے [illegible]

کہ لئے بیٹھے ہو تو متفرق ہو کر کیوں لوٹتے ہیں حتیٰ کہ بعض دفعہ دلہن اور دولہا
اکیلے رہ جاتے ہیں۔ اگر کوئی کہے کہ دولہا تو دلہن کے ساتھ ہوتا ہے تو
حضرت ذرا کہاں سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ آج کل رائے یہ ہے کہ شادی
جلدی ہونی چاہیئے کیونکہ اب وہ عفت و دیانت تو باقی ہی نہیں رہی جو
پہلے تھی اب زیادہ ضبط کی ہمت نہیں ہوتی تو جلدی شادی ہونے
میں جلدی یہ فائدہ ہے چنانچہ خرابیاں بھی ہیں اور ان خرابیوں کے
انسداد کے لئے بعض عقلمند لوگ رخصت کے وقت شوہر سے کہتے
ہیں کہ ہمیشہ اپنی لڑکی سے کچھ کہنا نہیں یہ بہت ہی واہیات ہے
[illegible] بازمی کوئی کہ دلہن ترکی ہوشیار [illegible]
[illegible] بڑی لڑکی کے تھے [illegible]
[illegible]

ایک صاحب [illegible] لڑکی تو بیس برس کی اور لڑکا
[illegible] میری لڑکی [illegible]
[illegible]
[illegible] کی ضرورت ہے [illegible]
[illegible] دولہا صاحب ڈرتے ہیں [illegible]
[illegible] دلہن اور [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] شادی کے [illegible]
[illegible]

کہ شاید پیچھے بڑے میاں مر جائیں گے اور پھر لڑکی کی بڑی خرابی ہوگی۔ اس بات پر وہ کچھ بھی خیال نہیں کرتے۔ —— بالخصوص بعض قوموں میں یہ رسم کہ عورت کی زیادتی ہے [illegible] جس گھر میں بیوی [illegible] یعنی لڑکا چھوٹا ہوتا ہے اور لڑکی بڑی [illegible] اس کے برعکس کی خرابی اس سے بڑھ کر [illegible] ہوتی۔ بات یہ ہے کہ خود حکماء نے کہا ہے کہ اگر عورت کچھ زیادہ بڑی ہو تو نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت محکوم ہوتی ہے مرد [illegible] کے قویٰ ضعیف ہوتے ہیں اور رطوبت کے اور [illegible] جلد [illegible] ہو جاتی ہیں اس لئے [illegible] تو اگر لڑکی [illegible] ضعیف ہوگی تو پھر [illegible] عمر سے زیادہ [illegible] ضعیف ہوگا تو دونوں سے [illegible] بوڑھے ہو جائے [illegible] اطباء نے [illegible] لڑکے کی کم عمری اور لڑکی کی زیادہ عمر [illegible] ہوگی [illegible] عقل کے خلاف ہے [illegible] یہ ہے کہ شوہر حاکم ہوتا ہے اور عورت محکوم [illegible] پہلے بوڑھی ہو جائے جب عورت کی عمر زیادہ ہے تو شوہر سے بہت پہلے بوڑھی ہو جائے گی اور جوان پر حکومت کرنے کی [illegible] اور بعض قوموں میں تو یہ رسم ہے کہ لڑکا [illegible] اور لڑکی پوری جوان [illegible] دونوں کا نکاح کر دیا جاتا ہے [illegible] ہوتے ہیں۔

[illegible] اس عمر کے [illegible]

تو نابالغ ہے کوئی ایسی تدبیر بھی ہے کہ نکاح ٹوٹ سکے، باپ کے اختیار میں جوڑنا تو ہے مگر توڑنا نہیں کیونکہ ولی صرف ایجاب کا سرپرست ہے، فسخ کا اختیار ہے مختار کا نہیں۔ بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ اگر لڑکے سے طلاق دلوا دیں تو جواب ہے کہ نہیں، نابالغ کی طلاق نہیں پڑتی۔ بعض دفعہ لڑکا نوجوان ہوتا ہے اور لڑکی بہت جوان مگر وہ بچہ ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوا ہے کہ بہو کا لڑکے کے باپ سے تعلق ہو گیا، اب غضب یہ ہوا کہ وہ [illegible] سے حاملہ ہو گئی اور وہ اعتبار بھی نہیں کرتا کہ وہ ان کی بیوی ہے اور ویسے بھی تو شریعت اس کو کیسے پسند کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ عمر کا تفاوت ہو تو کب چل سکتا ہے۔

کانپور میں ایک ایڈیٹر صاحب نے زبردستی لڑکی کا نکاح کر دیا۔ گو رشتہ [illegible] لئے مجبور ہوتی ہے کہ اگر [illegible] کا کہنا نہ مانا تو روٹی نہ ملے گی۔ [illegible] سب و شتم سے معلوم ہو گیا کہ عورت کا زیادہ بڑا [illegible] ہے تو مجھے یہاں کا یہ واقعہ اس لئے بھی [illegible] بزرگ نے مجھے اس کا [illegible] یاد دلایا [illegible] گیا تھا۔ لیکن انہوں نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ میں نے اس کے بارے میں کچھ لکھا ہے۔ وہ تم کو دکھاؤں گا، چنانچہ [illegible] سے وہ پھر یاد آ گیا۔ انہوں نے یہ لکھا ہے کہ بعض مسلمانوں [illegible] بات ہے کہ شوہر کے مرنے کے بعد عورت [illegible] شوہر والے [illegible] ہیں یعنی ماں باپ ان کے [illegible] رہتے [illegible] ہیں۔ جو وہ عورت خود بھی اپنی مرضی [illegible] سکے نہ ماں باپ کر سکیں۔ جہاں جی چاہے دوسرا نکاح کر دیا

مثلاً شوہر تو چاہتا ہے کہ اپنے چھوٹے بیٹے سے نکاح کر دوں، اور باپ نہیں چاہتا [illegible] کرے تو باپ کا کچھ زور نہ چلے گا، اور تمنا یہ ہوتی ہے کہ جو کچھ [illegible] چنانچہ ایک اور عورت نے اپنی بہو کا نکاح ایک بچہ سے کر دیا [illegible] یہ ہے کہ عورت کی عقل پر تو پردہ پڑا ہی تھا، مردوں کی عقل بھی ماری گئی، ان کو بھی اس کا کچھ خیال نہیں ہوتا اور اس کو اپنے نزدیک ٹھیک سمجھتے ہیں اس لئے میں نے اس وقت یہ آیت پڑھی جس میں ارشاد ہے کہ یہ دستور کہ عورتوں کو اس طرح سے اپنی ملک میں سمجھیں بیجا ہے فرماتے ہیں:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ
کَرْھًا وَلَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْھَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ
اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ وَعَاشِرُوْھُنَّ
بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا
شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ خَیْرًا کَثِیْرًا ۔

اے ایمان والو! تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے زبردستی مالک ہو جاؤ اور ان عورتوں کو اس غرض سے مقید مت کرو کہ جو کچھ تم لوگوں نے ان کو دیا ہے اس میں کا کوئی حصہ وصول کر لو مگر یہ کہ وہ عورتیں کوئی صریح ناشائستہ حرکت کریں اور ان عورتوں کے ساتھ خوبی کے ساتھ گذران کیا کرو اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اس کے اندر کوئی بڑی منفعت رکھ دے۔

[illegible] دیکھئے کہ قرآن میں [illegible]
[illegible]

وراثت سے راضی بھی نہیں ہوتی تھیں اور اگر وہ راضی بھی ہوں تب بھی شریعت کی رو سے [illegible] جائز نہیں ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی زبان سے دن نکاح پڑھوایا تو یہ زبان سے کہلوانا بھی مختلف ہم کرنے کو ہے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ جب پہلے نکاح کر دیا گیا تو مسئلہ یہ ہے کہ جو نکاح بغیر زبان سے کہے جائز نہیں ہوتا تب غلط کا اس میں بالکل خیال نہیں کیا جاتا اور بعض یہ تو سب پہلے ہی نکاح کر دیتے ہیں ۔

قادیان میں ایک بیوہ کا نکاح ہوا اور دیر بعد رخصت ہوئی ، وہ راضی نہ ہوتی تھی تو اسے زبردستی کے ساتھ کر دیا گیا اور کہہ دیا گیا کہ وہاں لے جا کر اس کو راضی کر لیں ۔ اور وہاں ایک [illegible] جب اس نے پوچھا کہ یہ کیا واہیات کیا ، تو کہنے لگے کہ نکاح تو پہلے سے ہو چکا ، [illegible] اور کسی [illegible] نہ کرنے کے [illegible] کہنے لگے پھر رخصت کے بعد بھی نکاح نہ ہوا ۔ [illegible] ثابت کرنے [illegible] کہ [illegible] جب لوگ [illegible] کے [illegible] کر لیا تو [illegible] ہوا ۔

زبانی اقرار کی ضرورت

بعض لوگ تو زبان سے بھی نہیں کہلواتے [illegible] زبان سے [illegible] لیتے ہیں مگر پھر بھی [illegible] ہوا کرتا ہے کہ [illegible] ایک [illegible] ہوتے ہیں ۔ [illegible] نہیں سمجھتے [illegible] کا حق ہے [illegible] کہ [illegible]

صاحبو! دجّال قریب ہی نکلنے والا ہے اس لئے جلد اپنے عقیدہ کی درستی کر لو۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے بلکہ حضور [illegible] بتاتے ہیں کہ دجال کا زمانہ خروج قریب ہے۔ [illegible] کو خود احتمال تھا کہ کہیں میرے ہی زمانہ میں نہ نکل آئے۔ اس لئے کوئی تعجب [illegible] کہ ہمارے زمانہ میں نکل آئے۔ اس لئے اپنے عقیدہ درست کر لو جس کا طریقہ شریعت دیکھو [illegible] آپ کو اختیار ہے۔

[illegible] ماں باپ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہمت کی بات یہ ہے کہ سب میں ملے جلے رہو اور پھر اپنے کام میں لگے رہو۔ حدیث میں ہے:

ورا گر جنگل میں کوئی نہیں مگر حدودِ شرعیہ سے تعدی کرنا حرام ہے۔

خوب کہا ہے

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا[۱] ولیکن میفزائے بر مصطفیٰ
خلاف پیمبر[۲] کسے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
میندار[۳] سعدی کہ راہ صفا تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر کے عمل کرو جو حضور نے عمل کیا ہو گا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال پر پوری نظر نہ ہو تو صحابہ کے حالات کو دیکھو وہ آئینہ رسول نما ہیں۔

قصہ جریج

غرض جریج ایک عابد تھے، ایک مرتبہ اپنی عبادت گاہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کی والدہ نے ان کو پکارا، یہ سخت پریشان ہوئے کہ جواب دوں یا نہ دوں، جواب دوں تو نماز جاتی ہے، نہ دوں تو ماں کی خفگی کا اندیشہ، آخر جواب نہیں دیا، ماں نے دو تین آوازیں دیں اور بد دعا دے کر چلی گئی۔

---

[۱] پرہیزگاری اور نیکی اور سچائی اور صفائی کی کوشش کرو، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔

[۲] جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا وہ کبھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔

[۳] اے سعدی یہ خیال نہ کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی چھوڑ کر سیدھا راستہ پا سکتا ہے۔

ان نادانوں کو اُنکے باپ دادا بڑے سمجھتے ہیں اُنکے اقوال کے مقابلہ میں نہ یہ آیت پڑھتے ہیں اور [illegible] نے اس بات کا حق بیان کیا ہے کہ [illegible] والے کی بات [illegible] نہیں تھے ایک تو یہ [illegible] سمجھتے ہیں یہ بے گناہ ماں باپ کے حق کو روکتے ہیں یہ دوسرا گناہ ہے۔

تیسرے یہ کہ عورت کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے اپنا نکاح کرے بشرطیکہ غیر کفو میں نہ ہو اور غیر کفو میں کرے تو اولیاء کو حق [illegible] ہے [illegible] [illegible] کا فسخ کرا دیں [illegible] [illegible] [illegible] فسخ کیا تو نکاح ٹوٹ جائیگا [illegible] صورت یہ ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اگر یہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کہ وہ اُن کو اختیار ہے [illegible] [illegible] [illegible] واسطے یہ اگر وہ نکاح فسخ کرانے کا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تو نکاح کا فسخ کر دینا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عورت نے اپنے نفس کا اختیار [illegible]

عورتوں پر اسلام کا احسان

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

فرشتے لعنت کرتے ہیں منجملہ ان کے ایک وہ شخص ہے کہ علم [illegible]
دنیا کماتا ہے لوگوں کو [illegible] خلاف شریعت [illegible] کرتے ہیں جو خدا کے
[illegible] رسول [illegible] کو چھوڑ دو اور [illegible] یہاں تک [illegible] عورت کے [illegible]
[illegible] سمجھتے ہیں میرے پاس ایک شخص آیا کہ [illegible]
[illegible] ہے اور وہ [illegible] ہوتی ہے کوئی تعویذ ایسا کر دو کہ وہ مجھ سے
[illegible] کرے۔ [illegible] ایسا تعویذ لکھ دو [illegible] جس سے عورت
[illegible] کر لے۔ [illegible] ایسا تعویذ [illegible] ہے۔
[illegible] ایسے تعویذ [illegible] جس سے
[illegible] لوگ ایسے تعویذ لیتے ہیں [illegible]
[illegible] شریعت [illegible]

[illegible] رد بدعت

[illegible] خیرات

[illegible] حدیث شریف میں ہے [illegible]
[illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

غرض یہاں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

قرآن سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

---

[1] خدا کی قسم [illegible]

کر امانت داروں کو معدوم کرنے کو [illegible] کا شہرہ کر لیا ہو تو حقیقت ان کے سو سب امانت دار ہیں۔ افسوس ہماری ندامت کہاں سے کہاں پہنچ گئی

غرض مسلمانوں کی ایک حالت بگڑی ہے تو عورتوں کی بھی بہت بگڑی ہوئی ہے۔ سو جو اس کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں چاہئے کہ اپنی حالت پر توجہ کریں اور دوسروں کی ہدایت کرنے کی کوشش کریں اس کی سخت ضرورت ہو رہی ہے مجھے اس وقت یہ بیان کرنا تھا سو بحمد اللہ تعالیٰ بیان ہو گیا۔ امید ہے کہ سننے والے اس کو توجہ کے ساتھ [illegible] اپنی اولاد کی [illegible] کے بنانے کی کوشش کریں گے پھر [illegible] شوہر کے مرنے کے بعد [illegible] [illegible] ماں باپ کے سپرد کر دی [illegible] سخت [illegible] کی ہے لوگ [illegible] فرقے ہیں۔ واللہ [illegible]

جب میں یہ کہتا ہوں کہ جب کوئی شخص [illegible] تو اس کی بیوی کو [illegible] نہ کرنے دیتے تھے [illegible] ہے اور یہ رسم ہندوستان میں بھی ہے۔ بیوہ کا نکاح نہیں کرنے دیتے [illegible] اس کو بُرا سمجھتے ہیں کہ اس کی [illegible] [illegible] اگر [illegible] بڑی چیز ہے۔ [illegible] عورت کے لئے تو حقیقت [illegible] کیونکہ [illegible] ہر شخص [illegible] زمین کی وجہ سے [illegible] ہمیشہ [illegible] ہر شخص [illegible] طرف کھینچتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ [illegible] ماں باپ کے سپرد کر دو [illegible] بال نہ رکھو [illegible] جیسے [illegible] اپنے گھر میں رکھو گے یہ خیال ان سے [illegible] [illegible] ماں باپ کے [illegible] بالکل [illegible] اگر کوئی [illegible] شوہر [illegible]

سکے لئے ہے اور جہاں کچھ نہ چھوڑ کر مرے [illegible] اس صورت میں اگر عورت
کو روکا جائے تو قرآن سے مخالفت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ آیت میں نفی
[illegible] ۔ وَلَا تَعْضُلُوهُنَّ لِتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوهُنَّ ۔

جواب یہ ہے کہ جب مال کے [illegible] تو بغیر
[illegible] بدرجہ اولیٰ [illegible] ہوگا کیونکہ گناہ [illegible] کے ہوتے ہیں ۔

ایک تو کسی بخشش سے ایک بغیر کسی بخشش کے [illegible] درجہ میں [illegible]
[illegible] اور دوسرا [illegible] گناہ ہے ۔ حدیث میں ہے کہ
[illegible] اپنی خوشی رکھتے ہیں ۔ [illegible] زانی
[illegible] اور [illegible] اسکی وجہ یہ
ہے کہ [illegible] کوئی [illegible] ہے ورنہ لوگ [illegible] کرتے ہیں
[illegible] لوگ
[illegible] کہ اس [illegible]
[illegible]
[illegible] اگر وہ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

الاستماع والاتباع
للسادة والاتباع

الملقب بہ

نوید جاوید

عورتوں کو علم دین حاصل کرنے کے لئے ترغیب و تحریص کی ضرورت کے متعلق یہ وعظ تھانہ بھون میں شیخ محمد صدیق صاحب مرحوم کے مکان پر بروز یکشنبہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ [illegible] بیٹھ کر [illegible] پینتالیس منٹ میں [illegible] سامعین کی تعداد تقریباً [illegible] حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے بیان فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ [illegible]

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ اولئک الذین ہداہم اللہ واولئک ہم اولو الالباب۔

جس آیت کی [illegible] فرمایا ہے اور اس [illegible] تو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کو [illegible]

جنین پر اثر

بعض حکماء کا قول ہے کہ جس طرح کثرت ہیجان کی وجہ سے عقل جاتی رہتی ہے تو کوئی اس وقت وہ بات نہ کر سکے مگر اس کے دل میں جو بات ہو اور ہر نفس منقش ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس کے سامنے کوئی بات بھی بیان نہ ہو اور یہ نہ کرنا چاہیے بلکہ بعض حکماء نے یہ کہا ہے کہ جس وقت ماں کے پیٹ میں جنین ہوتا ہے اس وقت بھی ماں کے نفس کا اثر اس پر پڑتا ہے اور آیت میں جنین کو جنین ہی کہا گیا ہے۔ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ -

بعض لوگ جنہ کو جن کی قسم سمجھتے ہیں یہ غلط ہے جن کی تحقیقات جدا ہے اور [illegible] ہے اور جنین تم جنس ہے [illegible] نے یہ کہا ہے کہ دل کو [illegible] نہایت قوی و طاقت ور ہے کیونکہ [illegible] حمل بھی [illegible] کے افعال [illegible] پر ہوتا ہے چنانچہ اس [illegible] ایک حکایت [illegible] ہے [illegible] نہیں [illegible] [illegible] ہوں [illegible] [illegible]

[illegible]

تعلیم النسواں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نتائج تعلیم نسواں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ضرورت دینی تعلیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اَرَبًّا وَاحِدًا اَمْ اَلْفَ رَبٍّ ۞ اَدِيْنُ اِذَا تُقُسِّمَتِ الْاُمُوْرُ
تَرَكْتُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى جَمِيْعًا ۞ كَذٰلِكَ يَفْعَلُ الْجَلْدُ الصَّبُوْرُ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَئِكَ
الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَئِكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَابِ

پس خوشخبری [illegible] بندوں کو جو [illegible]

[illegible]

وَلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ۔

کہ ایک دوسرے کو رب نہ بنائے حدیث میں آتا ہے کہ حضرت [illegible] نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے تو [illegible] معبود نہیں بنایا تھا [illegible] فرمایا اَلَیْسَ کَانُوْا یُحِلُّوْنَ لَکُمْ وَیُحَرِّمُوْنَ فَتَاْخُذُوْنَ بِقَوْلِہِمْ فَقَالَ نَعَمْ [illegible] ذَالِکَ یعنی کیا یہ بات نہ تھی [illegible] [illegible] [illegible] اللہ تعالیٰ کا حق ہے [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

کہ جو شخص [illegible]

تقلید اور اتباع

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نظر کرتا رہے گا تو عاشق اس صورت میں سینہ پر پتھر رکھ کر محبوب کی طرف نہ دیکھے گا بلکہ یوں چاہے گا کہ وہی مجھے دیکھتا رہے۔ حدیث میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ جس زمانہ میں حضور نے ان پر عتاب فرمایا اور سب مسلمانوں کو ان کے ساتھ بات چیت کرنے سے منع کر دیا تھا اور یہ نہایت سخت پریشان تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب نماز پڑھتا ہوتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتا تو آپ جواب دیتے کہ نہیں آپ لبوں کی حرکت کرتے ہوئے دیکھتا تھا نیز فرماتے ہیں کہ اس وقت حضور کی یہ عادت تھی کہ جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ میری طرف سے منہ پھیر لیتے اور جب میں آپ کی طرف نہ دیکھتا تو آپ مجھ کو دیکھتے تھے حضرت کعب چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق تھے اور [illegible] تو وہ آپ کی نبوت کے قائل تھے بلکہ [illegible] آپ کی ہر ادا پہ عشق [illegible] قاعدہ ہے کہ محبوب کی ہر چیز محبوب ہو جاتی ہے اسی حالت میں ان کا یہ قول کہ [illegible] نہیں کہ جب میں آپ کی طرف دیکھتا تو آپ مجھے دیکھتے [illegible] سے ظاہر ہوتی ہے حضرت کعب فرماتے ہیں کہ مجھے اس وقت [illegible] اگر اس حالت میں مر گیا تو حضور میرے جنازے کی نماز نہ پڑھیں گے اور [illegible] عاشق کے لئے سخت حسرت کی بات ہے [illegible] قدر والے ہیں [illegible] اگر خدا نخواستہ حضور کا [illegible] اسی حالت میں ہو گیا تو میں ساری عمر اسی طرح مردود رہوں گا کہ کوئی مجھ سے بات نہ کرے گا اور [illegible] حالت [illegible] کی وقت کیا گزر رہی تھی فرماتے ہیں :

وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمْ

الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَنْ لَا
مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ

اس آیت میں ان حضرات کی توبہ قبول ہونے کی بشارت سنائی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی ان کی حالت کو بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تینوں صحابیوں کی توبہ بھی قبول کر لی جن کا معاملہ ملتوی رکھا گیا تھا یہاں تک کہ جب ان کے اوپر زمین باوجود اپنی وسعت کے تنگ ہو گئی اور وہ اپنی جان سے بھی تنگ آ گئے تو تب اللہ نے ان کی توبہ قبول کی اور دوبارہ ان کے حال پر توجہ کی تاکہ وہ آئندہ بھی ہمیشہ توبہ کیا کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والے بڑے مہربان ہیں۔ حضرت کعبؓ [illegible] اس بات کا اندیشہ تھا کہ اگر موت [illegible]

[illegible]

هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى

[illegible]

کشتۂ عشق [illegible] رفت بدیں سان
بجنازہ گر نیائی بمزار خواہی آمد

اور صحابہ [illegible] حضور کے قدموں میں جان نثار کرنے کے متمنی [illegible] بلکہ حیوانات بھی اس کے متمنی تھے چنانچہ [illegible] جب [illegible] اونٹوں کی قربانی کی [illegible] بلکہ [illegible] اونٹوں کی قربانی [illegible] آپ کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اونٹوں کی [illegible] ہے [illegible] کہ جب حضور [illegible] تو ہر ایک [illegible] [illegible]

ہمہ آہوان صحرا سر خود نہادہ بر کف
بامید آنکہ روزے بشکار خواہی آمد

شفاعت کلام اللہ [illegible] بعض حدیث میں ہے قرآن پڑھنے والے کو [illegible] جنت کی [illegible]

کو ہر چیز سے پہلے دیکھتا ہوں اور اس کی یہی مثال ہے کہ جب تم کسی چیز کو دیکھتے ہو تو نور آفتاب کو اس سے پہلے دیکھتے ہو کیونکہ بدون معرفت نور کے جسم نہیں [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے : ———

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتٰبًا مُّتَشَابِھًا مَّثَانِیَ [illegible]

یعنی قرآن کو اَحْسَنَ الْحَدِیْث [illegible]

[illegible] اَحْسَنَ [illegible] الحدیث [illegible]

[illegible]

[illegible] فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان کی نسبت [illegible]

کیا اور اس کو [illegible] کیا گیا ہے [illegible]

[illegible] کرتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مجرد کو نہیں ہوسکتا بلکہ [illegible]
کہ اول تو [illegible]
ہوتا ہے کہ جس لفظ کو [illegible]
کہتے ہیں کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
سکتے ہیں اس کو ایک عارف نے کہا ہے

[illegible]
[illegible]

اور ایک عارف کہتا ہے

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

وہ یہ نہیں کہتے کہ تو شخص بدل جاتا ہے مگر شخص کے بدلنے سے ذات نہیں بدلتی جیسا کہ بعض حضرات کا قول ہے وہ یہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں محض دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ اس پر مجھ کو ایک لطیفہ یاد آگیا ہمارے یہاں ایک مہمان آئے تھے تو ان نے صبح کے وقت ایک ملازمہ کو بلا کر کہا کہ دیکھو یہ مہمان ہیں دوپہر کو [illegible] اور ان کو اپنی [illegible] اس وقت وہ مہمان [illegible] دوپہر کو وہ ملازمہ [illegible] اور مجھ سے [illegible] کہ وہ مہمان کہاں ہیں [illegible] اس وقت [illegible] لباس [illegible] آدمی ہو گئے پھر میں نے ان سے کہا کہ [illegible] کہ آپ [illegible] اول [illegible] اسی لباس [illegible] ورنہ [illegible] دنیا میں ایسے [illegible] ہیں جو لباس کے تبدل سے ذات کو تبدیل سمجھتے ہیں یہ لطیفہ تھا جو ان صاحب کے قول پر یاد آگیا غرض [illegible] کے بدلنے سے [illegible] شخص [illegible] نہیں بدلتا [illegible] حدیث و فقہ بھی قرآن ہی ہے [illegible] فقہ میں جو مسائل منصوصہ [illegible] ہیں وہ تو قرآن ہی ہیں [illegible] مستنبطہ [illegible] قرآن ہی ہیں کیونکہ [illegible] القیاس مظہر لا مثبت کہ قیاس سے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی بلکہ قرآن و حدیث کی مراد ظاہر ہوتی ہے اور [illegible]

یورپ کی تقلید کیا رنگ لاتی ہے، ایک جنٹلمین کی حکایت میں نے سنی ہے کہ وہ لندن سے تعلیم پا کر آئے تو ان کے باپ جان اسٹیشن پر استقبال کے لئے گئے۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

نیچے گھر کا ہی ہے جو ایک شہر اور گاؤں بن جاتی ہیں ان سے زیادہ [illegible]
مگر میرے تجربوں سے بہتر یہ وغیرہ غنیمت ہے کیونکہ ان میں تشبہ بہ غیر تو نہیں ہے
مگر اب بعض عورتیں بھی میموں کی تقلید کی عادت کرنے لگی ہیں چنانچہ بعض بیبیاں
لگاتی ہیں جس سے بال بکھرتے نہیں اور اب تک انگریزی [illegible] اب سنا
ہے کہ میمیں چوٹیاں کاٹنے لگی ہیں بس ہم بھی [illegible] چوٹیاں کاٹنے لگو تو وہ مثل
کا مصداق ہے جو عورتیں [illegible] کرنے کے وقت کہا کرتی ہیں کہ [illegible]
کی ہے نہ خود تو نہیں دیکھا کیونکہ جب عورت کو [illegible]
بڑے گھر کا [illegible] زمانہ [illegible]
[illegible]
نہیں [illegible]
روز [illegible]
حرف [illegible] شریعت پر عمل کی [illegible]
اس کی برکت سے ہم تو کسی عورت پر [illegible] نظر [illegible]
بیان کیا ہے کہ [illegible] چوٹیاں کاٹنے کے بعد بہت [illegible]
تو [illegible] میموں کی تقلید میں انگریزی بال رکھتی ہیں [illegible]
میں وہ چوٹیاں بھی کاٹنے لگیں کیونکہ [illegible] تقلید یورپ کی [illegible]
بادشاہوں نے [illegible] کے زمانہ میں ایک انگریز کو [illegible]
نے بھی [illegible] مگر وہ انگریز [illegible]
کاٹنے لگے ان کو [illegible] طرف [illegible] تب [illegible]
ہونے لگا [illegible] یورپ کی تقلید کی [illegible]
کہ [illegible] کی تقلید بے سوچے سمجھے نہیں کی جاتی [illegible]

شخص مجتہد بننے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ جب اہل یورپ نے کوئی فیشن ایجاد کیا اور ہندوستان والوں نے شریعت سے اسکی دلیل نکالنے کی کوشش کی گویا اہل یورپ کا فیشن تو غلط ہو نہیں سکتا بس شریعت کے حق ہونے کا معیار انکے نزدیک یہ ہے کہ یورپ ہی کی ہر بات کو صحیح کہتی رہے اور اس کی دلیل بتاتی رہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو شریعت غلط ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ چنانچہ پردہ دری کو بعض منچلوں نے [illegible] کی کوشش میں لگے کہ شریعت [illegible] اقوال کی غلط تاویلیں کرنے اور آیت [illegible] شریعت [illegible]

[illegible]

[illegible]

کرتے اگر وہ عورتوں کو مذہبی مسئلے دیں تو ان کے نفس و فہم بھی زیادہ روشن ہو جائے اور ان کا سب سے بہتر اور آسان طریقہ تو یہ ہے کہ مرد خود مسئلے معلوم کریں پھر عورتوں کو بتائیں اور اگر وہ خود پڑھے ہوئے نہ ہوں تو علما سے مسائل پوچھ پوچھ کر دین کو زبانی ان کی تعلیم دو دیکھو اللہ تعالیٰ نے دین کو کتنا سستا اور آسان کر دیا ہے کہ جس شخص نے سے کبھی دین کا عمل ہو سکتا ہے یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ حصول علم دین کے لئے توجہ سے سننا اور دوسرے کا زبانی تقریر کرنا کافی ہے اور آج [illegible] دیکھ کر اردو میں بہت سے رسالے فقہ کے لکھے گئے ہیں ایک وقت مقرر کر کے اپنی مستورات کو وہ رسائل پڑھ کر سنا دیا کرو مگر افسوس یہ حالت ہے کہ ہم چونکہ سب سے پہلے یہ سوال کرتے ہیں کہ کھانا پکانا نہیں آتا اگر کھانا تیار ہونے میں ذرا سی بھی دیر ہو گئی تو بس غضب ہو گیا اور یہ نظر نہیں آتا کہ [illegible] نوبت کا خیال ہے کہ ہماری بیبیاں کیسی مقرب ہوتی ہیں [illegible] ان کو دنیا کے دین کی فکر ہے نہ دنیا کی فکر ہے بس یہی راحت کی فکر ہے راحت سے عورتوں سے بھی خدمت لیتے رہتے ہیں کھانا پکانے کی اور کپڑے سینے کی اور بہت سے ہمارے ہی گھر میں [illegible] ان کی [illegible] اس طرح خدمت لے سکیں وہ بہت ہی زور سے [illegible] کا بار اور ظلم کرتے ہیں اور پھر ہر دن تانتی کی حالت رکھ کر دی رہتی ہیں [illegible] نہ لطف دیکھ مرد کے خوف سے ہے کیونکہ نہ سر پر حاکم عورتوں کی [illegible] ہیں وہ ان کی خدمت دیکھ کر ہمارے یہاں کی عورتوں کی قدر ہوتی ہے کہ وہ ان پر [illegible] نہیں خدمت میں کمی نہیں بلکہ ایک خاص [illegible] عورتوں سے [illegible] جو عورتوں کی طرح [illegible] سمجھو کہ یہ اپنے خاوند کے مرید ہیں مرد کی طرف آنکھ بھی نہیں اٹھا سکتی [illegible]

دیکھیں تو غصہ بھر وسوسہ کبھی نہیں آیا۔ مولانا عبدالحق صاحب کی والدہ بہت حسین تھیں کہ جوانی میں تو ان کا حسن و جمال بہت ہی مشہور تھا وہ اپنی جوانی کا قصہ بیان فرماتی تھیں کہ ایک دفعہ ہم بہلی میں سفر کر رہے تھے اور ہمارا سامان بہت سا ساتھ تھا رستہ میں [illegible] آیا تو اس نے قریب پہنچ کر بیوی کو آواز دی وہ [illegible] تو [illegible] ہوئیں کیونکہ وہ بہت خوبصورت تھیں۔ مولانا فرماتے تھے کہ اس نے غور کیا کہ [illegible] کی طرف بھی نظر کرتا ہے تو اس نے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا کہ گاڑی میں کون ہے [illegible] ہنس ہنس کر اپنے خاوند سے باتیں کرتی رہیں اور اس کے کھانے پینے کا سامان وغیرہ رخصت ہوگئی جس [illegible] کی [illegible] یہ حالت ہے [illegible] شریف زادیوں کی کیا حالت ہوگی خود [illegible] تو کیا [illegible] کی [illegible] رہتے ہیں [illegible] [illegible] دنیا کی [illegible] نہ دنیا کی [illegible] نہ راحت کی [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] ہے [illegible] کے [illegible] رکھو [illegible] [illegible] [illegible] پیچھے [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible] اس آیت [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کرو اس پر شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ [illegible] [illegible] اور [illegible] سب [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وقت اس آیت کے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تم [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] غرض [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] آیت کے [illegible] کی بہت دلائل موجود ہیں۔

طریق تعلیم نسواں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

آیت سے مستنبط کیا ہے کہ حق تعالیٰ ان لوگوں کی مدح پر [illegible] کا اظہار فرماتے ہیں جو علم و عمل کا اتباع کرتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ

کہ یہی لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور یہی ہیں اہل عقل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دو [illegible] ہیں ایک ہدایت [illegible] کمال [illegible] [illegible] عقل یہ کمال [illegible] ہے۔

ضرورت علم وعمل

مختصر یہ کہ علم و عمل ہی سے کمال حاصل ہوتا ہے اور انہی سے [illegible] [illegible] [illegible] ہوتی ہے [illegible] حقیقت میں یہی [illegible] ہیں جو علم و عمل سے [illegible] [illegible] سکتے ہو [illegible] عقلمند وہ شخص ہے جس پر یہ ہے کہ [illegible] [illegible] رکھتا ہو خود اس کو علم دین و عمل حاصل ہو [illegible] [illegible] [illegible] اپنے کو عقلمند اور [illegible] کو غیر عاقل سمجھتے ہیں مگر میں یہ کہتا ہوں کہ جو علم دین حاصل کر چکے ہیں ان کے سامنے پڑھے لکھے انگریزی دان [illegible] نے علم دین حاصل کیا [illegible] بیوقوف ہے [illegible] [illegible] کسی [illegible] [illegible] [illegible] منتظر ہیں [illegible] ترقی کو [illegible] کر لیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے عقلمند ان ہی کو کہا ہے جو علم دین و عمل حاصل کریں اور [illegible] جو دنیا کی ترقی اور قابلیت [illegible] [illegible] [illegible] ان کے [illegible] [illegible] كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ فرمایا ہے کہ یہ جانوروں سے بھی زیادہ [illegible] [illegible] جانور بھی اپنے مصالح و مضار سے واقف ہیں اور یہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] تو [illegible] [illegible] بھی بدتر ہیں [illegible] [illegible] [illegible] کہئے وہ عقلمند ہے یا جس کو عقلمند کہو [illegible] خدا [illegible] [illegible] [illegible]

کہ معیار علم و عمل ہی یہ ہدایت و عقل کا مدار ہے اور جو شخص علم دین اور عمل سے محروم ہے وہ یقیناً گمراہ اور بیوقوف ہے ہمارے نزدیک تو عجب [illegible] ہے یہ کیسے [illegible] جب کوئی جاہل ہو [illegible] عقلمند کہتا تو نہایت برا کہہ بیٹھے اور فرماتے کہ جو قوم خدا کو بھی نہ پہچانے وہ کیسی عقلمند ہے ہاں یوں کہو کہ یہ لوگ دنیا کے خوب جاننے والے ہیں [illegible] حقیقت عقل سے بے [illegible] علم و معرفت ہے کہ جس سے ان لوگوں کو مس بھی نہیں [illegible] اس [illegible] لوگوں کو مستحق بشارت فرمایا ہے جو شرک سے بچے اور توحید اختیار کرتے اور علماء دین کا اتباع کرتے ہیں اور ان ہی کو حق پر ثابت اور [illegible] خطاب دیا ہے جس سے ہدایت و عقل کا کمال ثابت کرنا [illegible] ہے [illegible] اولٰئک الذین ہداہم اللہ و اولٰئک ہم اولوا الالباب [illegible] تجویز فرمایا [illegible] کتاب کے [illegible] ان میں [illegible] کی رعایت ہے [illegible] بشارت [illegible] اس لئے اس کتاب کا [illegible] رکھا گیا ہے [illegible] حق تعالیٰ [illegible] کی توفیق دیں [illegible]

وَ [illegible] لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ
خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ :

اشرف علی
۱۰ جمادی [illegible]

دعوات عبدیت کا دسواں وعظ

ملقب بہ

منازعة الہویٰ

[illegible] کی اصلاح کے متعلق یہ وعظ [illegible]
[illegible] مکان پر [illegible] ۱۳۳۰ھ کو [illegible]
ایک گھنٹہ بیٹھ کر [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] نے قلمبند فرمایا

بسم الله الرحمن الرحیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

خیال نہیں رہتا رسموں کے سامنے اور اپنی بات کے سامنے چاہے کچھ ہی نقصان ہو جائے کچھ پروا نہیں کرتیں بعضی عورتیں ایسی دیکھی جاتی ہیں کہ ان کے پاس مال تھا کسی شادی یا کسی تقریب میں لگا کر کوڑی کوڑی کو محتاج ہو گئیں اور ہر وقت مصیبت اٹھاتی ہیں مگر لطف یہ ہے کہ اب تک بھی ان رسموں کی برائی ان کو محسوس نہیں ہوئی یوں کہتی ہیں کہ ہم نے فلانے کے ساتھ بھلائی کی اس کی شادی ایسی دھوم دھام سے کر دی یہ سب رقم ہماری خدا کے یہاں جمع ہے۔ جیسی جمع ہے آگے چل کر معلوم ہو جاوے گا جب دنیا کی تکلیفیں جو کہ ان کے سامنے ہیں ان پر اثر نہیں کرتیں جو کہ بالکل محسوس ہیں تو آخرت کی تکلیفوں کو وہ کب خیال میں لاتی ہیں جو ابھی مخفی ہیں خیر عورتوں کی یہ شکایت تھی مردوں کو بھی کہتا ہوں کہ بہت شاذ و نادر ایسا ہوتا ہو کہ ایک بات کو جی چاہے پھر وہ اتنا سوچ لے کہ یہ کام اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق ہے یا نہیں بس جو جس کے جی میں آتا ہے وہ کر گزرتا ہے۔

اور جو اس کام میں کوئی دنیا کی بھی مصلحت ہو تو اس صورت میں یہ سوچنا تو درکنار کہ یہ کام اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف ہے یا نہیں اگر کوئی یاد بھی دلاوے کہ یہ کام جائز نہیں تو کبھی نہ سنے اور جو سنے بھی تو کھینچ تان کر اس کو جائز ہی کر کے چھوڑے ویسے کرنا تو ایک ہی گناہ تھا اب یہ جہل مرکب ہو گیا اور اصرار علی المعصیت کا مرتکب ہو گیا۔

گناہوں سے اجتناب کی صورتیں

اور بعض لوگ جو گناہوں سے بچتے بھی ہیں سو اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان کو گناہ سمجھ کر چھوڑا ہے بلکہ اکثر یا تو وجہ یہ ہے کہ ان کو اس پر قدرت نہیں جیسے کسی کی نوکری ایسی ہے کہ اس میں رشوت کا سلسلہ ہی نہیں

وہ شرارت سے بچا ہوا ہے لیکن نہ اس وجہ سے کہ گناہ سے ڈرتا ہے بلکہ اس
وجہ سے کہ شہوت اس کی نہیں عصمت بی بی است از بے چادری اور بعض گناہ
سے اس وجہ سے بچے ہوئے ہیں کہ ان کی ان کو ضرورت نہیں پڑتی مثلاً [illegible]
[illegible] شراب خوار نہیں ہیں نہ اس وجہ سے کہ شراب کو گناہ سمجھ کر چھوڑا
ہے بلکہ اس وجہ سے کہ ان کو کوئی ضرورت [illegible] نہیں آئی تو پھر کوئی کمال
نہیں [illegible] قدرت اور رغبت ہوتی پھر اس سے عمداً ترک کرتے
[illegible] سے بچے ہوئے ہیں وہ خوف حق کے سبب اور وجہ سے
[illegible] اس کی دلیل یہ ہے کہ بہت سے [illegible] شراب نہیں پیتے
[illegible] شراب [illegible] اگر حقیقت [illegible] سے ہو تو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شراب سے بچنا اور نماز کا پابند ہونا بھی صرف ایک رسم اور عادت ہے خوف
کی وجہ سے نہیں۔

وہ مسلمان بھی جو ہیں نمازی بھی ہوتے ہیں وہ غیبت، دروغ، حسد اور
تکبر سے ان سے بچنے والے بہت کم ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ [illegible]
ہے [illegible] اور نماز کا پابند ہونا [illegible]
میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص غیبت یا حسد وغیرہ میں مبتلا ہو وہ نماز [illegible]
[illegible] اور شراب کی [illegible]
[illegible]
اسی عذاب کا خوف نہ رہا [illegible]
کہ ایک شخص کو سانپ کاٹے [illegible] اور وہ شخص اپنی [illegible]
سے نہ بچ سکے، لیکن کوئی وقت آدمی سانپ کو دیکھ کر [illegible]
بہرحال یہ شخص موت کے منہ سے بچ گیا اگر خدا [illegible]
اور اگر وہ مرے [illegible] تب بھی بچ گیا [illegible]
بچنا ہر حال میں بہتر ہی ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور جو شخص نفس کو حرام خواہش سے روکا ہوگا سو جنت اس کا ٹھکانا ہے
جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہتا ہے اس کے لیے دو باغ
ہیں سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے
دونوں باغ کثیر شاخوں والے ہوں گے سو اے جن و انس اپنے رب کی
کون کون سی نعمتوں سے منکر ہو جاؤ گے ان دونوں باغوں میں دو چشمے بہتے
چلے جاتے ہوں گے سو اے جن و انس تم اپنے رب کی کون کون سی
نعمتوں کے منکر ہو جاؤ گے ان دونوں باغوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہوں گی
یعنی جو شخص حق تعالیٰ کے خوف سے گناہ چھوڑ دے اس کی جزا جنت ہی
ہے۔ اور دوسری آیت میں ہے کہ اس کے لئے دو جنتیں ہیں کہ ان میں نہریں بہتی
ہوں گی اور طرح طرح کے میوے ہیں یہ تو اس درجہ کا تو کیا ذکر ہماری قوم کی یہ
ہے کہ گناہ کئے جاتے ہیں اور دل میں بھی ملال بھی نہیں ہوتا کہ یہ گناہ ہوا
بلکہ گناہ پر فخر کرتے ہیں کہتے ہیں ہم نے فلانی نوکری میں اتنا روپیہ کما
لیا [illegible] ہے۔ دھوکا دے کر اور معاملات ناجائز کر کے
[illegible] روپیہ جمع کرتے جاتے ہیں پھر اس کو ہنر سمجھتے ہیں یہ وہ حالت ہے
[illegible] کہتے ہیں جس کے بعد توبہ کی کیا امید ہے کیونکہ توبہ
[illegible] ہوتی ہے جو گناہ پر پشیمانی اور شرمندگی کا سبب ہوا کرتی ہے جس کی
[illegible] اور جب [illegible] پر فخر کرتے ہیں تو
[illegible]

[illegible]

ہو گئے ہوں، کیونکہ طبیعتیں اُن سے مانوس ہو گئی ہیں حتیٰ کہ اُن کی بُرائی ذہن سے دُور ہو گئی اور بجائے اس کے اُن کی نفرت اور بُرائی دلنشین ہو گئی ہے اُن کے چھوٹنے کی کیا اُمید ہو سکتی ہے۔ آدمی چھوڑتا اُس چیز کو ہے جس کی بُرائی خیال میں ہو، اور جس چیز کی بُرائی ذہن سے نکل جاتی ہے پھر اس کو کیوں چھوڑنے لگا۔ اُن گناہوں کو میں مختصراً بیان کرتا ہوں۔

احکام کی قسمیں پہلے یہ سمجھ لینا کہ گناہ کیا چیز ہے۔ گناہ کی حقیقت ہے خدا کے حکم کو نہ ماننا اور ان حکموں کی قسمیں ہیں ایک وہ جو کہ عقائد کے متعلق ہیں، دوسرے وہ جو عمل کے متعلق ہیں، اور تیسرے معاملات کے متعلق ہیں، اور چوتھے حقوق عباد کے۔ میں ان کو ترتیب وار علٰحدہ علٰحدہ بیان کرتا ہوں۔ اول عقائد کے متعلق سنیئے:

عقائد ان کے متعلق کہنا یہ ہے کہ عقائد جیسے خدا تعالیٰ نے بیان فرمائے ویسے ہی رکھے جائیں۔ بیشک ان میں کبھی بعض دفعہ [illegible] ان کو جو کچھ خدا نے بیان کیا ہے مانتے ہیں، قرآن میں تو تمام ہدایات [illegible] کو کچھ پسند آئی نہیں سمجھتے، جس کی نسبت [illegible] اُسی طرف چھوڑ دی جاتی ہے۔

کیونکہ [illegible] گناہوں میں بھی ان کو اپنی طبیعت پر چھوڑ دو پھر دیکھو [illegible] ہے۔ ان کو اپنی زندگی کا کتنا دشوار معلوم ہو گا [illegible] دنیا کی زندگی [illegible] ہے۔ فرض کرو کہ [illegible] ہو گی تو [illegible] ذلت سے ہی [illegible] عزت [illegible]

کیونکہ وہ دائمی ہے۔

جب کہ دنیا کی چند روزہ زندگی کے واسطے اتنے ہنر سیکھنے کی ضرورت سمجھی جاتی ہے تو اس زندگی کی نسبت کیا خیال ہے جو اس سے کہیں زیادہ اور دشوار ہے۔ ظاہر ہے کہ جب اگر محدود زندگی کے لئے دس ہنروں کی ضرورت ہے تو غیر محدود کے لئے ہزاروں ہنروں کی ضرورت ہونی چاہئیے مگر افسوس ہے کہ ہزاروں کی جگہ سینکڑوں کیا کئی نہیں جہاں اتنے بھی نہیں جتنے کہ دنیا کے لئے سکھائے جاتے ہیں۔ ہندوستان کے بہت حصوں میں لڑکیوں کو بالکل جاہل چھوڑ دیا جاتا ہے۔

ضرورت تعلیم دین

اب ایک بڑا اعتراض ہے کہ اگر کسی کو تعلیم کی ضرورت محسوس ہوئی تو لڑکیوں کو بھی انگریزی تعلیم دلاتے ہیں انگریزی نے مردوں کو بڑی ٹھوکر دی تھی جو عورتوں کو دے رہی ہے حالانکہ ضرورت سب کو پہلے ضرورت ہے علم دین کی اس پر بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ سب کو چھوڑ کر سب کے سب مولوی بن جائیں اس کا جواب یہ ہے کہ سب کو مولوی بننے کی ضرورت نہیں، دین کے جاننے کی ضرورت ہے۔ متعارف کتابیں پڑھنے کی سب کو ضرورت نہیں ہاں دین سے بقدر ضرورت واقفیت لازم ہے وہ خواہ عربی کی کتابیں پڑھ کر ہو یا فارسی کی یا اردو کی یا زبانی پوچھ پوچھ کر دین حاصل ہو سکتا ہے، مگر نہ کتاب کے ذریعہ سے نہ پوچھ پوچھ کر۔ ورنہ زبانی سیکھ کر یہ ہنر سیکھنے کا طریقہ کہ جس کے ذریعہ سے خود کتاب والوں کو بھی علم حاصل ہوتا تھا وہ زمانہ گذر گیا اب زبانی باتوں پر [illegible] نہیں رہا اس واسطے ضرورت ہوئی کہ قرآن و حدیث کے علوم کتابی صورت میں ہوگئے ہیں اس وجہ سے

جس طرح دنیا کے ہنر سیکھنے میں سب سے کتابیں پڑھتی ہیں اور یہی [illegible] ہے۔ اور چونکہ زبانی پوچھنا اور پوچھنے کے بعد اس کو یاد رکھنا

یہ بھی دشوار ہوگیا اس لئے جو طریقہ یہی ہے کہ کتابی تعلیم دی جائے چونکہ زنانہ میں کتابیں مشکل تھیں لیکن اب خدا کے فضل سے سہل اور اردو زبان میں ہوگئیں جن سے بہت معمولی لیاقت کا آدمی بھی کاربرآری کر سکتا ہے ۔

تو اب اس شبہ کی گنجائش نہیں کہ کیا سب کے سب مولوی بن جائیں ۔ اور اگر مولوی بننا اسی کو کہتے ہیں کہ بقدر ضرورت دین کی باتیں سیکھ لے تو میں کہتا ہوں ایسا مولوی بننا ضروری ہے اور کچھ مشکل بھی نہیں جس وجہ سے آپ نے یہ اعتراض کیا تھا کہ سب کام چھوڑنے پڑیں گے ۔ دو دو گھنٹے میں جتنا کام یہ بہت تھوڑا کام ہے دنیا کے کاموں سے فارغ نہیں ہو سکتا دن بھر میں روزانہ وقت دینے سے کاربرآری ہو سکتی ہے کہ تعلیم پوری ہو جائے ۔

طریقہ تعلیم نسواں طریقہ یہ ہے کہ عورتوں کو وہ کتابیں پڑھائی جائیں جن میں ان کے ضروریات دینی لکھے گئے ہیں ۔

ان کو سبق سبقاً پڑھائیے ان کے ہاتھ میں کتاب دے کر جو عورتیں پڑھ نہ سکیں عورتیں اکثر کم سمجھ اور کم فہم ہوتی ہیں یا تو کتاب کے مضمون کو سمجھ نہیں سکیں گی یا کچھ کا کچھ سمجھ لیں گی اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ایک وقت مقرر کر کے گھر کا کوئی مرد بیبیوں کو اکٹھا کر کے وہ کتاب پڑھا کرے اگر وہ پڑھ نہ سکتی ہوں تو ان کو سنایا کرے مگر طرز تعلیم کی نیت اور شوق سے ہو صرف ورق گردانی نہ ہو جو مسئلے ان کو پڑھائے جائیں ۔ سمجھا کر ان پر عمل کی نگرانی بھی کی جائے ۔

یہ بھی تجربہ ہے کہ مسئلہ پڑھنے سے یاد نہیں رہتا بعد اس کے عمل در آمد ہو جانے سے خوب ذہن نشین ہوتا ہے ۔ اور اگر کوئی عالم نہ میسر ہو تو وہی کتاب لے کر دوسری بیبیوں کو پڑھا دینا سکھلائیں

بہر حال کوئی صورت ہو گھر میں سے غفلت نہ ہونی چاہیئے آپ صرف یہی دیکھ لیں سے یا سنتر شرع ہو کہ بری نہیں ہو سکتے کیونکہ خدا تعالیٰ کا فرمان ہے :

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ ؕ

یعنی بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے ۔ اور حدیث ہے

اَلا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ ؕ

یعنی ہر ایک چرواہے کا نگران ہے ۔ اور اس سے باز پرس ہو گی تو جس طرح ممکن ہو عورتوں کو دین سکھاؤ ۔ مرد خود سکھائیں یا کوئی بی بی دوسری بیبی کو سکھا دیں ۔ دین سکھانے کے ساتھ ان کو پابند بھی بنا دیں اس کے بغیر بات نہیں بن سکتی ۔ اسلئے آپ یہ نہ کہیں کہ عورتیں نہ پڑھائی جائیں کیونکہ خدا نے عورت کو بھی عاقل اور ان کو مکلف بنایا ہے ۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ ۔

مرد عورتوں پر حاکم ہیں

مرد عورتوں پر حاکم رہیں

بعض لوگوں کو یہ بڑا اندیشہ ہوتا ہے ۔ صرف یہ ہے کہ وہ نئی تعلیم سے کہ پڑھیں گی جب تعلیم کر دو گی ماتحتی کر دیں اور آپ دو چار مرتبہ کچھ کہ ایک جگہ بیٹھ کر کہا لیا کریں گھر دنیا کے کاموں میں ہرج نہیں ہو گا سے تو وہی ہے کہ اس کو جس طرح چاہیں رکھیں ۔ بات درحقیقت یہ ہے عورتوں کو دولت یا شوہر کے ساتھ [illegible] ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ ہیں جو عورتوں کو منع کرتے ہیں اُن کے دلوں میں ڈر دلوں کو کئی خطرہ ہے [illegible] ان کا ارادہ ہے حتی کہ عورتیں جب تعلیم کرتی ہیں اور

اُن کو مرد اُن کو منع کرتے ہیں تو وہ جواب دیتی ہیں کہ مجھے کیا، ان جانے دو تمہارا ہی تو نام کروں گی۔ بس اسوقت مرد خاموش ہو جاتے ہیں۔

معلوم ہؤا کہ نام کرنے کی خواہش اُن کو خود بھی ہے جب اُن ہی کے افعال میں کوتاہی ہے تو ان کے محکوموں کے افعال میں کیوں نہ ہو۔ اور جو وہ مستعد بھی ہیں اور تشدد سے بھی کام لیتے ہیں اُن میں کوتاہی یہ ہے کہ ان کے ذہن میں جو فہرست گناہوں کی ہے جس پر عورتوں کو متنبہ کرنا چاہتے ہیں اس میں [illegible]

رواجی اور غیر رواجی گناہ

بہت سے گناہ ایک [illegible] میں فقط چوری اور [illegible] رواجی گناہ ہیں ان پر عورتوں کو بھی مجبور کرتے ہیں [illegible] اگر [illegible] شرفاء میں سے کوئی عورت ان گناہوں میں سے کوئی گناہ کرے تو [illegible] تک نوبت پہنچتی ہے [illegible] بڑے سے بڑے گناہ کرے [illegible] پوچھنے والا نہیں وجہ یہ ہے کہ یہ گناہ مردوں کی فہرست میں [illegible] یہ ہوئی کہ ان گناہوں میں خود مردوں کی بھی [illegible] فہرست [illegible] اور ان گناہوں کو [illegible] نہیں [illegible] یہ بات کی گئی ہے کہ:

جب [illegible] سے دریافت کیا گیا [illegible] یا نہیں اور [illegible] ——— اور کسی رشتہ دار [illegible] سلوک کرنا جائز ہے یا نہیں ان سوالوں کا جواب عجیب کیا [illegible] کہ جائز ہے۔

بس آپ نے دیکھا [illegible] گناہوں کی فہرست [illegible]

کر لیا اور اس فعل کو جائز رکھا اور سمجھ لیا کہ جس مرکب کا ہر جزو مباح ہے تو مرکب ناجائز کیسے ہوگا، یہ اصل ہے آج کل کے رسوم کی جو اکثر پڑھے لکھوں کو یاد ہے ۔

لیکن سمجھ لیجئے کہ شریعت نے جو گناہوں کی فہرست دی ہے اس میں اور بھی گناہ ہیں جو آپ کی رسوم کا جزو ہیں یعنی اس میں تکبر اور تفاخر وغیرہ بھی داخل ہیں حق تعالیٰ فرماتے ہیں ۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۔

اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھے، بڑائی شیخی کی باتیں کرتا ہو ۔

اور یہ آپ کی فہرست میں نہیں ہے ، اور فرماتے ہیں :

اِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۔

اللہ تعالیٰ متکبر لوگوں کو پسند نہیں کرتے ۔

اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ كِبْرٍ ۔

جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں نہ جاوے گا ۔

اور دوسری حدیث میں ہے :

مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ ۔

اور جو شخص لوگوں کو سنانے کے واسطے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو قیامت میں اس کے عیب کو لوگوں میں مشہور کریں گے اور [illegible] کریں گے ۔

اور ایک حدیث میں ہے :

وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ لَبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ الْمَذَلَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(جو شخص دکھلانے کی غرض سے کوئی کپڑا پہنے تو اس کو خدا تعالیٰ قیامت
کے دن ذلت کا لباس پہنائیں گے

ان آیات اور احادیث سے عجب اور تکبر اور تصنع اور دکھلاوے کی برائی ثابت ہے اب دیکھ لیجئے کہ رسوم کی بنا ان ہی پر ہے پس ہر منکر ان سے مرکب ہو [illegible] ناجائز کہاں ہوا جو مرکب جائز ہو پس آپ کی دلیل تو ختم ہوئی اور ہمارے پاس دلیل ہے جس کی بنا پر ہم ان رسوم کو برا کہتے ہیں وہ دلیل یہ ہے کہ تکبر اور تفاخر اور دکھلاوے کو شریعت نے معصیت قرار دیا ہے جس فعل میں یہ معصیت موجود ہو گی وہ بھی معصیت ہو گا پس جز معصیت ہو گیا پس جز معصیت کو ذکر نہ کرنا اور صرف مباحات کو ذکر کر کے استدلال کر لینا پوری کہنہ [illegible] ہے۔ خدارا ان چاولوں کے متعلق ہی ذرا غور کیجئے [illegible] کبھی آپ نے گھر [illegible] کہا ہے کہ کوئی ایسا دن [illegible] کہ کھانے پر شکر کبھی نصیب ہوتی ہے اور یہ بھی نصیب ہے تو اس کو شکر کیوں نہیں کیا اس تو یہ ہے کہ ہم اپنا نام پیدا کرنے کے لیے ہی [illegible] اور [illegible] گستاخی اور کمینے پن جب شرعی مفاسد موجود ہوں تو کیا ان مفاسد [illegible] آپ کے اس دل بہلانے سے ہو جائے گا [illegible] بیٹھنا بھی جائز ہے یعنی دینا بھی جائز ہے۔

تو ان سب کا مجموعہ کیسے ناجائز ہے۔ اگر تحقیق منظور ہے تو [illegible] جائز کو بھی ناجائز کر [illegible] پہننا کیسا ہے [illegible] جائز ہے [illegible] اور [illegible] اگر [illegible]

کرنا کیسا ہے تو دیکھئے کیا جواب ملے گا۔

اچھا لباس

اور کوئی صاحب یہ شبہ نہ کریں کہ میں اچھے لباس کو منع کرتا ہوں۔ میں خود لباس کو منع نہیں کرتا بلکہ اس مفسدہ سے روکتا ہوں جو لباس کے ساتھ لگا ہوا ہے وہ ریا اور تشبہ ہے جو ان سے بچ سکے وہ پہنے، حضرت کے ہاں سب طرح کے ہیں۔

بھوپال کا ایک قصہ ہے کہ ایک دفعہ بہت سے آدمی مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ایک صاحب ان میں سے بہت صاحب ثروت و رئیس عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ بارش ہو گئی تو لوگ نیت توڑ توڑ کر بھاگے اور اندر جا کر نماز پڑھی یہ [illegible] میں مشغول تھا کہ اسی اطمینان سے نماز پڑھتا رہا۔ تو کبھی نہ پوچھو کوئی صورت پڑھا آہستہ کر دی سی اور اطمینان کے ساتھ نماز پوری کی۔ یہ سب نیت لپیٹ اور [illegible] تھے سب خراب ہو گئے۔

کسی نے حضرت سے نقصان کیا آپ تو بیت کے کپڑے خراب ہو گئے جیسے اور سب نیت توڑ کر اندر چلے گئے تھے آپ بھی نماز ختم کر کے اندر چلے جاتے تو اتنا نقصان نہ ہوتا۔

انہوں نے کہا کہ بھائی میرے پاس کپڑے دو ہی تھے یہ خراب ہو گئے تو اب اور کپڑے پہن لوں گا نماز میں جو کمی ہوتی وہ کس سے بدل کیا جاتا۔ [illegible]

ظاہر و باطن کی اصلاح

اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ شریعت کے خلاف ظاہر کے بگاڑ لینے میں کچھ حرج نہیں صرف باطن درست ہونا چاہیئے کیونکہ حق تعالیٰ نے دونوں کا حکم کیا ہے۔ فرماتے ہیں: وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ

یعنی ظاہری گناہ بھی چھوڑ دو اور باطنی بھی اسی ترتیب کے لئے دوسری جگہ ہے کہ ظاہر کی بھی اصلاح کرو اور باطن کی بھی۔ اس مغالطہ میں بہت سے آدمی پڑے ہوئے ہیں کہ ظاہر کی اصلاح کو ضروری نہیں سمجھتے۔ مگر بعضے تو ظاہر کے بنا لینے کو برا سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں اس سے کیا ہوتا ہے ظاہر کے ہونے سے خدا کے نزدیک میں وقعت نہیں ہوتی اس قسم کے بعضے درویشوں نے تو حد کر دی کہ نماز تک نہیں پڑھتے اور جب ان سے کہا جاتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ تم تو ادھر دیکھو وہاں کی نماز پڑھتے ہیں تمہیں کیا معلوم ہے کہ فقیر کس حال میں ہے اور راز بتلائے دیتا ہوں وہ یہ ہے کہ نفس کی ہزاروں چالیں ہیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی مصلحت بتا کر کسی کام سے روک دیتا ہے، وہ مصلحت کبھی دنیاوی ہوتی ہے اور کبھی دینی۔ جو لوگ ضعیف ہیں ان پر تو دنیوی مصلحت کا پیش کرنا کافی ہوتا ہے ان کے قلب میں اتنا بھی استقلال نہیں ہے کہ ان مصلحت کا ادراک دنیوی جاننے کے دین کے مقتضیات چھوڑ سکیں، مثلاً جماعت کا وقت ہو اور کوئی شخص سوداگر ہو تو نفس اس وقت سوجھاتا ہے کہ اگر جماعت کے لئے جاؤں گا تو یہ سودا بگڑ جائے گا اور نقصان ہوگا بس وہ سودا اس سے چال میں آجاتا ہے اور صرف مصلحت کا نقصان کر دین کے کام سے رہ جاتا ہے۔ اور جو لوگ کسی قدر قوی القلب ہیں اور دین کا کچھ خیال رکھتے ہیں ان کے سامنے نفس مصلحت کو دینی پیرایہ میں پیش کرتا ہے اور مغالطہ میں ڈال کر کام سے روکتا ہے۔

[illegible] یہ کہنا کہ ہم دکھلاوے کی نماز نہیں پڑھتے یہ بھی نفس کی چال ہے کہ اس خیال میں ڈال کر کہ جماعت کی نماز پڑھنے میں ریا و تکبر پایا جاتا ہے جماعت سے روک دیتا ہے غرض [illegible] کی اصلاح چھوڑیئے نہ ظاہر کی اور [illegible] کا سمجھنا کہ دل کا اعتبار ہے یہ مطلب نہیں کہ ظاہری [illegible] جائز ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ عبادات ظاہری میں بھی جب دل بگڑا ہوا ہو تو وہ صحیح نہیں رہتیں جیسے اچھا کپڑا پہننے میں یہ بھی ضرور خیال کیجئے کہ کہیں نفس میں تکبر [illegible] تو نہیں ہے [illegible] اگر غور کریں گے تو معلوم ہوگا۔ بس وہ [illegible] جب [illegible] ہوں گی تو عورتوں میں رسوم کی طرح [illegible] اور [illegible] کپڑے [illegible] [illegible] کا [illegible] کہ [illegible] دوسرے کے [illegible] کی [illegible] نہیں۔

[illegible] لباس | آپ نے ارشاد فرمایا [illegible] من لبس ثوب شهرة [illegible] ثوب مذلة [illegible]

یعنی جو شخص کوئی کپڑا دکھلاوے کی غرض سے پہنے گا اس کو خدا تعالیٰ ذلت کا لباس قیامت کے دن پہنا دیں گے۔

[illegible] کو دیکھ کر کوئی [illegible] سکتا ہے کہ [illegible] نیت کی درستی ہے [illegible] [illegible] درست نہیں [illegible] اور یوں کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ جب کوئی کپڑا [illegible] [illegible] اچھا کپڑا [illegible] [illegible]

مباح ہے، اور دوسرے کی نظر میں بڑا ہونے کے لئے پہنا ہو تو ناجائز ہے گویا کپڑے کے اچھا ہونے کے دو مرتبے ہیں ایک یہ کہ اس سے اپنا دل خوش ہو اور اوروں کے سامنے ذلیل نہ ہونا پڑے، اس کا مضائقہ نہیں، دوسرا یہ کہ دوسروں سے بڑا بننا چاہتا ہو کہ سب کی نظروں میں کھپیں، یہ برا ہے یہ کلام تو پہننے کے متعلق تھا جس سے بعض رسموں کی خرابی معلوم ہوئی۔

ریا کا کھانا

اب کھانے کے متعلق سنئے کہ رسموں میں کیا کیا خرابی ہے، آپ کا یہ خیال ہے کہ کھانا کھلانا جائز ہے دوسرے فتوی دیتے ہیں کہ جائز ہے مگر شریعت کی نسبت میں آ کر دیکھئے یہ حدیث کا یہ مضمون بھی کتابوں میں لکھا ہے جو کہ حدیث میں ہے۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِيَيْنِ

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو شخصوں کے کھانا کھانے سے منع فرمایا جو آپس کی بحثا بحثی سے کھانا کھلاتے ہیں دیکھئے یہ کھانا جائز ہے تو ہے کا یہ کھانا صحیح نہ رہا کہ کھانے میں یہ حسن نیت ہی نہ رہی اب ان باتوں کو قیاس کر لیجئے جن کے مجموعہ کا نام رسوم ہے آپ نے رسموں کے جواز میں یہ دلیل پیش کی تھی کہ کھانا دینا جائز، جوڑا دینا جائز، سب الگ الگ مباح ہیں، ان کے مجموعہ سے ممانعت کیسے ہو گئی، میں کہتا ہوں دیکھئے جو چیزیں کہ آپ جائز سمجھتے ہیں ان کے ساتھ شریعت نے ایک قید بھی لگا دی کہ جس کو آپ جائز کہتے ہیں، جس میں ایک قید ہے، اب جو شرطیں تھیں دیکھئے کہ وہ فلاں سب ان قیدوں کے موجود ہیں یا قیدیں ان کے سب میں کیوں کے حقیقت میں دیکھ کر جاتے ہیں۔

رسمیں دو قسم کی ہیں

مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ خدا کا شکر ہے اس زمانہ میں بہت سی رسمیں بہت کم ہو گئیں میں نے کہا ہرگز نہیں بات یہ ہے کہ رسمیں دو قسم کی ہیں ایک وہ جو شرک ہے [illegible] وہ البتہ چھوٹ گئیں، ایک وہ ہے جن کی اصل تو شرک ہے۔ یہ پہلے سے [illegible] [illegible]۔ بہت پہلے شرک کی عجیب عجیب رسمیں تھیں۔

سید صاحب ایک بار مہمان ہوئے رئیس صاحب تھے ایک [illegible] شخص تھے وہ سید صاحب کی [illegible] بیٹھے ہوئے تھے اندر سے ایک عورت آئی [illegible] [illegible] وہ سید صاحب کی وجہ سے [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] سید صاحب نے سن لیا اور فرمایا [illegible] کیا کام [illegible] رئیس صاحب نے کہا کہ نہیں حضرت [illegible] ایک شادی کے لئے [illegible] [illegible] سال میں [illegible] [illegible] سید صاحب نے فرمایا کہ [illegible] شرک [illegible] کہہ دیا کہ [illegible] سید صاحب شرک بتاتے ہیں۔

[illegible] [illegible]

کوئی شخص بناوٹ کرنے والے کی بات پر اعتماد نہیں کرتا اس خوف سے کہ شاید
یہ بات بھی بناوٹی ہو۔ اسی واسطے بڑے لوگوں کی بات بڑی پکی ہوتی تھی [illegible]
لوگوں کی بات ایسی نہیں مانی جاتی [illegible] شرک کی [illegible] جھوٹ کہیں کیونکہ [illegible]
[illegible] ہو گیا [illegible] ہوتے تھے اور [illegible]
تعلیم [illegible] کی ترقی ہے تو آج کل کی رسموں میں شرک بھی [illegible]
یہ بھی [illegible] ہونے کے لئے کیا [illegible] اس سے ثابت ہو گیا کہ [illegible]
[illegible] ہے اس میں بہت [illegible] شریعت کی [illegible]
[illegible] فہرست [illegible] آپ کی [illegible] اپنی فہرست پر [illegible]
رسموں کو [illegible] نہیں [illegible] شریعت کی فہرست میں [illegible]
[illegible]
[illegible] ایسا [illegible]
[illegible] آپ نے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] فہرست [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

رکھے گل جاتے ہیں، اور کبھی کام میں نہیں آتے۔

اگر بیٹی کو لختِ جگر سمجھ کر دینا ہے تو کیا ایسی ہی چیزیں دینی چاہئیں تھیں، جو اس کے کام میں کبھی نہ آئیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ چیزیں بیٹی کو دی ہی نہیں جاتیں صرف نام اور دکھلانے کے لئے دی جاتی ہیں، اس میں جتنا جس کا حوصلہ ہوتا ہے بڑھ کر قدم رکھتا چلا جاتا ہے، ایک نے دس برتن اور پانچ جوڑے دیئے تو دوسرا نو برتن اور اتنا سا جوڑے نہیں دے گا، ایک بڑھا کر ہی دے گا گو قرضدار ہی ہو جاوے، کیونکہ دنیا میں سب امیر ہی نہیں ہیں، اور شادی بیاہ سب کو پیش آتے ہیں غریب آدمی کو یہی خبط سوجھتا ہے کہ اگر ذرا بھی گھٹیا کام کر دیں تو ساری عمر کی بدنامی منہ کالا کرے گی۔

اس واسطے سود پر قرض لینا گوارا کرتا ہے، حضور اب بھی یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ آپ کی فہرست گناہوں کی بہت ناقص و مختصر ہے آپ نے سود کو بھی اس میں نہیں رکھا جو نصِ قطعی سے حرام ہے اور جس کے کھانے اور دینے والے اور لکھنے والے اور گواہوں پر سب پر لعنت آئی ہے، غرض بیاہ شادی کے دباؤ سے غریب آدمی کبھی عاقبت برباد کرتا ہے، اور غریب ہی کی کیا تخصیص ہے غریب کے اخراجات غریب ہی کے سے ہوتے ہیں اور امیر کے اخراجات امیر کے سے ہوتے ہیں امیر لوگ بھی ان رسموں کی بدولت قرض سے نہیں بچتے، امیروں کی تو رسمیں بھی معمولی شادیوں سے بڑھی ہوئی ہوتی ہیں، ان کو ان کی حیثیت کے موافق بدنامی زیر بار کرتی ہے، اور دین کے برباد کرنے کے ساتھ دنیا بھی تباہ کر کے چھوڑتی ہے، اچھی اچھی ریاستیں دیکھی گئی ہیں کہ بس شادی کی بدولت غارت ہو گئیں، یہ وہی رسمیں ہیں جن کو آپ نے ضروریات میں تجویز کرنا مناسب سمجھا ہے۔

نکاح میں فضول خرچی

میں کہتا ہوں مجموعۂ اسرافات ہیں اور آپ نے اپنی فہرست میں اسراف کو بھی گنا ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں ہے۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ

ترجمہ: فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔

اسراف شریعت کی فہرست میں گناہوں کی بنا ہے شریعت نے نکاح کو مسنون کیا اور رسوم کو اس کا جزو نہیں قرار دیا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تقریب کو کر کے دکھا دیا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا کی شادی

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کیا نرالی [illegible] تھی۔

دھوم دھام نہ نشانی تھی صرف اس قدر تھا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہر [illegible] دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرما دیا نہ اس میں کوئی رسم ادا کی نہ کوئی مجمع ہوا۔ اور درحقیقت نکاح کی بنیاد یہی ہے شریعت [illegible] اسی بات کو ادا کرتا ہے، اس کے سوا تو ہم لوگ مٹھائی وغیرہ کی رسم ضرورت سے زیادہ بڑھا کر ادا کر دیا کرتے ہیں یہ بات ہو سکتی ہے کسی کے پاس اتنا [illegible] سب [illegible] ہیں [illegible] [illegible] کو [illegible] پڑتا ہے۔

میں کہتا ہوں جو شخص اپنی زبان کو اپنے قلم کا پابند [illegible] دل [illegible] اور [illegible] کو اپنی [illegible] کر کے [illegible] کر سکے [illegible] آپ [illegible] چنانچہ بہت [illegible] تو بہت کچھ [illegible] ہیں اس وقت وہ [illegible] آپ اور جو

باتیں قصہ کہانی ہیں، یا اس واسطے کی گئی تھیں کہ ہم لوگ سیکھیں۔

اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن شریف میں ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

جس کے معنی یہ ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے حضور کی ذات مبارک میں ایک اچھا نمونہ دیا ہے۔ نمونہ دینے سے کیا غرض ہوتی ہے یہی کہ اس کے موافق دوسرا نمونہ تیار ہو۔

میں نے ایک بزرگ سے اس کے متعلق ایک عجیب مضمون سنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ایسی ہے جیسے کپڑا درزی کو دیا جائے سینے کو اور نمونہ کے لئے ایک سلا ہوا کپڑا بھی دیا جائے [illegible] اور [illegible] درزی نے سارا کپڑا نمونے کے موافق تیار کیا [illegible] برابر سلائی [illegible] غرض کہیں فرق نہیں کیا، مگر ایک جگہ فرق کیا [illegible] آستین ایک بالشت چھوٹی کر دی جب وہ کپڑا مالک کے پاس پہنچا تو مالک نے کیا کہا؟ کیا وہ کپڑا خوش ہو کر لے لیا؟ اس کے [illegible] درزی جواب دے کہ جناب سارا کپڑا تو ٹھیک ہے صرف آستین میں ذرا سی کمی ہے تو کیا یہ کہہ سکتے ہیں کہ مالک اس کو پسند کرے گا ہرگز نہیں بلکہ سارے کپڑے کی قیمت رکھوا لے گا۔

خوب یاد رکھنا کہ حق تعالیٰ نے احکام [illegible] ہم [illegible] اور ان کا عملی نمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بنا کر بھیجا [illegible] اعمال نمونے کے موافق ہیں تو [illegible] اگر [illegible] [illegible] نمونے کے موافق نہ ہوئے تو [illegible]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے موافق ہے تو ذکر ہے ورنہ الٹی معصیت ہے۔
جیسے نماز میں کوئی بجائے دو کے ایک سجدہ کرے تو وہ نماز نہ ہوگی دوبارہ پڑھنا
ضروری ہے۔

کوئی قرآن شریف بے وقت جتنا بہت پڑھے تو بجائے ثواب کے الٹا گناہ ہوتا
ہے (اسی قبیل سے یہ بھی ہے کہ اسمائے الٰہی توقیفی ہیں، اپنی طرف سے کوئی نام
رکھ نہیں سکتے)۔ اگر سب روزہ رکھیں تو وہی روزہ صحیح ہوگا جو حضور سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ہو خلاف نہ ہو وہی صحیح ہوگا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم
ہی کے موافق ہو اگر ان میں کوئی سلام نہ پھیرے تو وہ نماز ہی نہیں۔ اسی
طرح ذکر اذکار وہی صحیح ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے موافق ہو۔ اور
[illegible] ذکر [illegible] نہیں ہو سکتا۔

[illegible] اسی طرح [illegible]
[illegible] فرشتہ [illegible]
[illegible] فرشتہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں۔
[illegible]

میں یکساں ہوں، اور وہ خود بشر [illegible] کی تعلیم کر سکیں [illegible]
ہو اسی واسطے فرمایا ہے۔

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ
لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ

یعنی ہم نے تجھ سے پہلے پیغمبر بھیجے وہ آدمیوں کی طرح کھانا کھاتے تھے اور بازار میں پھرنے والے تھے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا

یعنی اگر ہم فرشتہ کو رسول کر کے بھیجتے تب بھی اس کو [illegible] بناتا ورنہ انسان کو اس سے مناسبت نہ ہو سکتی کیونکہ وہ بشر نہ ہوتا۔ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات فرشتوں سے بھی زیادہ ہیں۔ یہی حکمت الٰہی اس کی مقتضی ہوئی کہ آپ افضل الانسان پیدا ہوں [illegible] افضل الانسان میں [illegible] دیکھ لیجئے کہ حق تعالیٰ [illegible] سب سے [illegible] اور [illegible] کا انکار کیا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہوئی کہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں [illegible] ہو جائے۔

[illegible] خوشی کی [illegible] تو ہم نہیں دیکھتے اور کوئی تقریب خوشی کی [illegible] دیکھتے کہ [illegible] کیا ہے۔ [illegible]

اچکن نمونہ کے موافق نہیں سی جاتی، ایک آستین بالشت بھر کم کی جاتی ہے، یہاں نہ آستین رہی نہ دامن اور خیال یہ ہے کہ اچکن تیار ہے۔

ایک نیک بخت لڑکی ایک انگریزی خواں سے بیاہی گئی جو اپنی زبان سے یہ لفظ کہہ رہے تھے کہ محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) واقعی بہت بڑے ریفارمر تھے اور مجھ کو آپ سے بہت تعلق ہے۔ لیکن معاذ اللہ یہ ایک [illegible] ہے (نعوذ باللہ من ذالک) یہ کلمہ کفر ہے نکاح اس سے ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ مسئلہ لڑکی والوں کو بتایا جاتا ہے تو الٹے لڑنے کو سیدھے ہوتے ہیں کہ ہم سے خاندان کی ناک کٹواتے ہیں۔ اب وہ زمانہ ہے کہ اس کی بھی ضرورت ہے کہ دریافت کر لیا جائے کہ داماد مسلمان ہے یا کافر، بجائے اس کے کہ پہلے دیکھا جاتا تھا، نیکوکار ہے یا بدکار۔ اس شعر سے میرے قول کی تصدیق ہوگی کہ جو [illegible] اعمال خدا سب ہی نہیں بلکہ باتیں ہیں پر لطف یہ ہے کہ [illegible] اپنے کو اچھے امیدوار سمجھتے ہیں۔ شعر:

وسوف تری اذا انکشف الغبار
افرس تحت رجلک ام حمار

الٰہی ذرا غبار چھٹنے دو جب ہی معلوم ہو جائے گا کہ گھوڑے پر سوار تھے یا گدھے پر یعنی آنکھیں ذرا بند ہوں اسی وقت معلوم ہو جائے گا کہ اعمال مقبول اور قرب الٰہی ہیں یا مردود اور قابل داخلہ۔

خوب نمونہ کی قدر کی۔ جیسی خراب [illegible] لائے تو شخص اپنی رحمت [illegible] دی تھی تم نے سب کو [illegible] کہ جیسا چاہا ویسا بن لیا۔

شہر لکھنؤ کی [illegible] | اور پھر [illegible] [illegible]

[illegible] فعلی و قولی اور محض رحمت ہے کہ اتنی وسعت کر دی کہ پھر کسی وقت باقی نہیں رہی اب اس کی مثال ایسی ہو گی کہ جیسے دریا کو ایک [illegible] [illegible] اور اس کے حدود بنا دیئے گئے کہ اتنی [illegible] [illegible] بات کا پابند اس کو نہیں کیا اور اس کو اجازت [illegible] [illegible] اور [illegible] اس کا شکر [illegible]

[illegible] اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

شادی کے وقت [illegible]

[illegible]

تو اس کی بھی جگہ پیدا ہو ہی جاتی ہے تعجب ہے کہ نماز کی جگہ نہیں ہوتی اسی طرح جب پیاسا ہو تو کہیں نہ کہیں پانی مل جاتا ہے مگر نماز کے لئے نہیں ملتا۔ حکم شرعی یہ ہے کہ اگر اسٹیشن پر تم ہو اور وہاں پانی نایاب ہو یا اگر پانی نہ مل سکے یا پانی لینے میں ریل چھوٹ جانے کی ہو تو تیمم کر لو۔ تیمم کے واسطے میں نے ایک بی بی نے ریل کے تختوں پر تیمم کیا اس سے نہیں ہوتا جیسے کوئی دیوار ہوتی ہے۔ ایسے ہی یہ بھی ہے یہ غلطی ہے دیوار مٹی کی ہوتی ہے اور وہ مٹی ہے۔ ہاں اگر ریل کی تختہ پر خوب گرد پڑی ہوئی ہو تو اس پر تیمم جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ گرد پاک ہو، ناپاک مٹی پر تیمم نہیں ہو سکتا۔ اور تیمم کی غرض کیا ہو۔ مٹی کا کوئی برتن پاس ہو تو اس پر تیمم کر لو اس پر گرد ہو یا نہ ہو نہیں۔ اول تو ریل کے سفر میں تیمم کی نوبت کم آنے کی امید ہے کیونکہ پانی مل جاتا ہے۔ اگر لوٹا نہ ملے اس وقت ہو تو پیسہ دو پیسہ خرچ کر کے خرید لو اور لے لو جہاں دنیا کی آسائش کے لئے تیسرے درجہ کی جگہ ڈیوڑھے یا دوسرے درجہ کا ٹکٹ لیتے ہو اگر دو چار پیسے خرچ کر کے نماز بچ جائے تو کیا حرج ہے۔ اس کا خیال رکھنا ضروری شرط ہے۔

ریل میں سمت قبلہ

اسی طرح جب ریل میں سمت بدل جائے تو دوسرے سے دریافت کر لینا چاہیے ہے۔ پانچ چھ نمازیں نہیں ہو سکتی۔ اگر ریل اسٹیشن پر ہے تو کسی آدمی سے دریافت کر لے پر وہ بھی سمت قبلہ معلوم نہ ہو تو تحری کر لو جدھر دل گواہی دے۔ اس طرف سے نماز نہیں ہو سکتی کہ جدھر منہ ہو پڑھ لے ایسے موقع پر شریعت نے کہا کہ اگر نماز پڑھنے کے بعد معلوم ہو تو شریعت میں جو کچھ ہے نماز صحیح ہو جاتی ہے

یہ چھوٹ گئی تو ان کی تنبیہ ہونے کے لئے کافی وجہ ہے مگر ہم کو حسن و قبح کی خبر نہیں نہ شریعت کو خوشی کے موافق سمجھتے ہیں۔ ان کے واسطے دن اچھے تجویز کئے جاتے ہیں ساعت سعید دیکھی جاتی ہے اس خبط میں یہ بھی خیال نہیں رہتا کہ یہ نرا جہل ہے یا تجربہ

نحوست کا وقت

نجومیوں اور پنڈتوں سے ساعت پوچھ کر یاد رکھا جاتا ہے کہ ایسا نہ ہو کوئی ساعت نحس آن پڑے اور یہ خبر نہیں کہ نحس حقیقی ساعت کون سی ہے۔

نحس حقیقی وہ ساعت ہے جس میں حق تعالیٰ سے غفلت ہو جس وقت میں اپنے مالک حقیقی کی یاد سے بے پروا ہو وہ نحس کون وقت ہو سکتا ہے اور جو شغل اللہ سے روکنے کے باعث ہے اس سے منحوس شغل کون ہو سکتا ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ
وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ
عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ

ترجمہ: شیطان کی جوئے اور شراب سے یہ غرض ہے کہ تمہیں یاد خدا سے اور ذکر اللہ سے اور نماز سے روکے۔ حق تعالیٰ نے اس آیت میں جوئے اور شراب کے دو نقصان بتائے ہیں ایک یہ کہ شیطان ان کے ذریعہ سے تمہارے بیچ میں بغض ڈالے گا دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے روکے تو اس سے معلوم ہوا کہ عداوت و بغض اور نماز اور ذکر اللہ سے غافل کرنے کے لئے یہ دونوں چیزیں آلہ ہیں اور آلۂ غفلت ہونے ہی کی وجہ سے ان کو شیطانی فعل فرمایا ہے جیسا کہ حضور صلعم نے فرمایا

كُلُّ مَا شَغَلَكَ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ خَبِيْثٌ

ترجمہ: جو چیز تجھ کو ذکر اللہ سے غافل کرے وہ سب بُرا ہے۔

جس کی نسبت قرآن شریف میں ہے ۔

فَرِیْضَۃً مِّنَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۔

یعنی میراث کی تقسیم خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ ہے اور خدا تعالیٰ علیم و حکیم ہیں ۔

تقسیم کے موافق اور ورثہ کے حصوں کو کم سے زیادہ ہونے نہیں دیا گیا ہے دوسری آیت ہے ۔

تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰہِ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ
رَسُوْلَہٗ یُدْخِلْہُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِہَا الْاَنْہٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْہَا
وَذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ
یُدْخِلْہُ نَارًا خَالِدًا فِیْہَا وَلَہٗ عَذَابٌ مُّہِیْنٌ ۔

یعنی خدا کے ٹھہرائے مقرر کردہ حصے ہیں جو کوئی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو مانے گا اس کو جنت میں داخل کریگا اور جو کوئی اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو نہ مانے گا اس کو دوزخ میں ہمیشہ رہنے کے لئے ڈال دیگا ۔

اس آیت میں وضاحت سے احکام میراث کی تاکید ہوتی ہے یعنی حکم ماننے پر وعدہ جنت اور حکم نہ ماننے پر وعید جہنم سے [illegible] تاکید ہوتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جس کی نسبت [illegible] ہے [illegible] [illegible]

۔ سے بیٹے کی شادی کے وقت ادا کیا جاتا ہے اور وہ اصل کر اپنی شادی کے خرچ میں لاتا ہے، حالانکہ یہ سب وارثوں کا مال ہے جو ایک کے خرچ میں لایا جاتا ہے اس سے کھانا کیا جاتا ہے اور سب برادری کھاتی ہے اس میں دوسرے وارثوں کی حق تلفی ہوئی۔ اور بلا اجازت ان کے ان کھانے والوں نے کھایا یہ قطعی حرام ہوا اور اگر ان وارثوں میں کچھ نابالغ بچے بھی ہیں تو ان کا حصہ کھانے والوں نے کھایا۔ اس کے حق میں حرام ہونے کے ساتھ اتنا اور شدید ہے کہ یتیم کا مال ہے جو ظلم سے کھایا جس کی نسبت قرآن شریف میں ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ
فِیْ بُطُوْنِہِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا ۔

یعنی جو لوگ یتیموں کا مال بے حق کے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور عنقریب دوزخ میں جاویں گے۔

یہ آج کل کی رسم کے مختصر نقشے ہیں جن میں ساری برادری والے گرفتار ہوتے ہیں۔ کیا کوئی مسلمان ان وعیدوں کے سننے کے بعد اس کے جاری رکھنے کی جرأت کرے گا دیکھا تو دیکھا یہ ایسی وعیدیں ہیں کہ ان کے خوف سے سبب نہیں رہ جاتا پھر ابھی عمل کرنا کہاں چاہئے۔ یہ تو ایسی رسم کا حال ہے جس کو سب سے اچھی رسم کہا جاتا ہے۔ اور جن رسموں کو آپ خود بھی برا کہتے ان کا حال کیا ہوگا یہ تو خوشی کی رسمیں ہیں۔ اس کے ترتیب قریب غمی کی رسمیں ہیں۔

موت کی رسمیں

جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کی تجہیز و تکفین اور دوسرا سب سے اول ان کے حق ہوتا ہے۔ جن کا شریعت

کا حکم یہ ہے کہ وہ مال دونوں کا حق ہو چکا ہے اول اُس سے قرض ادا ہونا چاہئے جو کوئی چیز رہن رکھا گیا ہے تجہیز و تکفین بھی اس کے بعد [illegible] چیز بچا اگر کچھ ہو [illegible] تجہیز و تکفین کی جائے اور بعد تجہیز و تکفین کے [illegible] اور [illegible] قرض ہے [illegible] [illegible] [illegible] ہے اس کی [illegible] [illegible] [illegible] اگر میت کی [illegible] [illegible] تب بھی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] وصیت [illegible] نہیں

اب دیکھئے کہ آپ نے [illegible] میت کا مال [illegible] نہ قرض کی خبر نہ وصیت کی نہ میراث کی [illegible] اور دوسروں میں [illegible] قرض [illegible] اور دوسروں کے کھانے والے [illegible] ہیں اور اگر میت قرض دار نہیں بھی ہے تو وارثوں کا [illegible] کے ساتھ متعلق ہو چکا ان کا حق مارنے والے [illegible] [illegible] کہ کوئی [illegible] کہ وارثوں کا [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] تقسیم کر کے [illegible] [illegible] [illegible] اگر سب [illegible] کریں گے [illegible] [illegible]

تھے اور بہت کچھ ترکہ چھوڑا تھا۔ مگر انھوں نے برادری کی خوشی اور نمود
کے لئے سب تیجے اور دسویں اور بیسویں میں لگا دیا جو کچھ بچا وہ چہلم
میں۔ اور اس سے بھی بچا تو برسی میں لگا دیا۔ تھوڑی دیر کے لئے خوب واہ واہ
ہوئی اپنے آپ محتاج ہو گئے۔ مگر جو لوگ تماشا دیکھنا یہ کون سی عقل کی بات ہے
کہ ایک ایک لقمہ برادری کو کھلا کر خود فقیر ہو گئے۔ دین سے قطع نظر سے
بھی کام لیا ہوتا تو اس کا عکس ہونا چاہئے یعنی برادری سب مل کر چندہ
دیں تاکہ ایک شخص کے پاس کافی رقم جمع ہو جائے اور برادری کو بوجھ
بھی نہ ہو مگر جبکہ نہ کو دین یا عقل سے کام کرنا ہی نہ ہو تو ہوائے
نفسانی اور خواہش نفسانی ہے اس کے سامنے تو سب کچھ سہل ہو جاتا ہے یہ تو
رجسٹر ہیں اور ان کا نتیجہ کیا ہوا کہ نفس و شیطان آپ کا دشمن ہے کبھی آپ
کے فائدہ کی بات نہ بتلائے گا۔ ہمیشہ وہ باتیں بتلائے گا جو دین کے خلاف اور
عقل سے بھی خارج ہوں۔ اس کی مثال میں ایک اور رسم پیش کرتا ہوں وہ یہ
کہ جب عورتیں کسی کے یہاں جاتی ہیں تو بڑے عمدہ کپڑے اور زیور پہن کر
جاتی ہیں اور جب وہاں سے اپنے گھر کو واپس آتی ہیں تو سب زیور اور کپڑے
فوراً جلدی اتار کر رکھ دیتی ہیں جیسے کسی کا مانگا ہوا تھا اور اس نے
منگوا لیا۔ اس رسم میں دینی مفاسد مثل ریا و تفاخر و شہرت وغیرہ سے
قطع نظر کر کے میں کہتا ہوں کہ عقل کے بھی خلاف ہے کیونکہ
یہ کپڑا اور زیور پہنا ہوا اس کے سامنے تو غیروں کی طرح رہیں اور دوسروں
کے سامنے بن ٹھن کر بیٹھیں۔ اور اگر کبھی توفیق نہ ہو کہ شوہر والوں کے گھر
آئیں تو ان کے سامنے تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ رہیں ہوا اپنی طرح
کسی کی مانگ سے پہنا یا اتار دے اور کپڑے کو دوسرے جوڑے سے بدل دے

وہ دیکھنے کو دیکھتا ہی رہ جاوے۔ جو باتیں خواہش نفسانی کے اتباع سے کی
جاتی ہیں وہ ایسی ہی ہے ہودہ اور عقل سے خارج ہوتی ہیں جن سے انجام کار اور
یہ تمیں بھی ایسی ہی لغو اور عقل کے خلاف ہوا کی۔ مگر ہماری طبیعت ایسی
جاہلیت داخل ہو گئی ہے کہ اچھے برے کی تمیز ہی نہیں رہی اپنا نفع نقصان
بھی خبر نہیں ہے تابع خواہش کر دیا ہے۔

میں نے تھوڑے سے مقامات بیان کئے ——— جب حال
یہ ہے آپ غور کریں اکثر جگہ خواہش کا اتباع ثابت ہوگا۔ مثلاً کہیں تو
اپنی خواہش کے موافق اور جہاں کہیں تو اپنی خواہش کے مطابق اور اتفاق
ہو جاتی خود بخود شرع کے موافق۔ کوئی حال ایسا نہیں معلوم ہوتا جو شریعت
کے موافق ہو۔ اس کی نسبت حدیث کے الفاظ یہ ہیں لا یؤمن احدکم الخ
بعض کے معنی لغویہ یہ ہیں کہ بلا اتباع شریعت ایمان ہی نہیں۔ مگر چونکہ اس معنے
سے اس کی تاویل بھی اتباع ہو جاتے ہیں سے یہ کر لی کہ ایمان کی نفی نہیں
کمال ایمان کی نفی ہے۔ اور مومنانہ کرنے گا کا مراد ہے یعنی اتنی ہی بات سے
خارج نہیں کرتا۔ کیونکہ جن لوگوں نے یہ تقریر نکالی ہے وہ خود خواستہ
رہ یا بہانہ نہ کئے۔ اہل حق کا مذہب یہی ہے کہ معاصی سے ایمان نہیں جاتا
معتزلہ کا مذہب ہے کہ گناہ کرنے سے دوزخ میں جانا ضروری ہے۔ اہل
سنت کہتے ہیں کہ سوائے شرک کے کوئی گناہ ایسا نہیں جس میں مغفرت کے
امید نہ ہو۔ ممکن ہے کہ حق تعالیٰ بڑے سے بڑے گناہ کو بخش دیا دے۔

تو جب تک کوئی ضرورت نہ ہو یا کوئی قرینہ جدا نہ ہو تاویل نہ کریں ورنہ بعض ایسے بڑے اسباب ہیں قطعی ان کے لیے ہیں کہ حقیقت سے ہٹا ہوا ہے جب میری غرض تو اسی غلطی پر متنبہ کرنا ہے کہ آپ جس غرض سے یہ قید لگا سکتے ہیں یہ کہ اتباع ہو جانا ہے کہ معنی سے تعصب دور ہو گیا ہے جو کی اتباع چھوڑ نہیں سکتا اور یہ کہ قرآن و حدیث پر ایمان تو ہے اور الفاظ بالمعنی کو قائم رکھنے کے واسطے قرآن و حدیث میں تاویل کرتے ہیں۔ بعد سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ ہم سے تاویل کرتے ہیں وہ غلط ہے اور یہ تاویل کرتے ہیں زمین و آسمان کا فرق ہے تاویل یہ کرتے ہیں کہ دو کلام جو بظاہر متعارض معلوم ہوتے ہیں کوئی ایسے معنی بتائیں جس سے تعارض اٹھ جائے اور تعارض نہ رہے۔ اور ان کی تاویلات بالکل مختلف ہیں اور ان کی تاویل بنیاد قرآن و حدیث ان دونوں کے مقابلہ میں فرق ہے تم کو اس سے واسطے معانی پر جرأت ہوتی ہے وہ ان کو اپنی تاویل سے ہر آیت کی بھی تصحیح ہوتی ہے وہ بہ ضرورت کرتے ہیں اور تم اپنے شوق سے گنجائش نکالتے ہیں۔ دونوں قسم کی تاویلوں میں فرق خوب سمجھ لو ایسے لوگوں کی نسبت مولانا فرماتے ہیں ؎

بر ہوا تاویل قرآں می کنی　　پست و کژ شد از تو معنیٔ سنی
چوں ندارد جان تو قندیلہا　　بہر بینش کردۂ تاویلہا

ترجمہ۔ تو محض ہوائے نفسانی پر قرآن کی تاویل کرتا ہے جس سے قرآن کے عالی معانی تیری تاویل کی بدولت پست اور ٹیڑھے ہو گئے۔ تیری جان میں چونکہ انوار غیبیہ کی قندیلیں نہیں ہیں اس واسطے بینائی کی تدبیر کرتے ہوئے تو نے تاویلیں کی ہیں جو سے چونکہ خالی ہو اس لئے کہ اپنی جہالت چھپانے کے واسطے تاویلیں کرتا ہے

ہے کہ ہمارے حالات سب کے قابل اصلاح ہیں مثلاً اگر آپ کے دل میں
پیدا ہو گیا ہے تو کل مفاسد کی تفصیل معلوم کرو اور ان سے محفوظ رہنے کی
ہمت کر کے اصلاح کی فکر کیجئے۔

ایک لغو عذر یہ بھی ہے کہ جب عوام سے کہا جاتا ہے کہ شریعت کو مانو تو کہتے ہیں کہ ہم تو دنیا دار ہیں ہم سے کہاں شریعت پر چلا جاتا ہے کیونکہ جاہل ہو اجس وقت جنت سامنے کی جائے گی اس وقت بھی یہی کہہ دو گے کہ ہم تو دنیا دار ہیں ہم کیسے اس میں جائیں شریعت کو ایسی کیسی دشوار چیز فرض کر لیا ہے کہ جو دنیا داروں کے بس کی نہیں شب و روز دن رات نفلیں پڑھنا اور کھانا پینا سونا چھوڑ دینے کا نام شریعت ہے جو مشکل ہو بلکہ اس میں بہت وسعت ہے جب یہ چیز کو کتاب میں دیکھ بیوی بچے ترک کر ڈالو ہرگز نہیں بلکہ اس کے یہی معنی ہیں کہ سب چیزوں کو رکھو اور کے پاس مت جاؤ جو منع ہے اتنی تو آسانی کر شریعت کے موافق رہنے کو کمال ایمان فرمایا گیا ہے ہاں اس کے لئے اتنی ضرورت ہے کہ کو معلوم ہو کہ فلاں چیز کو کب جائز کر آتی ہے اور فلاں ناجائز سو معلوم ہونا کچھ دشوار بات نہیں جس کو فرصت ہو وہ کتابیں دیکھ سے حاصل کرے اور جس کو فرصت نہ ہو وہ جاننے والوں سے پوچھ پوچھ کر عمل کرے آج کل تو علم کی کمی بھی نہیں ہے ہر جگہ عالم موجود ہیں جو مسئلہ چاہو پوچھ لو ————— اور اگر موجود کہیں موجود نہ بھی ہوں تو ڈاک کا راستہ ایسا کھلا ہے کہ ہر جگہ سے شرقاً غرباً جہاں سے چاہو جواب منگالو غرض اس بات کی ضرورت ہے کہ ارادہ پختہ کرو اور اپنی سوچ محض اپنے نفس کے کہنے سے کوئی عذر نہ کرو

غاية النجاح

في

اباحة النكاح

یہ وعظ اہلیہ منشی [illegible] حضرت حکیم [illegible] صاحب کے مکان پر ۲۳ ربیع الثانی [illegible]
بروز یکشنبہ تین گھنٹہ کرسی پر بیٹھ کر ارشاد فرمایا۔
سامعین کی تعداد تقریباً پچاس کے تھی مستورات پردہ میں سے
سنتی تھیں۔
حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی نے قلمبند فرمایا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه
ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا
من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له
ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان
سيدنا ومولانا محمدا عبده ورسوله صلى الله تعالى عليه وعلى
آله وصحبه وبارك وسلم

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم
بسم الله الرحمن الرحيم ومن آيته ان خلق لكم من انفسكم
ازواجا لتسكنوا اليها وجعل بينكم مودة ورحمة ان في
ذلك لايت لقوم يتفكرون — سورة روم پ ۲۱

[illegible]

بالذات نہیں کیونکہ اگر یہ مضمون یعنی حقوقِ نکاح کا بیان فی نفسہ مقصود نہ ہوتا تو نصوص میں اس کا ذکر نہ ہوتا کیونکہ نصوص میں غیر ضروری امور کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ اس وقت مجھے دوسرا مضمون بیان کرنا ہے جو نیا مضمون ہے جو غالباً آج سے پہلے کتابوں میں نہ پڑا ہوگا اور حقوقِ نکاح کا بیان بعض مواعظ میں بھی بارہا بیان ہو چکا ہے اور فقہ کے اردو رسائل میں بھی ان کا ذکر ہے اس لئے اس وقت میں ان حقوق کو بیان نہ کروں گا۔

نصوص میں غیر ضروری امور کا ذکر نہیں

یہ جو میں نے کہا ہے کہ نصوص میں غیر ضروری امور کا ذکر نہیں کیا گیا اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ جو لوگ قرآن و حدیث میں غیر ضروری امور کو داخل کرتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں نصوص کی وقعت کو کم کرتے ہیں کیونکہ اس کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی طب اکبر میں جوتہ سینے کی ترکیب داخل کر دے اور رابطہ یہ بیان کرے کہ بعض امراض ننگے پاؤں پھرنے سے پیدا ہوتے ہیں جن کا علاج جوتہ پہننا ہی ہو سکتا ہے اس لئے ہم نے ناظرین کی آسانی کے لئے جوتہ سینے کی ترکیب بھی لکھ دی ہے مگر یقیناً اس رابطہ کے بعد بھی یہ مضمون اس کتاب کی وقعت کو کم کرنے والا ہے کیونکہ یہ رابطہ محض لغو ہے اگر اس وجہ سے طب اکبر میں جوتہ سینے کی ترکیب لکھی گئی تو پھر کپڑا بننے کی ترکیب بھی بڑھانا چاہئے کیونکہ بعض امراض عریانی سے پیدا ہوتے ہیں اور کھانا پکانے کی ترکیب بھی لکھنا چاہئے کیونکہ بعض امراض بھوکا رہنے یا خراب غذا کھانے سے پیدا ہوتے ہیں اور پاخانہ کمانے کی ترکیب بھی درج کرنا چاہئے کیونکہ بعض امراض نجاست اور ترکِ صفائی سے پیدا ہوتے ہیں پھر وہ طب کی کتاب کیا ہوئی قیامت کی معجون مرکب ہو گئی۔

تفسیروں میں غیر ضروری امور کو داخل کریں

اسی طرح تفسیر بڑھانے کے لئے قرآن میں غیر ضروری امور اور فضول تحقیقات کو شامل کرنا قرآن کی وقعت کو کم کرنا ہے یہ سخت غلطی ہے جس کا منشا خود رائی ہے جس سے وہ تفسیر پیدا ہوتی ہے جو کوئی انسان سے بہتر کر آپ ہی اپنی صحت پر یقین و اطمینان ہے کیونکہ خود رائی کی طبیعت اختلاف ہے اس کا فیصلہ کیونکر ہو کہ کونسی رائے صحیح ہے۔

کثرت رائے پر فیصلہ کرنا ہے

اب شاید کثرت تفسیر بڑھانے کے متعلق کثرت رائے کے متعلق کہیں گے جس پر ہمارا عمل اکثر ہوتا ہے اس کے لئے یہ سمجھنا چاہئے کہ کثرت کی طرف فیصلہ ہوتے ہیں [illegible] اول تو یہ ہے کہ جس کو یہ کثرت سمجھتے ہیں وہ حقیقت میں کثرت نہیں کیونکہ تمام دنیا اس پندرہ سو میں یا اس سے زیادہ آدمیوں کو جمع کر کے ان سے رائے لی اور کثرت پر فیصلہ کر دیا مگر وہاں جو دنیا کے ہیں ان سے رائے نہیں لی گئی کیونکہ دور سے کون آتا ہے اور اگر جمع ہی کیا گیا ہے کہ مختلف رائیں ہیں اور ان کا [illegible] کی شمار کیا جائے تو اس طرح ہوں گے کہ جس کو یہ کثرت سمجھتے تھے وہ حقیقت میں وہ قلت ہے اور اگر فرض کیا جائے کہ تمام سے رائے لینے کی ضرورت نہیں بلکہ ہم خود کو انتخاب کریں گے اور ان کی کثرت پر فیصلہ کا مدار رکھیں گے تو میں پوچھتا ہوں کہ کس معیار سے منتخب کئے جائیں گے اور اس معیار کے صحیح ہونے کی کیا دلیل —— ؟ اگر انتخاب ختم کر معیار نے اپنی ذاتی رائے سے قائم کیا تو کیا اس رائے کے غلط نہ ہونے کی کیا وجہ ؟ اور اگر کثرت رائے سے وہ معیار کیا تو ہم پوچھیں گے کہ آج تک کسی نے اس معیار کے متعلق کثرت رائے حاصل

نہیں کی۔ اور جس دن اس مسئلہ کو کثرتِ رائے سے حل کیا جائے گا ہم دکھا دیں گے کہ یہ مسئلہ طے ہی نہ ہو گا کیونکہ ہر شخص انتخاب خلیفہ کا معیار ایسا بیان کرے گا جس میں وہ خود بھی داخل ہو سکے ایسا معیار کوئی نہ بیان کرے گا جس کی وجہ سے وہ خود بے ثبوت قرار پائے اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں کسی ایک معیار پر کثرتِ رائے ہونا دشوار ہے غالباً آج آپ کو کثرتِ رائے پر فیصلہ کرنے کی حقیقت واضح ہو گئی ہو گی کہ یہ محض الفاظ ہی الفاظ ہیں حقیقت میں فیصلہ شخصی رائے سے ہوتا ہے کیونکہ کثرتِ رائے کے حاصل کرنے کا جو طریقہ تجویز کیا جاتا ہے وہ شخصی رائے سے تجویز ہوتا ہے اس میں تو جب غور کرو گے تب شخصی رائے پر ہو گی۔

پھر ہم کہتے ہیں کہ اس کثرتِ رائے کے فیصلہ میں بھی وہ خرابی موجود ہے جو شخصی رائے میں بیان کی گئی ہے کیونکہ کثرتِ رائے کے فیصلہ سے بھی دوسروں کی حریت باطل ہوتی ہے جس کا آج کل بڑا شور ہے کہ مساوات اور حریت ہونی چاہئے۔ یہاں تک کہ عورتوں کو بھی مردوں کے برابر حقوق دینے کا مطالبہ کیا جاتا ہے میں کہتا ہوں کہ تم عورتوں کو تو مردوں کے برابر کرنا چاہتے ہو مردوں مردوں کو تو برابر کر دو میں پوچھتا ہوں کیا پارلیمنٹ کے سب قوانین سب ہی کی رائے کے موافق ہوتے ہیں ——— ؟ ہرگز نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں افراد کی رائے کے خلاف ہوتے ہیں تو کیا اس صورت میں کثرتِ رائے سے حریت باطل نہیں ہوئی پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ان لوگوں کو جن کی رائے پارلیمنٹ کے فیصلہ کے خلاف ہے اس فیصلہ کو تسلیم کرنے پر مجبور کرتے ہیں اور ان پر جرمانہ کی دفعات قائم کرتے ہیں آخر ان کو آزادی کیوں نہیں دی جاتی یہ کیا کہ مرد و عورت تو برابر ہوں اور مرد مرد برابر نہ ہوں کیا یہ مساوات ہے

اور جب کثرت راے سے کسی حکومت کا الحاق ہوتا ہے اور وہی جبر و استبداد کہیں بھی بڑ شخصی ملاتے ہیں جو قواب بتاتے ہیں کہ ایک شخص کی غلامی اور استبداد سے پارلیمنٹ کی غلامی اور اس کا استبداد کیوں افضل ہے ——— ؟ یقیناً بیسیوں بیس آدمیوں کی غلامی سے ایک کی غلامی بہتر ہوگی جیسا ایک عاقل [illegible] شاعر کہتا ہے ؎

أَرَبًّا وَاحِدًا أَمْ أَلْفَ رَبٍّ
أَدِينُ إِذَا تُقُسِّمَتِ الْأُمُورُ
تَرَكْتُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى جَمِيعًا
كَذَلِكَ يَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِيرُ

پس [illegible]

[illegible]

شخصیت کا صحیح مفہوم

[illegible]

کرنے میں دردسری بھی ہے اور اس سے سلسلہ شبہات کا ختم بھی نہیں ہو سکتا تم منشاء کا علاج کرو انشاء اللہ سب ایک دم سے زائل ہو جائیں گے اس کی ایسی مثال ہے جیسے رات کو اندھیرے میں گھر کے اندر چوہے بہت زور کرتے پھرتے تھے اور گھر والے ایک ایک کو پکڑ کر باہر نکالتے تھے مگر وہ سب کے سب اندر آ جاتے تھے

ایک عاقل نے کہا کہ میاں یہ سب اندھیرے کی وجہ سے کودتے پھرتے ہیں تم چراغ روشن کر دو یہ سب خود ہی بھاگ جائیں گے پھر ان کا پتہ بھی نہ لگے گا

منشاء شبہات اور علاج کی عجیب مثال

چنانچہ چراغ روشن کیا گیا اور سب کے سب اندر سے خود ہی بھاگ گئے بس اسی طرح یہاں سمجھ لو کہ یہ وساوس و شبہات چوہے ہیں اور شبہ آئے دن پیدا ہوتے آتے ہیں ان کا منشاء ظلمت قلب ہے جس کا علاج یہ ہے کہ قلب میں نور پیدا کرو پھر ایک شبہ بھی پاس نہ آئے گا وہ نور کیا ہے؟ نور محبت ہے

عشق علاج وساوس ہے

حضرت محبت و عشق وہ چیز ہے کہ جب یہ دل میں گھس جاتی ہے پھر محبوب کے کسی حکم اور کسی قول و فعل میں کوئی شبہ اور وسوسہ پیدا نہیں ہوتا اگر کوئی پروفیسر فلسفی کسی طوائف پر عاشق ہو جائے اور وہ اس سے یوں کہے کہ میرا کپڑے اتار کر ننگے آؤ تو میں تم سے بات کروں گی ورنہ نہیں تو فلسفی صاحب اس کے لئے فوراً تیار ہو جائیں گے اور یہ کبھی نہ پوچھیں گے کہ کیوں؟ کہیں تیری کیا مصلحت ہے اب کوئی اس سے پوچھے کہ آپ کی وہ عقلیات و فلسفیت اس طوائف کے سامنے کہاں چلی گئی افسوس قرآن و حدیث کے مقابلہ میں تو ساری فلسفیت ختم کی باقی ہے اور ایک ادنیٰ مردار کے مقابلہ میں جوش ہوا اور ایک

سب رخصت ہو گیا۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے یقیناً آپ یہی کہیں گے کہ اس کی وجہ محبت کا عشق ہے جب یہ معلوم ہو گیا کہ خدا اور رسول کے احکام میں شبہات پیدا ہونے کی وجہ عدم محبت یا قلت محبت ہے اگر آپ کے دل میں نور محبت روشن ہوتا تو یہ سارے شبہے اور وہم خود بخود جل جاتے شیخ سعدی اسی کے متعلق فرماتے ہیں ۔

تو را عشق ہمچو خودے ز آب و گل | رباید ہمہ صبر و آرام دل

در عجب نہیں مخلوق کے عشق کا یہ اثر ہے تو خالق کے عشق کا اثر کیا کچھ نہ ہوگا آگے ہے ۔

عجب داری از سالکان طریق | کہ باشند در بحر معنی غریق
ز سودائے جاناں ز جاں مشتغل | بذکر حبیب از جہاں مشتغل

پھر فرماتے ہیں ۔

[illegible] | [illegible]

شبہ متعلق اجتہاد

[illegible] علماء کرام کی توجہ کرتا ہوں کہ علماء کے اجتہادی مسائل میں [illegible] کا کیا جواب دیا ہے کہ ہمارے ان کے سامنے کوئی شبہ پیش ہو سکے اور جو شبہ کے متعلق جواب ہو تو [illegible] ۔ —— اس کا جواب یہ ہے کہ مسائل کو تشخیص کرو اور یہ کہ اجتہادی مسائل کی [illegible] کیا ہوتا ہے جب تم کو [illegible] [illegible] تشخیص کر سکے [illegible] اور [illegible] عشق [illegible] سکے [illegible] کہتا ہوں کہ جن مسلمانوں کو آج کل مذہبی شکوک اور شبہے پیدا ہوتے ہیں ان کے اس مرض کا [illegible] قلت محبت مع اللہ ہے ان کو

اللہ و رسول کے ساتھ محبت نہیں ہے، تعلق نہیں ہے اور محض رسمی تعلق کو تعلق کہا جاتا، اور تعلق مع اللہ کے حاصل ہونے کا ذریعہ طریق میں صرف یہ ہے کہ اہل اللہ کی صحبت حاصل کی جائے اہل محبت کی صحبت میں یہ خاصیت ہے کہ اس سے بہت جلد محبت پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ اہل غفلت کی صحبت سے غفلت جلدی پیدا ہوتی ہے پھر جب محبت اور تعلق مع اللہ حاصل ہو جاتا ہے یہ علم و کشف باطل اور وساوس و شبہات سب جاتے رہیں گے، میں بہت ہی تجربہ کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان شبہات کے سبب یہ کیوں ہیں دماغ میں ہوتے ہیں بس تم صرف یہ کام کرو کہ ان لوگوں کو اہل اللہ کی صحبت و محبت کا پتہ دے دو، اور تمہاری ساری تدبیریں اور تقریریں کہ دیکھو یہ جو مرض ہے اس کا علاج اعتراضات ہیں ناواقف طبیبوں کی تدبیر کا سا حال، فرمایا کہ ایک بادشاہ کی لڑکی بیمار تھی، اطبا نے اس کا مرض سودا و صفرا تجویز کرکے دوا دی مگر فائدہ نہ ہوا آخر کو ایک طبیب الٰہی آیا اور اس نے تجویز کیا کہ ۔

رنجش از سودا و از صفرا نبود | بوئے ہر ہیزم پدید آید ز دود

اس کو سودا یا صفرا کا مرض نہیں بلکہ یہ تو ایک زرگر کے عشق میں گرفتار ہے اور سنئے دوسرے طبیبوں کی تدبیروں کے متعلق لکھا ہے ۔

گفت ہر دارو کہ ایشاں کردہ اند | آں عمارت نیست ویراں کردہ اند
بے خبر بودند از حال درون | استعیذ اللہ مما یفترون

اصل مرض سے آنکھیں بند کرکے علاج کرنا ایسا ہے جیسا ایک شخص پاخانہ میں بیٹھا ہو ہر طرف بدبو پھیل رہی ہو اور تم ناک کو لگا رہے ہو اور سے عطر حنا اور عطر خس لگا رہے ہو اس سے کیا ہوتا ہے جب تک پاخانہ کو دور نہ کرو گے تمہارے سارے عطر برباد ہو جائیں گے ۔

ازالۂ شبہ بابت تقلید محقق لازم ہے

مگر شبہ تو یہ ہے کہ آج کل علماء بھی خود طریق علاج نہیں جانتے۔ تو اب خود ہم نے اپنا علاج خود کرنا شروع کیا کہ قرآن و حدیث کا ترجمہ پڑھتے ہیں اور ترجمہ دیکھ کر شبہات کا خود ہی جواب لیتے ہیں۔ مگر میں تجربہ سے کہتا ہوں کہ ایسے شواہد کو خود ترجمہ پڑھنا مضر ہے بلکہ ضروری ہے کہ کسی محقق سے رجوع کرو اور جو طریق وہ بتلاوے اس پر عمل کرو اپنی رائے کو دخل نہ دو پھر وہ ہی تم کو قرآن کا ترجمہ پڑھنے یا نہ پڑھنے کی رائے دے گا اگر قابل ہو گا اجازت دے گا اور اگر اپنی رائے چلاؤ گے تو اس کی ایسی مثال ہوگی جیسے اپنے بچہ کے لئے تم کسی طبیب کو تجویز کرو اور پھر اس میں اپنی رائے کو دخل دو تو کیا آپ کو اس کی رائے کی کچھ وقعت ہوگی ———— ؟ ہرگز نہیں صاحبو!

دنیا و دین کا کوئی کام بھی بدون تقلید محقق کے نہیں ہو سکتا۔ دیکھئے اگر ایک سرکاری مکان بنوا کر روپیہ بھی خرچ ہو گیا ہو مگر انجینیر اس کو پاس نہ کرے تو دیر نہ کرو فوراً اس کو گرا دیا جاوے گا اسی وقت ان کی عمارت کو بیکار کر دیا جاتا ہے اور اس کی ساری لاگت ضائع کر دی جاتی ہے یہاں کوئی اپنی عقل کو دخل نہیں دیتا بلکہ پورا اتباع انجینیر کی تقلید کی جاتی ہے کیونکہ وہ تجربہ کار ہے اس کی تجویز میں کوئی دخل نہیں دیتا۔

اہل یورپ تقلید پرستی کرتے ہیں

صاحبو! جن لوگوں کی تقلید میں آپ تقلید سے بھاگتے ہیں وہ تو خود تقلید پرستی نہیں کرتے بلکہ تقلید پرستی کرتے ہیں۔ یہی قرآن شریف پر ست کو اور ہر شئ محقق کو اپنی رائے سے مخالف سمجھتے ہیں

آپ کی رائے باطل ہے کیونکہ آپ محقق نہیں ہیں۔ اسپرٹ۔ یا آپ یہ کہتے ہیں کہ جب علماء یہ کام نہیں کرتے تو ہم نے کہا او ہم ہی یہ کام کر لیں کیونکہ علماء تو پرانی لکیر کے فقیر ہیں وہ جدید تحقیقات کا ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں دیتے تو یہ کام ہم ہی نے شروع کر دیا۔ میں کہتا ہوں بیشک لیکن آپ کے اس کام کی ایسی مثال ہو گی جیسے کسی طبیب کا لڑکا اپنے باپ کے ساتھ مطب میں اور مریضوں کو دیکھنے جایا کرتا تھا مگر خود اسے طب کی عقل نہ تھی ایک دفعہ اس کے باپ نے کسی مریض کی نبض دیکھ کر کہا کہ آج معلوم ہوتا ہے تم نے انار کھائی ہے۔ مریض نے اقرار کیا حکیم صاحب نے اس کو پرہیز کی تاکید کر کے نسخہ لکھ دیا۔ جب واپس ہوئے تو لڑکے نے باپ سے پوچھا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ اس نے انار کھائی ہے کہا نبض سے تو یہ معلوم ہوا تھا کہ اس نے کوئی شے ترش کھائی ہے اور اس کی وجہ یہ کہ جب چارپائی کے نیچے جو میں نے نظر کی تو انار کے چھلکے نظر پڑے اس سے میں سمجھا کہ اس نے انار کھائی ہے۔ بس صاحبزادے کے یہ گُر ہاتھ آ گیا کہ مریض کے پلنگ کے نیچے جو چیز پڑی ہو وہ اسی نے کھائی ہے جب حکیم صاحب کا انتقال ہو گیا اور صاحبزادہ کی نوبت آئی تو آپ ایک مریض کی نبض دیکھنے گئے اور چارپائی کے نیچے نظر دوڑائی کہنے لگے کہ آپ نے تو زین کھائی ہے کیونکہ چارپائی کے نیچے زین پڑی تھی۔ مریض نے کہا کہ کہیں کوئی زین بھی کھایا کرتا ہے کہا کہ ہاں نبض تو یہی بتاتی ہے۔ مریض نے کہا کہ اس کو دھکے دے کر گھر سے باہر نکال دو۔ یہ تو بالکل جاہل معلوم ہوتا ہے تو حضرت یہی حال آپ کی حالت ہوئی کیونکہ آپ کو قرآن کی تو خبر نہیں شریعت سے ادنیٰ سے مناسبت نہیں معارضہ آپ نے کیا کیا ہے کیا تفسیر کریں گے؟

علماء کا کام صرف قانون الٰہی کا بیان کرنا ہے

موجودہ علماء کا یہ کام نہیں ہے کہ وہ قرآن میں صنعت و حرفت کو ٹھونسیں اور نہ قرآن صنعت و حرفت کی کتاب ہے۔ بلکہ قرآن قانونِ الٰہی ہے۔ اور علماء کا کام وہ ہے جو وکلاء کا کام ہوتا ہے کہ وکیل صرف یہ بتاتا ہے کہ یہ امر قانون کے موافق ہے یا خلاف ہے۔ اس سے زیادہ وکیل کا کام کچھ نہیں۔ مثلاً اس سے قانون کی ماہیت پوچھی جاوے تو اسی طرح علماء کا اس سے زیادہ کچھ کام نہیں کہ جس بات کے متعلق شبہ ہو کہ یہ قانون کے خلاف تو نہیں ہے اس کو ہمارے سے پوچھ لو وہ قانون الٰہی کے موافق یا مخالف ہونے کو واضح کر دیں گے نہ ان کا یہ کام ہے کہ اس قانون کی ماہیت بتلا دیں نہ یہ کام ہے کہ تمام سائنس کی تحقیقات کو قرآن میں داخل کریں اسی طرح نہ ان کا یہ کام ہے کہ قوم کو دولتمند بنائیں نہ یہ کہ ان کے لئے چندہ کریں۔ ان کا کام صرف قانون ہی کا بتلانا ہے اور ان سے یہی پوچھنا چاہئے کہ یہ بات قانون الٰہی کے خلاف تو نہیں۔

سب علماء کو میدان سیاست میں قدم رکھنا جائز نہیں بلکہ تقسیم خدمات لازم ہے۔

ورنہ یہ کہیں اگر سب ہی میدان میں آ بیٹھیں گے تو جیسا دستور ہے قرآن و حدیث کا پڑھنے والا آپ کو کوئی نہ ملے گا دین علماء کے سیکھنے سکھانے کا انتظام ہی نہ رہے گا مختلف نہیں بلکہ یہ امر ضروری ہے کہ سب کو سیاسیات میں دخل دینا جائز نہیں ہاں جب یہ ضرورت ہو کہ اچھی طرح حاصل کر لیا تو جس کو سیاسیات میں دخل دینے کا شوق ہو وہ داخل ہو کر دیکھ لے کہ جو لوگ ایسے ہیں یا جن لوگوں کا کام صرف قال اللہ و قال الرسول اور ہونا چاہئے یہ پڑھنا پڑھانا

کے کچھ نہ ہو کیونکہ تجربہ ہے کہ کتابی استعداد اور فتوی دینے کی قابلیت بدون کسی کے کامل نہیں ہوتی جو علماء میدان میں آگئے ہوئے ہیں انمیں اکثر تو وہ ہیں جن کو کتابی استعداد بالکل نہیں اور اگر کسی کو یہ قابلیت حاصل ہے تو یہ حجرہ نشینی ہی کی برکت ہے کہ وہ ایک مدت تک نشین ہو کر کتابوں کی ورق گردانی کرتا رہا ہے مگر آپ اس حجرہ ہی کو بند کرنا چاہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چند روز میں حدیث قرآن وفقہ کے سمجھنے والے اور ان کو صحیح طور پر نقل کرنیوالے دنیا سے نابود ہو جائیں گے۔ اگر اس کی ضرورت کو آپ محسوس کرتے ہیں اور یقیناً ہر شخص اسکی ضرورت کو تسلیم کریگا تو ضروری ہے کہ سب علماء میدان میں نہ آئیں بلکہ بکثرت میدان میں آئیں اور بعض منزوی رہ کر تبلیغ کریں اور ایک جماعت ایسی ہو جو ان سب کاموں سے الگ رہ کر حدیث و قرآن وفقہ اور ضروریات کی تعلیم دیں۔ ان کو سوائے اسکے تعلیم کے کچھ نہ کرنا چاہئے ورنہ آئندہ علماء جو کام دیں پیدا نہ ہوں گے تعلیم خود دین کا بہت ضروری ہے اور تمام مقاصد اور مقدمات تو اسکی ضرورت پر متفق ہیں پھر تعجب ہے کہ آپ بجائے اس کو نظرانداز کر کے سب کو ایک کام میں کیوں لگانا چاہتے ہیں بعض لوگوں نے اسکا نام رکھا ہے مل کر کام کرنا۔

مل کر کام کرنے کے معنی

صحیح معنی مل کر کام کرنے کے یہ معنی نہیں ہیں کہ بغیر حق اور مصالح جن کے سب ایک ہی کام کو لگ جائیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مختلف زمانے میں جتنے کاموں کی ضرورت ہے ان کو بانٹ کر ایک کام کوئی کرے ایک کام دوسرا کرے ایک کام تیسرا کرے۔ تبھی کام تیار ہوگا ورنہ بڑھئی اور معمار اور لوہار سب کے سب ایک ہی کے کام پہ لگ گئے تو مکان ہرگز تیار نہ ہوگا۔

علماء اپنا کام کر رہے ہیں

بس یہ سمجھنا غلط ہے کہ علماء کام نہیں کرتے علماء کا جو کام ہے جس کا انہوں نے بیڑا اٹھایا ہے وہ اس کو بحمد اللہ بخوبی کر رہے ہیں آپ کو ان کے کام میں دخل دینے کی ضرورت نہیں آپ اپنی رائے سے قرآن و حدیث میں غیر ضروری اور فضول باتیں کرنا چھوڑ دیجئے اور اپنی تحقیقات کو شریعت میں داخل نہ کیجئے بلکہ قرآن و حدیث کو ان لوگوں پر چھوڑ دیجئے جو اس کے سمجھنے والے ہیں اور آپ صرف انہی کی تقلید کرنا چاہئے اپنی رائے سے قرآن و حدیث میں کسی چیز کا مطلب بیان کرنا نہیں بلکہ سراسر حماقت ہے چونکہ آجکل لوگوں میں یہ مرض عام ہو گیا ہے اس لئے اس قدر اس کا بیان کر دیا گیا چنانچہ میں ایک جگہ گیا تھا وہاں ایک صاحب کہنے لگے کہ آجکل تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ [illegible] ثابت ہوئی ہیں چنانچہ اخبار میں بھی [illegible] کہ قرآن شریف میں [illegible] ذکر ہے کیا وہ محقق آپ کے نزدیک [illegible] کی ضرورت [illegible] آپ پر [illegible] کہ آجکل تحقیقات سے یہ ثابت ہوئی ہے ۔

[illegible]

افسوس ہے لوگ قرآن و حدیث کو تو چھوڑ دیں اپنی [illegible] کے اقوال کو [illegible] نہیں [illegible] بلکہ ان [illegible] ہیں [illegible] تحقیقات [illegible] اس لئے انسانی [illegible] کی [illegible] ضرورت ہے ۔

قرآن میں ہر مضمون کا ہونا ضروری نہیں

قرآن سب کے بعد یہ
قرآن مجید میں ثابت کر لیا

کہ قرآن میں ہر واقعی بات مذکور ہوتا ہے اور اس کے متعلق کسی بزرگ کی طرف یہ شعر منسوب کیا جاتا ہے ؎

جَمِیعُ الْعِلْمِ فِی الْقُرْآنِ لٰکِنْ
تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

(قرآن میں تمام علوم ہیں لیکن لوگوں کی فہم اس کے سمجھنے سے قاصر ہیں) مگر میں کہتا ہوں کہ اوّل تو سند صحیح سے اس کا ثبوت دو کہ یہ شعر کسی بزرگ کا ہے۔ دوسرے یہ کہ اس میں یہ تو کہا گیا ہے کہ قرآن میں تمام علوم ہیں جمیع العلم فی القرآن تو نہیں کہا تو اب تم اس کا ثبوت دو کہ جن تحقیقات کو تم قرآن میں ٹھونستے ہو وہ علم ہے جہل نہیں۔ اور اگر علم ہے اور اتفاق سے صحیح ہے تو میں کہوں گا کہ اگر وکیل کا امتحان قانون وغیرہ میں ہو رہا ہو اور کوئی ممتحن یہ کہے گا کہ وکیل کا امتحان پارچہ سازی و پارچہ دوزی میں بھی ہونا چاہئے کیونکہ علم النوی تو یہ بھی ہے یقیناً کوئی اس کی جرأت نہ کرے گا کہ یہ بات کہے گو وہ علم ہے مگر اس کے علم کے سامنے یہ جہل ہے علم نہیں اسی طرح جن باتوں کو آپ قرآن میں ٹھونسنا چاہتے رہے ہیں وہ علوم قرآن و حدیث کے سامنے علم نہیں بلکہ جہل ہیں۔ غرض وہ صاحب بڑے حیران ہوئے کہ قرآن میں یہ مسئلہ کہاں ہے کہ ریل تار وغیرہ میں بھی زندہ رہتے ہیں تو انہوں نے ترجمہ دیکھا اور ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ اس خیال سے بڑے اہتمام سے دیکھا کہ ڈپٹی روشنی کے ممبر ہیں شاید انہوں نے نئی تحقیقات کو قرآن میں ٹھونسا ہو لیکن یہ مسئلہ اور بھی نہ ملا تو کہنے لگے کہ یہ فقیر ہیں ان سے کیا امید ہے کہ سنت کے قوال پر کیا نہ دیں

کرنے کے لئے ڈپٹی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ میں بھی کہیں اس مسئلہ کو ذکر نہ پایا کیونکہ مولوی صاحب ڈپٹی کے منصب پر تھے مگر عمر میں پرانے ہی تھے اس لئے وہ [illegible] کے [illegible] نہ تھے اور قرآن کے ترجمہ میں کچھ لکھ دیا ہے

[illegible]

اللہ نے آپ کو ایک بشارت [illegible]

[illegible] صاحب کے ترجمہ میں بہت ڈھونڈا [illegible] پڑھنے کے [illegible] قرآن [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کیا تھا کہ [illegible] ذکر [illegible] صاحب کے [illegible] ترجمہ میں یہ مضمون نہ پایا اور [illegible] تو [illegible] [illegible] سورۂ یٰسین [illegible] جب اس آیت پر پہنچی

سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ
وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ [illegible] فوراً اس [illegible] کی طرف منتقل ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس جگہ یہ مسئلہ بیان فرمایا ہے کہ مخلوق میں نر و مادہ ہیں اور عجیب بات ہے کہ یہ مسئلہ جو قرآن میں [illegible] کی [illegible] سے [illegible] خود [illegible] کسی [illegible] میں نہ آیا شاید [illegible] یہ وجہ ہو کہ نر و مادہ کا مسئلہ زوجین کے اجتماع ہی سے حل ہو سکتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] یہ فرمایا ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے تمام ازواج کو پیدا کیا زمین کی نباتات سے بھی اور خود تمہاری جنس میں بھی

ترجمہ: پاک ذات ہے جس نے بنائے جوڑے سب چیز کے اس قسم سے جو اگتی ہے زمین سے اور خود ان میں سے اور ان چیزوں سے جن کی ان کو خبر نہیں۔ سورۂ یٰسین

اور ان چیزوں میں بھی جن کو تم نہیں جانتے اور ازواج کے معنی نر و مادہ کے ہیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ زوج کے معنی نر و مادہ کے ہیں زوج کے معنی لغت میں جوڑے کے ہیں چنانچہ زوج الخف موزوں کے جوڑے کو کہتے ہیں اور زوج و فرد جفت و طاق کو کہتے ہیں کیا یہاں بھی آپ نر و مادہ کے معنی کریں گے ہرگز نہیں اور میاں بیوی کو بھی ازواج اسی لئے کہتے ہیں کہ ہر ایک دوسرے کا جوڑا ہے پس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں مختلف اقسام پیدا کی ہیں نباتات میں بھی، انسانوں میں بھی اور ان چیزوں میں بھی جن کو تم نہیں جانتے اور اقسام مختلفہ کو ازواج اس واسطے کہا گیا کہ ایک دوسرے کے مقابل کی یہ قسم کے افراد ہیں گویا باہم جوڑے ہیں، یہ ہے آج کل کے استدلالات کی حقیقت جن کو ایک ادنیٰ صاحب علم بھی سمجھتا ہے کہ یہ استدلال قرآن سے کیونکر ہوا۔

لطیفہ پس یہ ایسا ہی استدلال ہے جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب کے پاس ایک جاہل کہنے لگا تھا کہ حضرت یہ [illegible] ماں کو [illegible] نہیں دیتا بلکہ ساری کمائی بیوی کو دیدیتا ہے شاہ صاحب نے اس سے وجہ پوچھی تو کہا قرآن میں ماں کا حق کہیں نہیں ہے اور بیوی کا ہے [illegible] کہ آپ نے [illegible] پڑھ کر کہا [illegible] زوجہ کو شاہ صاحب نے پوچھا کہ تو نے قرآن کا ترجمہ و تفسیر پڑھی ہے کہا نہیں پوچھا قرآن پڑھا ہے کہا صرف چند سورتیں شروع کے پارہ سے یاد ہیں [illegible] یہ کیسے معلوم ہوا کہ قرآن میں ماں کا حق نہیں ہے؟ شاہ صاحب نے فرمایا کہ سورۂ تبت یاد ہے کبھی پڑھی ہے کہا ہاں فرمایا ذرا سناؤ تو اس نے پڑھنا شروع کیا تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۔ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۔

فرمایا دیکھو قرآن میں تو یہ ہے کہ مال کا سبب۔ جو کچھ ہے سب مال ہی کا ہے بیوی کا تو صرف نفقہ ہے۔ کہنے لگا جی ہاں۔ اب سمجھ گیا اب میں مال کو بھی دیا کروں گا۔ تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ قرآن سے استدلال ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ الزامی جواب تھا کہ جیسی تفسیر تم نے اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ کی کی ہے ویسی ہی تفسیر پر قرآن سے یہ مسئلہ بھی نکل سکتا ہے۔ بس اسی طرح جو مسائل آجکل کے ذہین لوگ قرآن میں ٹھونستے ہیں وہ قرآن سے اسی طرح ثابت ہوتے ہیں جس طرح سورۂ ایلاف سے سورۂ تبت سے یہ مضمون ثابت ہوئے تھے۔ ایک صاحب نے قرآن سے یہ مسئلہ ثابت کیا ہے کہ منی میں کیڑے ہوتے ہیں ان کیڑوں سے بچہ بنتا ہے تو آپ نے خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ سے اس مسئلہ کو ثابت کیا اور کہا کہ علق لغت میں جونک کو کہتے ہیں اور وہ بھی ایک کیڑا ہے تو قرآن سے ثابت ہو گیا کہ بچہ منی کے کیڑوں سے بنتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن سے تو یہ ثابت نہ ہوا بلکہ اگر تمہارے ترجمہ کو مان لیا جائے تو یہ ثابت ہوا کہ انسان کو جونک سے پیدا کیا ہے اور اس کے تو سائنس والے بھی قائل نہیں۔ تو افسوس تم نے قرآن کا ترجمہ بھی بگاڑا اور مقصود بھی ثابت نہ ہوا۔ ان سب تحریفات کا منشا یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی رائے کو اس قابل سمجھتے ہیں کہ قرآن کو اس کے تابع کریں۔

تواضع صاحبو! ہم کو لازم ہے کہ اپنے کو جاہل سمجھیں عاقل اور ذی رائے نہ سمجھیں اور اگر عاقل و ذی رائے ہیں تو دنیا کی باتوں میں رائے چلایا کریں، قرآن و حدیث کو تختۂ مشق نہ بنائیں بلکہ [illegible] کرنا لازم ہے کہ اپنے کو عاقل نہ سمجھیں۔ اگر جاہل بھی نہ سمجھیں کہ اس میں ناشکری ہے تو بلکہ علماء متقدمین سے پوچھ کر کہا کریں۔

لہ [illegible] جو [illegible] پیدا کیا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ جو لوگ قرآن میں اپنی رائے کو دخل دیتے ہیں ان کو ایمان عزیز نہیں ورنہ اگر دین کی قدر ہوتی ایمان ان کو عزیز ہوتا تو قرآن میں اپنی رائے کو نہ ٹھونستے نص سے مزاحمت کرتے جیسا کہ نص سے مزاحمت نہیں کرتے اور اگر دوا طبیب یا ڈاکٹر کی رائے سے مزاحمت کریں گے تو دوا بدل لیتے کا پھر معلوم دین ہی اتنا سستا کیوں ہے کہ ہر شخص اپنی رائے کو دخل دیتا ہے۔

ایمان کی قدر نہ ہونا

آج [illegible] ایسے ہیں کہ جو [illegible] [illegible] کہ سب [illegible] ہنس دیں گے۔ کہدیں گے کہ پھر ایمان آ جاوے گا اور اگر کہیں جاتا رہا تو پھر کلمہ پڑھ لینے سے واپس آ جاوے گا اس لیے بیوی کا نکاح ٹوٹنے کا ڈر تو ان کو ہو جاتا ہے مگر ایمان جانے کا خوف نہیں ہوتا سو یاد رکھو بعض اوقات لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہنے سے بھی واپس نہیں آتا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے کہ اگر کفر میں مل جاوے تو ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ پھر ایمان کی توفیق ہی نہ ہو چنانچہ قرآن میں ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ
كَفَرُوا ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ
لَهُمْ وَلَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۝ دیکھو ثُمَّ ازْدَادُوا كُفْرًا

کے بعد بھی ثُمَّ آمَنُوا کی گنجائش تھی مگر اس کے بعد حق تعالیٰ نے ثم آمنوا نہیں فرمایا کیونکہ اس پر متنبہ کرنا مقصود ہے کہ اس فعل میں خاصیت یہ ہے کہ

---

[1] جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے گئے تو اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا اور نہ ان کو سیدھی راہ دکھائے گا۔

اس کے بعد پھر توفیق ایمان نہیں ہوتی پس ایمان کی قدر کرو اور اس کی حفاظت کی کوشش کرو قرآن و حدیث میں اپنی رائے کو دخل نہ دو اور [illegible] سے مراقبت کرو [illegible] کے لئے [illegible] کرو اگر [illegible] شبہات و وسوسہ [illegible] [illegible] تو قرآن و حدیث میں [illegible] کی تائید کرنا [illegible] -

[illegible] | [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] | [illegible]

ہوا تو پچیس روپیہ کی تنخواہ ہو گئی تو اتنی آمدنی میں تو ایسے ہی لباس بنا سکتے ہیں جیسا وہ پہنے رہتے ہیں مگر وہ مصلحت بھی قابل لحاظ ہے جو قیمتی لباس [illegible] بعض لوگوں کو یہ [illegible] اپنی نظر میں [illegible] سے لیاقت و قابلیت [illegible] سمجھ [illegible] ہوا اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے بعد [illegible] [illegible] ہوں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کیونکہ [illegible] یاد ہے ع

ہر کہ گردن بدعوے فرازد خویشتن را بگردن اندازد

[illegible] کی وقعت جو خود اپنی زبان سے [illegible] تو خود یہ کہتے ہیں کہ [illegible] نہیں آتا اور [illegible] ایمان کا دعوی نہیں کرتے ہاں تحدیث بالنعمۃ کے [illegible] کہ اس نے ہم کو ایمان نصیب [illegible]

نہیں کرتے بس ان کی تواضع نے اہل دنیا کو شیر کر دیا وہ یہ سمجھے کہ جب یہ خود اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم کو کچھ نہیں آتا اور مولوی ہو کر یہ تقریر نہیں کر سکتے ———— تو یہ واقع میں کچھ نہیں ہوں گے۔ یہ آجکل کی عقل ہے جو ان حضرات کو شبہ ہو رہا ہے ورنہ حقیقت میں فلسفہ کے ساتھ انگریزی منطق پڑھے ہوئے ان کی وقعت نہیں رکھتے وہ استحالہ و استبعاد میں امتناع وقوعی و ذاتی میں ثبوت اور تائید میں بھی کوئی فرق نہیں کر سکتے۔ مگر علماء ان میں فرق کرتے ہیں اور ہر ایک کی حقیقت کو الگ الگ جانتے ہیں اس لئے میں نے کہہ دیا کہ اس آیت سے میں اس مضمون کو جو اس وقت بیان کرنا چاہتا ہوں ثابت نہ کروں گا بلکہ آیت سے صرف تائید کروں گا۔

حفظ حدود

اور یہ حفظ حدود ہے کہ ہر مضمون کو اس کی حد پر رکھا جائے چونکہ اس سے پہلے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْعٰلِمِیْنَ کا بیان ہوا تھا جس میں تنبیہ کی گئی تھی کہ شریعت میں حفظ حدود کا بڑا اہتمام ہے اس لئے میں نے اسپر متنبہ کر دیا کہ حفظ حدود میں یہ بھی داخل ہے کہ دلالت کلام کے درجات کا لحاظ رکھا جائے کہ جو مضمون جس درجہ میں مدلول ہو اس کو اسی سے آگے نہ بڑھایا جائے۔ اب میں اول آیت کا ترجمہ کرتا ہوں اس کے بعد مضمون مقصود کی تائید کروں گا۔ ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے جوڑے بنائے۔

نکاح کا اصل موضوع لہ

یعنی ازواج کو پیدا کیا تاکہ ان سے سکون و تسلی حاصل ہو یہ نکاح کا اصل موضوع لہ ہے یعنی سکون ہونا باقی خدمت وغیرہ سب فروع ہیں وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً۔

اور تمہارے درمیان باہمی محبت اور ہمدردی پیدا کی یہ بھی دلائل قدرت میں سے ہے کہ جو دو شخص ابھی ایک ساعت پہلے اجنبی محض تھے اب نہیں نکاح کے بعد کیسی محبت ہو جاتی ہے کہ دوسرے تعلقات میں اسکی نظیر نہیں ملتی اسی لئے حق تعالیٰ نے اس کو صیغہ امر سے بیان نہیں کیا کہ تمکو آپس میں مودت و رحمت کا برتاؤ کرنا چاہئے بلکہ صیغہ خبر سے بیان فرمایا کہ ہم نے تمہارے درمیان خاص تعلق پیدا کر دیا ہم نے ہماری مدد کی ہے بدون ہماری مدد کے جنسیت میں ایسا تعلق نہیں ہو سکتا تھا اور یہاں مودت و رحمت دو لفظ اختیار کئے گئے اس سے [illegible] ہے کہ اس تعلق میں کبھی مودت کا غلبہ ہوتا ہے کبھی رحمت و ہمدردی کا جوانی میں مودت و محبت کا غلبہ ہوتا ہے اور بڑھاپے میں رحمت و ہمدردی کا اور اس زمانہ میں عورتوں کی اس شکایت کا بھی جواب ہو گیا جو عموماً [illegible] کرتی ہے جب نکاح کو چند سال گزر جاتے ہیں تو عورتیں فریاد کرتی ہیں کہ اب خاوند کو ہمارے ساتھ وہ محبت نہیں رہی جیسی شروع میں تھی اب وہ [illegible] اور جوش عشق نہیں رہا سو اس شکایت کا منشا جہل ہے اور اگر وہ [illegible] تو یہ سمجھ لیں کہ [illegible] دونوں [illegible] تو شکایت [illegible] کہ کوئی تسلیم نہ کریگا [illegible] کہ یہ [illegible]

جوش عشق کا کم ہونا کمال الفت کی دلیل ہے

کم ہونا ہے [illegible] قدرت کے [illegible]

[illegible] جوش کا کم ہونا محبت کی [illegible] دلیل نہیں بلکہ کمال محبت کی دلیل ہے کیونکہ جوش [illegible] خود نقص کی دلیل ہے [illegible] جب [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] جوش کم ہو کر سکون ہو جاتا ہے [illegible]

کہ ہنڈیا پک گئی اسی لئے انبیاء علیہم السلام اور کاملین میں کیفیات کا جوش کم ہوتا ہے اور متوسطین میں ان سے زیادہ اور چھوٹے بچوں میں تو سب سے زیادہ جوش ہوتا ہے مگر سب جانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کامل ہیں تو انکی محبت بھی سب سے کامل ہے حالانکہ وہاں جوش نہیں۔ پس عورتوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ —— بیوی کے پرانی ہو جانے سے اگر مرد کا جوش کم ہو جائے تو یہ محبت کے کم ہونے کی دلیل نہیں بلکہ اسکی دلیل ہے کہ محبت کامل ہو گئی ہے مگر رنگ بدل گیا ہے پہلے محبت و عشق کا رنگ تھا اب رحمت و ہمدردی کا رنگ ہے پہلے محبت تو تھی مگر کسی قدر تکلف اور اجنبیت بھی تھی اب بالکل بے تکلفی ہے کہ ایک دوسرے کا ہمراز و دمساز و راحت و غم کا شریک ہے گویا دو قالب ایک جان ہیں یہ نکتہ ہے مودت و رحمت دو لفظوں کے اختیار کرنے میں اسکے بعد ارشاد ہے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ کہ اس میں لوگوں کے لئے دلائل قدرت ہیں جو سوچ اور غور سے کام لیتے ہیں۔

نکاح میں دلائل قدرت

اب رہا یہ کہ اس میں ایک دلیل تو یہ ہے کہ اس سے قدرت کاملہ پر استدلال ہوتا ہے اس طرح کہ دیکھو عورت اور مرد دونوں انسان ہیں مگر دونوں میں کس قدر تفاوت ہے کہ مرد کی خلقت اور ہے عورت کی اور ہے مرد سے بچہ نہیں پیدا ہو سکتا عورت سے بچہ پیدا ہوتا ہے مرد کو مرد سے وہ راحت و سکون حاصل نہیں ہو سکتا جو عورت سے حاصل ہوتا ہے تو دیکھئے ایک نوع کے افراد میں ایسا تفاوت اور اسمیں مصلحتوں کی رعایت یہ بدون صانع قادر کے نہیں ہو سکتی اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ ان کا کوئی صانع ضرور ہے اسی کو اعرابی کہتا ہے: اَلْبَعْرَۃُ تَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ وَ اَثَرُ [illegible]

اَسَمَآءٌ ذَاتُ اَبْرَاجٍ وَاَرْضٌ ذَاتُ الْفِجَاجِ كَيْفَ لَا يَدُلَّانِ عَلَى اللَّطِيفِ الْخَبِيرِ ـــــ کہ اونٹ کی مینگنی دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے کوئی اونٹ گیا ہے اور قدم کا نشان دیکھ کر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں سے کوئی گیا ہے جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے | کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

تو یہ بڑے بڑے ستاروں اور چاند سورج والا آسمان اور یہ کشادہ اور فراخ راستوں والی زمین اپنے صانع حکیم کے وجود پر کیونکر دلالت نہ کرے گی [illegible] سے بیان ہے۔ ایک جاہل بدوی [illegible] کہتا ہے کہ جب [illegible] دلالت کرتے ہیں دھواں دیکھ کر ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں آگ ہے۔ [illegible] دیکھ کر یہ خبر ہوتی ہے کہ یہاں سے کوئی گزر گیا ہے اور [illegible] کہ اس کا بنانے والا کوئی ضرور ہے اور یہ [illegible] اپنی ہی طبیعت سے [illegible] ہے۔

[illegible]

[illegible]

اگر غور سے کام لو تو آج بھی تمہارے لئے دلائلِ قدرت موجود ہیں اور یہی وہ
فطری امر ہے جو میثاقِ الست میں قلوب کے اندر پیوست کیا گیا ہے اس میثاق سے
آپ کو یہی سبق پڑھایا گیا ہے، اور اس پر جو ایک شبہ مشہور ہے کیونکہ آجکل ہمارے
دوستوں نے شبہات کا سبق بھی پڑھ لیا ہے کہ ہم کو تو یہ عہد یاد نہیں کہ کب
اور کس وقت لیا گیا اور جب یاد نہیں تو اس عہد سے فائدہ ہی کیا ہوا۔ اس کا جواب
یہ ہے کہ اگرچہ اس عہد کی کیفیت بیشک یاد نہیں رہی لیکن اس کا مقصود سب کو
یاد ہے اور مطلوب مقصود ہی کا یاد ہونا ہے کیفیتِ تعلیم و تعلم کا یاد رہنا ضروری
نہیں۔ دیکھو بہت لوگوں نے کبھی فارسی پڑھی ہے اگر یہ ضروری ہے کہ ان کے معنی
آنا ہی ہوگا کیونکہ معانی کا سبق آجکل ہر شخص کو یاد ہے لیکن اگر آپ ان سے پوچھیں کہ
فلاں سبق آپ کو کس دن اور کس جگہ پڑھائے گئے اور ابتدا میں آپ نے کس
سے پڑھے تھے تو ان سوالات کا جواب شاید ہزاروں میں ایک ہی آدمی دے سکے گا
کیونکہ یہ باتیں کسی کو محفوظ نہیں رہتیں تو کیا ان کے یاد نہ رہنے سے یہ کہا جائے گا
کہ آپ کا پڑھنا فضول و بیکار گیا ہرگز نہیں بلکہ ہر شخص یہ کہے گا کہ آپ کو پڑھانے
سے مقصود صرف یہ تھا کہ اس کا مضمون یاد رہے کیفیتِ تعلیم و تعلم کا یاد رہنا
مقصود نہ تھا، اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ میثاقِ الست سے مقصود یہ تھا کہ وجودِ صانع
اور توحیدِ صانع کا مضمون طبائع میں مرکوز ہو جائے کیفیتِ تعلیم کا محفوظ ہونا
مقصود نہ تھا سو بحمد اللہ وجود اور توحید بطور فطرت ہر شخص کے دل میں مرکوز
ہے، اسی کا یہ اثر ہے کہ مصنوعات کو دیکھ کر ایک جاہل بڑھیا بھی صانع کے وجود
پر استدلال کر لیتی ہے اس پر شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ ہزاروں کی جو مثال دی
ہے تو دوسرے ہزاروں میں ایک آدمی تو ایسا نکلتا ہے جس کو کیفیتِ تعلیم یاد
ہوتی ہے چنانچہ بعضے قوی الحافظہ بھی ہوتے ہیں کہ ان کو پڑھنا یاد رہتا

پڑھتا تھا اور کس مکتب میں پڑھتا تھا، میثاق الست کی کیفیت یاد رکھنے والا تو کوئی بزرگ بھی ایک نہیں ملتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ سب کو اپنے اوپر قیاس نہ کیجئے۔

بعض اہل اللہ کو میثاق الست کی کیفیت یاد ہے

یہاں بھی لطیفہ قوی الحافظہ

ایسے موجود ہیں جن کو اس عہد کی کیفیت اب تک یاد ہے چنانچہ شیخ سعدی اسی طرف اشارہ کرتے فرماتے ہیں ؎

الست از ازل ہمچنانش بگوش
بفریاد قالوا بلیٰ در خروش

تو یہ جو کہا گیا ہے کہ اس عہد کے یاد رکھنے والے اب بھی موجود ہیں اور بعض بزرگوں کے کلام میں اس سے زیادہ تفصیل موجود ہے چنانچہ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ مجھ کو یاد ہے کہ اس وقت ہماری دائیں طرف فلاں اور بائیں طرف فلاں تھے۔

اور ایک بزرگ کے کشف سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس وقت روحانی صف بستہ نہ تھیں بلکہ یوں ہی بلا ترتیب تھیں جیسے میلہ میں اجتماع ہوا کرتا ہے پھر اس وقت جو لوگ باہم روبرو ہو گئے تھے ان کو طرفین سے محبت ہوتی ہے اور جو باہم دور دور پشت ہو گئے کہ ایک کا منہ دوسرے کی پشت کی طرف تھا ان میں یکطرفہ محبت اور ایک طرف سے عداوت ہوتی ہے اور جو پشت در پشت ہو گئے ان میں طرفین سے دشمنی اور بغض ہوتا ہے اور ان بزرگ نے ذوق پر اس حدیث کو محمول کیا ہے۔

الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناکر

مذہب اختلاف

ایک اور بزرگ کا ارشاد ہے کہ جس وقت ازل میں میثاق ہو گیا تو سب روحیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ تکنے لگیں کہ جو آپ کہیں گے وہی سب کہیں گے چنانچہ سب سے پہلے حضور اقدس (صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہٖ) کی زبان مبارک سے بلیٰ نکلا تو آپ کے بعد سب نے بلیٰ کہا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ واصحابہ [illegible] وبارک وسلم) تو حضرت آپ سب کو [illegible] اور قیاس نہ کیجیے [illegible] امت میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنکو اس بحر کی معرفت ہو۔ چنانچہ اس امت میں ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں جو جنت اور دوزخ کی پیمائش تک کر آئے کہ جنت کتنی بڑی ہے اس کے کتنے درجے ہیں اسی طرح دوزخ کی لمبائی چوڑائی کی بھی پیمائش بھی کر لی اور یہ سیر روحانی طریقہ پر تھی۔ بعض بزرگوں کو زمین آسمان سے باہر ایک سمندر بہت بڑا مکشوف ہوا ہے جس میں ایک موج اس شدت کی اٹھتی ہے کہ اگر ملائکہ اس کو نہ روکیں تو آسمان و زمین کو غرق کر دے اور ان کے ساتھ وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ عرش سب سے بڑا ہے اس سے بڑی کوئی چیز نہیں میں یہ کہہ رہا تھا کہ دل میں قدرت اور [illegible] کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار فطری امر ہے [illegible] مضمون میثاق الست کے وقت سے [illegible] اور [illegible] کے جوابات میں کام [illegible] پر [illegible] ہے کہ [illegible] نہیں ہو سکتا۔

وجود صانع کی فطری دلیل

[illegible] کی دلیل ہے [illegible]

کیونکہ بہت سی چیزوں کا حدوث تو ہم کو مشاہدہ ہوتا ہے اور جن کا حدوث مشاہدہ نہیں ہوتا ان کے احوال کا تغیر و انقلاب بتا رہا ہے کہ یہ حادث ہیں کیونکہ محل حوادث کا حادث ہونا ہے ابھی میں نے اخبار میں ایک امریکن ڈاکٹر کا جو ماہر سائنس ہے قول پڑھا ہے کہ وہ کہتا ہے آفتاب کی روشنی میں بہت کمی آگئی ہے اور عنقریب اس کی روشنی زائل ہو کر یہ چراغ گل ہو جائے گا اور اس وقت دنیا میں سخت سردی پڑے گی کہ مخلوق کا زندہ رہنا محال ہے تو تمام عالم فنا ہو جائے گا ہم تو اس سے بہت خوش ہوئے اور جس شخص کو قرآن سے قیامت کی خبر کا یقین نہ ہو تو اب تو سائنس سے یقین آئے گا۔ غرض اشیاء عالم کا تغیر و انقلاب دیکھ کر بدیہی ہے کہ یہ سب حادث ہیں قدیم نہیں یعنی ان کا وجود دائمی و ضروری نہیں البتہ ممکن ہیں اور ممکن کیلئے کسی مرجح کی ضرورت ہے کیونکہ ممکن وہ ہے جس کا وجود و عدم مساوی ہو یعنی نہ اس کے لئے موجود ہونا ضروری ہے نہ معدوم ہونا ضروری ہے اور جس کا وجود و عدم برابر ہو اس کے وجود کے لئے کسی مرجح کی ضرورت ہے ورنہ ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور ترجیح بلا مرجح محال ہے پھر اس مرجح میں نظر کی جائے گی کہ وہ ممکن ہے یا واجب اگر ممکن ہے تو اس کے لئے دوسرے مرجح کی ضرورت ہوگی اور چونکہ تسلسل محال ہے اس لئے کہیں نہ کہیں سلسلہ ختم کرنا پڑے گا اور یہ ماننا پڑے گا کہ مرجح ایسی ذات ہے جو ممکن نہیں بلکہ واجب ہے [illegible] موجود ہے اسی واجب الوجود کو ہم [illegible] حق تعالیٰ کہتے ہیں۔

ایک شبہ کا جواب

[illegible]

اگر یہ کہو کہ صانع نے تمام مخلوقات کو عدم سے پیدا نہیں کیا اور [illegible]

[illegible]

پیدا کیا اور کسی کو جسم میں پیدا کر دیا ۔ کسی کو حسین بنایا کسی کو بدشکل کسی کو مرد کسی کو عورت کسی کو امیر کسی کو غریب کسی کو عقلمند کسی کو احمق تو سوال یہ ہوتا ہے کہ زید کو آج کیوں پیدا کیا کل کیوں نہیں کیا تھا اور اس کو امیر کیوں بنایا عمرو کی طرح غریب کیوں نہ بنایا ۔ زید کو عمرو پر کیا ترجیح تھی مثلاً ۔ اس سوال کا جواب بجز اسلام کے سوا کوئی نہیں دے سکا فلسفہ کی عقلیں یہاں آکر چکرا کے رہ گئیں حکمائے اسلام نے اس کا جواب دیا ہے کہ ان امور میں ارادہ وجہ ترجیح ہے اور ارادہ کی خاصیت یہ ہے کہ وہ اپنی ذات سے مرجح ہے اس کو کسی دوسرے مرجح کی ضرورت نہیں ۔ اس پر حکمائے یونان کی طرف سے ان کے مقلدین نے یہ اشکال وارد کیا کہ بیشک ہم نے مان لیا کہ ارادہ کے لئے کسی مرجح کی ضرورت نہیں وہ خود اپنی ذات سے مرجح ہے لیکن خدا تعالیٰ کا ارادہ تو قدیم ہے پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ ارادہ تو قدیم اور مراد حادث ۔ اس صورت میں تخلف مراد کا ارادہ سے لازم آتا ہے اور یہ محال ہے ۔ اس کا جواب حکمائے اسلام نے ایسا ہی دیا ہے کہ حکمائے یونان کے دانت کھٹے ہو گئے ۔ فرمایا کہ صفات واجب اپنی ذات میں قدیم ہیں مگر ان کا تعلق ممکنات کے ساتھ حادث ہے اور تخلف مراد کا تعلق ارادہ کے بعد محال ہے اس سے پہلے محال نہیں پس یوں کہیں گے کہ ارادہ کو تعلق مختلف طور سے ہوتا ہے اس تعلق کی وجہ سے مختلف زمانہ اور مختلف صورت کے ساتھ ظہور ہوتا ہے ۔ ۱۲

وجود صانع کی عقلی دلیل حرام نہیں ہے

[illegible]

وجود صانع کی ایک دلیل کوئی یہ کہے کہ ہماری سمجھ میں تو کوئی دلیل نہیں آئی تو اس کا میرے پاس کیا علاج نہیں میں تو جواب دے چکا آپ کے سمجھ میں نہ آئے

نہ ہو اور کہنا کہ جانے تو میں کیا کروں۔ اور اگر آپ یوں کہیں کہ اسکو ایسا آسان نہ کیجئے کہ جو ہم بھی سمجھ جائیں تو میں کہوں گا کہ آپ ایک ایسے شخص کو اقلیدس کی ایک شکل ایسے آسان طریقے سے سمجھا دیجئے جس نے ابھی کہ اصول موضوعہ کے معلوم کرنے کی ضرورت ہو نہ علوم متعارفہ کی نہ حدود کی نہ دوسری اشکال کی۔ صرف آپ کی تقریر ہی سے کہ جس میں اقلیدس کی شکل سمجھ جائے تو میں بھی آپکو یہ تقریر [illegible] آپ [illegible] کہ [illegible] شخص [illegible] سیاست [illegible] آتش کے معنی عربی میں سیاست [illegible] سیاست والی [illegible] کی [illegible] کی بابت نہیں [illegible] سیاست [illegible] نے [illegible] کہہ [illegible] اقلیدس [illegible] واقف [illegible] اقلیدس [illegible] اور [illegible] کر لیجئے [illegible]

تمہارے پاس ہر بات کا جواب ہے

[illegible]

کہتے ہیں تو ہر بات کا جواب ہے کہ آپ کے پاس سوال ہی نہیں یعنی سوال کی واقفیت نہیں ہے

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد | اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

اب شاید کسی کو یہ سوال پیدا ہو کہ خلق زوجان میں یہ آیت کریمہ کیوں بیان ہوئی کہ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ [illegible] یہ ہے کہ اول تو زوجین میں [illegible] ہر فرد کا وجود [illegible]

زوجین سے ایک ہی انسان [illegible] ہوتا ہے

دوسری بات یہ ہے کہ

ایک ہی میاں بیوی کو دیکھئے تو [illegible] نسلاً بعد نسل [illegible] دیتا ہے چنانچہ جس شخص نے کسی بچہ کو چار پانچ سال کی عمر میں دیکھا تھا وہ کئی سال کے بعد اس حال میں دیکھے کہ وہ گھر کا سردار بنا ہوا ہے [illegible] کر رہا ہے تو وہ ہرگز یہ نہ سمجھے گا کہ یہ وہی بچہ ہے جو [illegible] کرتا تھا وہ اول اس کو دوسرا آدمی سمجھے گا پھر لوگوں کے بتلانے کے بعد جب یہ سمجھے گا کہ یہ وہی لڑکا ہے تو اس کو بڑی حیرت ہوگی کہ اتنی سی دیر میں کیا ہوگیا اور جب کسی شخص کو اس حال میں دیکھا ہو کہ آج اس کی شادی ہو رہی ہے پھر ایک زمانہ کے بعد اس حال میں دیکھے کہ وہ خود اپنے لڑکے کا نکاح کر رہا ہے تو اس کو بڑی حیرت ہوگی یہ تو وہ باتیں ہیں جو دوسروں کو محسوس ہوتی ہیں اور خود اس شخص کو اگر وہ تامل سے کام لے تو نکاح کے بعد اپنی زندگی میں ایسا انقلاب عظیم معلوم ہوتا ہے کہ گویا یہ دوسری زندگی ہے اور یہاں سے ایک مستقل شخص کی تاسیس ہوتی ہے یعنی تجدد شان کا ظہور ہوتا ہے [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ ہر شخص کے لئے ایک ہی وجود مستمر نہیں ہے بلکہ ہر آن میں نیا وجود ہوتا ہے [illegible]

وجود عین حق ہے مگر چونکہ تجلی وجود متصل و متوالی پے در پے ہوتا رہتا ہے
اس لئے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک ہی وجود بچپن سے اخیر عمر تک مستمر ہے۔
حالانکہ یہ ایک وجود نہیں بلکہ ہر ہزاروں لاکھوں وجود آتے جاتے ہیں جس کو اہل
کشف مشاہدہ کرتے ہیں [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مشہور ہے ۔

[illegible]

[illegible] مثال ہے ۔

صوفیاء پر ایک اعتراض اور اس کا جواب

اور یہاں سے یہ بھی سمجھ لیجئے کہ حضرات صوفیہ پر جو بعض نا سمجھی کی وجہ سے اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ قرآن کی نئی نئی تفسیریں کرتے ہیں، یہ محض نا سمجھی کی بات ہے صوفیہ نے ان باتوں کو تفسیر کے طور پر بیان نہیں کیا بلکہ محض تنبیہ و تشبیہ کے طور پر بیان کیا ہے اور صوفیہ کے معتقدین جو اس کو تفسیر سمجھتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں مثلاً اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى کے متعلق بعض جاہل صوفیہ نے کہہ دیا ہے اِذْهَبْ يَا رُوْحُ اِلَى النَّفْسِ جَبَّارًا اِنَّهٗ قَدْ طَغَتْ۔

کہ اے روح نفس کی طرف جا اور اس سے جہاد کر کے اس کو مغلوب کر کہ وہ تجھ سے سرکش ہو رہا ہے۔ بعض نادانوں نے اس کو تفسیر سمجھ لیا بعض جو ناقص تھے وہ یہ کہنے لگے کہ قرآن میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا قصہ مذکور نہیں ہے بلکہ موسیٰ سے مراد روح ہے اور فرعون سے مراد نفس۔ مگر یہ صریح الحاد ہے۔ حضرات صوفیہ کی یہ مراد ہرگز نہیں اور جو ان کی طرف یہ بات منسوب کرے وہ جھوٹا ہے اور بحمد اللہ قرآن میں موسیٰ و فرعون سے روح و نفس ہرگز مراد نہیں بلکہ آیت میں موسیٰ علیہ السلام ہی کا قصہ فرعون کے ساتھ مراد ہے جو کہ ظاہری مدلول ہے ورنہ اگر ظاہری مدلول مراد نہ ہو تو پھر قرآن سے نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کا ثبوت نہ ہو سکے گا۔

صوفیہ ملحد نہ تھے

اور یہ وہی بات ہوگی جو ملحدین نے کہی ہے اور صوفیہ ملحد نہ تھے وہ الفاظ سے باہر نہیں گئے۔ بعض ملحدین نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ قرآن میں صلوٰۃ سے مراد نماز شرعی نہیں بلکہ روحی صلوٰۃ مراد ہے یعنی تعلق مع اللہ [illegible]

زکوٰۃ سے مراد زکوٰۃ شرعی نہیں بلکہ اسکی رُوح مراد ہے یعنی سخاوتِ نفس۔

اعمال کے ظاہر و باطن کی تحقیق

اسی طرح تمام نصوص میں تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ اعمال کا ایک ظاہر ہے ایک باطن۔ علماء نے قرآن کو ظاہر پر محمول کیا ہے ہم اُس کو باطن پر محمول کرتے ہیں اور ان لوگوں نے نماز روزہ کا ایک قول ذیل میں بیان کیا ہے۔

ہمیشہ نماز [illegible] | الذین ہم فی [illegible] دائمون

کہ دیکھو [illegible] کہ وہ تو پانچ ہی وقت نماز پڑھتے ہیں اور [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کی [illegible] کہ انہوں نے [illegible] کے ان اقوال کو تفسیر سمجھ لیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ مقصود صرف باطن ہی ہے [illegible] ، اور جو لوگ ان کے معتقد [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

علمِ اعتبار کی حقیقت

[illegible] دیا جاتا ہے قرآن پڑھنے والے تو قرآن کے قصوں کو محض قصہ سمجھ کر [illegible] حالانکہ قرآن نے جو قصے بیان کیے ہیں وہ عبرت [illegible] کے لئے کیے ہیں جیسا خود قرآن میں ارشاد ہے :

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ
مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي
بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى
وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○

[illegible]

[illegible]

کے ہے پس تو بھی اپنی روح کو نفس پر غالب کر جس کا طریقہ یہ ہے۔ ذرا غور [illegible] ہے پس تو نفس کو آیات الٰہیہ یاد دلا تاکہ اُس کو خوف الٰہی پیدا ہو اور نافرمانی سے باز آجائے یہ طریقہ اعتبار ہے کہ دوسرے کے قصہ کو اپنی حالت پر منطبق کرکے سبق حاصل کیا جائے پس اس آیت سے روح و نفس کی حالت پر تنبیہ کرنا استدلال کے طور پر نہیں بلکہ بطور اعتبار کے ہے۔ استدلال تو خود نص سے ہوتا ہے ان طریقوں کے ساتھ جو اہل معانی و اصول نے بیان کئے ہیں۔ اعتبار تشبیہ و اشارہ کے طور پر ہوتا ہے اور ان دونوں کی اصل قرآن سے ثابت ہے لیکن قرآن میں دلیل و استدلال کا لفظ صراحۃً نہیں آیا بلکہ ان کے مرادفات آئے ہیں چنانچہ ارشاد ہے قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ۔

اور ارشاد ہے: قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ [illegible] وغیرہ کے معنی میں ہے اس لئے اس کا استعمال رکھنے میں کوئی شبہ نہیں۔ اقیموا الصلوٰۃ کے معنی میں یہ کہنا کہ حق تعالیٰ نے نماز کو فرض کیا ہے [illegible] اَقِيمُوا الصَّلٰوةَ میں لفظ فرض کا صراحۃً نہیں مگر اس کا تو التزام موجود ہے۔ اور دوسرے طریق کا نام خود قرآن ہی میں اعتبار آیا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ اس سورۃ میں بنی نضیر کے یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے جو وطن کے چھٹنے کا قصہ مذکور ہے جس کے بیان کرنے کے بعد یہ فرمایا ہے کہ سبق حاصل کرو۔ کس سے عبرت حاصل کرو یعنی اگر تم ایسی حرکت کرو گے جو ان لوگوں نے کی ہے تو تمہارے ساتھ بھی یہی غضب کو تم بھی دیکھو گے اور یہی تو عین اعتبار ہے کہ ذرا بھی [illegible] شبہ نہیں۔

ف: [illegible] فرمائیے کہ اپنی دلیل نہ [illegible]

تو ایک نظیر سے دوسری نظیر کا استحضار کیا جائے اور یہی عبرت حاصل کرنے کے معنیٰ ہیں کہ دوسرے کی حالت کو اپنے اوپر منطبق کیا جائے کہ اگر ہم نے اس کے جیسے اعمال کئے تو ہمارا بھی وہی حال ہوگا جو اس کا ہوا ہے۔ رہا یہ سوال کہ جس طرح صوفیہ نے لفظ اعتبار کا استعمال کیا ہے کیا نصوص میں بھی ایسا استعمال آیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ بحمد اللہ اس کی نظیر نصوص میں بھی موجود ہے۔ اور میں یہ بات خود نہیں کہتا بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول سے میں اس کا ثبوت دیتا ہوں اور وہ لطیفہ یہ ہے، محقق ہیں کہ بعض لوگوں نے ان کو غیر مقلد سمجھ لیا ہے کہ وہ مذہب کی تقلید نہ کرتے تھے مگر یہ غلط ہے وہ مقلد ہی ہیں مگر محقق بھی ہیں اور یہ اخیر نہیں جیسے سالکین و مجذوبین کے سلوک و جذب میں مراتب ہیں کہ بعض سالک مجذوب ہیں بعض مجذوب سالک محض ہیں بعض سالک محض ہیں۔ ——— ایسے ہی تقلید و تحقیق کے بھی مراتب ہیں کہ بعض مقلد محض ہیں بعض محقق محض یعنی مجتہد ہیں اور بعض مقلد محقق ہیں بعض محقق مقلد ہیں۔ تو شاہ صاحب محقق محض نہ تھے بلکہ مقلد محقق تھے اس لئے بعض کو ان پر غیر مقلدی کا شبہ ہوا۔ تو اتنے بڑے محقق نے ذو الیدین کے متعلق فرمایا یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ اعتبار کا استعمال فرمایا ہے صحیح میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ تقدیر کا مسئلہ ارشاد فرمایا:

مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا وَقَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا اَفَلَا نَتَّكِلُ عَلٰى كِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ

یعنی ہر شخص کا ٹھکانا جنت میں یا دوزخ میں پہلے ہی سے لکھا جا چکا ہے اس پر حضرات صحابہ نے عرض کیا کہ تو پھر عمل کی کیا ضرورت ہے حضورؐ نے فرمایا:

اِعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ اَمَّا مَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ
فَیُیَسَّرُ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَیُیَسَّرُ
لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ قَرَأَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی
الآیۃ متفق علیہ (مشکوٰۃ)

کہ عمل کرتے رہو ہر شخص کے لئے وہ عمل آسان کر دیا گیا ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے جو شخص اہل سعادت سے ہوگا اس کے لئے عمل سعادت آسان ہوگا جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے جو شخص اہل شقاوت سے ہوگا اس کے لئے عمل سعادت آسان ہوگا اور جو اہل شقاوت سے ہوگا اس کے لئے عمل شقاوت آسان ہوگا۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی ۔ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْیُسْرٰی
وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی ۔ وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰی ۔

ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ جو شخص (اللہ کی راہ میں) مال دے اور اللہ سے ڈرے اور اچھی بات (یعنی دین اسلام) کی تصدیق کرے تو ہم اس کے لئے راحت کی چیز (یعنی جنت) کو آسان کر دیں گے اور جو بخل کرے اور بے پروائی اختیار کرے اور اچھی بات (یعنی دین اسلام) کو جھٹلاوے تو ہم اس کے لئے تکلیف

---

[1] [illegible]

بہ جواب یہیں سے تشبیہ کے متعلق ایک مشہور سوال کا بھی حل ہو گیا وہ یہ کہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی
اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ

میں جو صلوٰۃ علی رسول اللہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے

تشبیہ میں مشبہ بہ کا افضل ہونا ضروری نہیں

تو اس پر بعض لوگوں کو شبہ ہوتا ہے حضرت ابراہیم کے افضل ہونے کا [illegible] کا صلوٰۃ محمدیہ سے اور منشاء اس کا یہ ہے کہ عام طور پر لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تشبیہ میں مشبہ بہ کا مشبہ سے اقویٰ و افضل ہونا ضروری ہے حالانکہ یہ قاعدہ ہی غلط ہے بلکہ صرف اوضح و اشہر ہونا ضروری ہے افضل و اکمل ہونا ضروری نہیں اور اس کی دلیل خود قرآن میں موجود ہے فرماتے ہیں:

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو جیسا کہ مشکوٰۃ سے تشبیہ دی ہے [illegible] چراغ کے نور کو نور حق سے کیا نسبت مگر پھر بھی اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ [illegible] لوگوں کے ذہن میں [illegible] ہے اور اگر یہ سوال ہو کہ [illegible] کے ذہن میں نور شمس و قمر حاضر ہے اور ان دونوں کا نور چراغ کے نور سے زیادہ قوی ہے تو [illegible] تشبیہ میں اس کو [illegible] کہ سورج اور چاند کا نور [illegible] چراغ کے نور سے قوی ہے [illegible] [illegible] [illegible] تشبیہ [illegible] [illegible] [illegible]

سے ظاہر ہوئی اور قمر سے اس لئے تشبیہ نہیں دی کہ اُس کے متعلق یہ بات مشہور ہے کہ نور القمر مستفاد من نور الشمس[1] تو اس کی ساتھ تشبیہ دینے میں اس کا شبہ ہوتا کہ نور حق کسی سے مستفاد ہے پھر چراغ میں ایک صفت شمس و قمر سے زیادہ یہ ہے کہ وہ دوسروں کو بھی منورہ و منور بنا دیتا ہے کہ ایک لمحہ میں ایک چراغ سے ایک لاکھ چراغ روشن ہو سکتے ہیں اور اس کے نور میں کچھ کمی نہیں آتی اور شمس و قمر سے دوسروں کو صرف روشنی پہنچتی ہے یہ نہیں ہوتا کہ دوسری شئے نورانی بن کر کسی اور کو بھی منور کر سکے۔ اگر کہا جائے کہ جب

---

[1] [illegible]

آفتاب یا چاند کے سامنے کیا جاوے تو وہ نورانی ہو جاتا ہے اور دوسرے
کو بھی منور کرتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ [illegible] و [illegible]
واسطہ فی الثبوت نہیں ہوتا اور [illegible] واسطہ فی [illegible] ہوتا ہے جیسا کہ
نور حق واسطہ فی الثبوت ہوتا ہے، اگر یہ تشبیہ [illegible]
نور ہے دوسرا خدا [illegible] کرنے لگے [illegible]
کو منور بھی کرتا ہے اور منور بھی [illegible] دوسروں کی تنویر [illegible]
چراغ [illegible] ہے شمس و قمر [illegible] نہیں ہے [illegible] یہ سب نکات [illegible]
یہاں ہر شے کو اپنی حد پر رکھنا چاہیے اور چونکہ یہ نکات [illegible]
ان کے پوچھنے کا بھی کسی کو حق نہیں، اگر وہ خود [illegible] قرآن [illegible]
ہے یہ [illegible]
نہیں ہوتی [illegible] خدا کو [illegible] کے لیے ہے [illegible]
کی تفسیر [illegible] جو [illegible] ذکر ہو گئی [illegible] آیت کے ذکر [illegible]
مقصود [illegible] کہ نور حق کو [illegible] تشبیہ دی گئی ہے [illegible]
جانتے ہیں کہ [illegible] نور حق [illegible]
کے لیے مشبہ [illegible] مشبہ [illegible]
[illegible]
دی گئی ہے اس کی [illegible]
[illegible] تشبیہ [illegible]
[illegible]
حدیث کی شرح [illegible] قرآن [illegible]
یہ بحث جس کے تحقیق [illegible] ہو چکا ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

دیا تھا تو یہ جواب آپ کے غلام اور نوکر اور اولاد کی نافرمانی کے وقت بھی آپ
کے مقابلہ میں کافی ہونا چاہیے جب غلام یا نوکر آپ کی نافرمانی کرے یا اس کے
ہاتھ سے کوئی نقصان ہو جائے تو اس کو سزا ہرگز نہ دیا کرو بلکہ تقدیر کو کافی
جواب سمجھا کرو کہ غریب معذور ہے اسکی تقدیر میں یہی عمل تھا اسی طرح اولاد
کو تعلیم حاصل نہ کرے لڑکا اسکول سے بھاگتا ہو تو اسکو تنبیہ نہ کیا کرو بلکہ
صبر کر لو کہ اسکی تقدیر میں یونہی ہے یہ کیا بات کہ یہاں تو باوجود اعتقاد تقدیر
کے آپ کو صبر نہیں آتا بلکہ اول ہزار تدبیر سے کام لیتے ہو تنبیہ کرسکتے
ہو لالچ بھی دیتے ہو جب کوشش کرتے کرتے تھک گئے اُس وقت تقدیر
پر صبر و شکر کر کے بیٹھتے ہو اور خدا کے سامنے عذر تقدیر کو کافی جواب سمجھتے
ہو اگر تقدیر پر بھروسہ کر کے دین کے اعمال سے بےفکری اختیار کی جاتی ہے
اور اپنے کو بدعملی میں بےقصور سمجھا جاتا ہے تو دنیا کے کاموں میں بھی یہی کر کے
دیکھنا چاہیے اور اپنے ماتحتوں پر کسی غلطی کی وجہ سے گرفت نہ کرنا چاہیئے ان کو
بھی بےخطا بےقصور سمجھنا چاہیئے۔ سو جب اس طریقہ کو تم خود دنیا میں
ہرگز التزام قائم نہیں کر سکتے بلکہ ہر مجرم شخص کو لاجواب اور قائل کر کے
سزا دیں گے کسی کو ایسے حال میں سزا نہ دی جائے گی وہ اپنے کو بےقصور سمجھتا ہو۔

عمل کی ہمت

پس تم باتیں نہ بناؤ باتوں سے کام نہ چلے گا
عمل ہی سے کام چلنے کا راستہ اگر کسی سے
نفس بہانے کا حسنہ ہوگیا ہو تو اس کو بہت بڑے بہانے کی ہمت کی ترغیب سے
اور من گھڑت باتوں سے بچنا چاہیے کہ اگر خبر دی کی تفتیش و کوشش کرنا چاہیے
سے تو کچھ کام چلتا ہے نہ کی ہمت کی تحقیق سے کیا کام چل سکتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام اور افلاطون کا عجیب مکالمہ

مشہور ہے کہ افلاطون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر حوادث تیر ہوں اور آسمان کمان ہو اور تیر انداز حق تعالیٰ ہو تو بچنے کی کیا صورت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ تیر انداز کے پہلو میں جا کھڑا ہو کہ تیر سے بچا رہے گا کیونکہ تیر زمین کو لگتا ہے جو آسمان کی زد پر ہو اور جو تیر انداز کے پہلو میں کھڑا ہو اس پر تیر نہیں پہنچتا۔ سبحان اللہ! عجیب جواب ہے جس کو سن کر افلاطون نے اقرار کیا کہ یہ جواب نبی کے سوا کوئی نہیں دے سکتا ——— [illegible] تھا کہ اس مسئلہ میں گفتگو نہ کرو۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

تم اپنی عقل پر ناز نہ کرو دیکھو کہ اہل اللہ کے سامنے تمہاری عقل [illegible] مکتب سے بھی کم ہے بس اب تو عقل اسکو سمجھتے ہیں کہ [illegible] کے قابل ہو گئے [illegible] [illegible] وہ ہے جو [illegible] قال اللہ [illegible] اپنی عقل پر ناز کرنا [illegible] مجھے [illegible] فرماتے ہیں ؎

[illegible] | [illegible]

جب تک یہ عشق [illegible] نہیں تو اہل اللہ کے سامنے اپنی [illegible]

[illegible] | [illegible]

[illegible] | [illegible]

تم نے [illegible] جب تک کسی عشق کے سپرد کرو [illegible] اور [illegible] [illegible] اور [illegible] کے بعد [illegible]

[illegible] کا یہ حال ہوگا کہ ؎

عشق آن شعلہ است کو چون بر فروخت
ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ لا در قتل غیر حق براند
در نگر آخر کہ بعد لا چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت
مرحبا اے عشق شرکت سوز زفت

[illegible]

[illegible] | [illegible]

نے اس مسئلہ کے ذکر میں بھی علم اعتبار کا استعمال فرمایا ہے۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَنْتُمْ فِیْ عَمَلٍ قَدْ فُرِغَ مِنْهُ وَتَصْدِیْقُ ذٰلِكَ فِیْ
كِتَابِ اللّٰهِ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا :

کہ جو اعمال تم کر رہے ہو یہ وہ ہیں جن سے فراغت ہو چکی ہے یعنی سب پہلے ہی مقدر ہو چکے ہیں اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس کی تصدیق قرآن سے ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا۔

قسم ہے نفس کی اور اس ذات کی جس نے اس کو ٹھیک بنایا ہے۔

تفسیری نکتہ

اللہ تعالیٰ نے قسم [illegible] [illegible] ہو سکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ [illegible] کہ نفس بڑی عجیب چیز ہے [illegible] ہے اس لئے نفس کی قسم کو مقدم کیا گیا [illegible] ذکر [illegible] کہ [illegible] اور یہ بھی ممکن ہے کہ [illegible]

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] فرمایا ہے [illegible] [illegible] [illegible]

ہے بلکہ صرف یہ مقصود ہے کہ [illegible] نفس کی اور [illegible] نفس کی قسم کھائی ہے [illegible]

[illegible] فرمایا کہ : فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا

کہ خدا نے نفس کو پیدا کر کے اس کو [illegible] کا الہام کیا [illegible]

[illegible]

[illegible]

شاہ صاحب نے [illegible] جواب دیا ہے کہ [illegible]

[illegible]

[illegible] اختیار کا ثبوت

[illegible]

ہیں صاحب روح المعانی نے اسکو نقل کرکے [illegible] ہے کہ یہ قول [illegible] تفسیر کے مثل ہے کیونکہ ابن عباس اپنی تفسیر [illegible] نہیں کرسکتے [illegible] لہٰذا یہ روایت غیر صحیح معلوم ہوتی ہے [illegible] کی توجیہ کی جائے

ثُمَّ [illegible] اَنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰی [illegible]

وَ [illegible] الْحَقُّ يَتَفَرَّدُ فِي [illegible]

اور [illegible] السلوک [illegible] ترجیح کی ہے

اِنَّ ذٰلِكَ [illegible]

[illegible] ابن عباس [illegible]

[illegible] کی [illegible]

یعنی [illegible]

یعنی [illegible] سے مراد [illegible] ہیں کہ [illegible] لیتے ہیں ورنہ زمین کا حال تو سب کو معلوم ہے [illegible] اسکی ضرورت [illegible] اہتمام ضروری نہ تھا [illegible] علم اعتباری ہے [illegible]

[illegible]

سے تفسیر مشہور کی نفی کرنا مقصود نہیں بلکہ [illegible] کی آیت [illegible] ظاہری مدلول پر [illegible] نہ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ [illegible] اس سے قلوب کی حالت کی طرف منتقل کرنا چاہیئے کہ [illegible] ہے جو زمین کی حالت [illegible] ہے [illegible] میں مذکور ہیں [illegible] بعض نصوص میں [illegible] موجود ہے [illegible] پر زندقہ والحاد کا فتویٰ لگاتے ہیں وہ غلطی کرتے ہیں [illegible]

قرآن کی تفسیر سمجھنا ہے اس کے زندقہ و الحاد ہونے میں ہم کو بھی کلام نہیں ۔

مسئلہ اعتبار کی حقیقت کی توضیح

پھر مسئلہ اعتبار کی حقیقت یہ ہے کہ ایک مشبہ کو دوسرے مشبہ بہ سے وجہ شبہ کے ساتھ ثابت نہ کیا جائے بلکہ مشبہ ثابت بدلیل آخر ہے اور یہ نہ مجاز میں داخل ہے خواہ مجاز مرسل ہو خواہ استعارہ کیونکہ کنایہ میں موضوع لہ کے مراد نہ ہونے پر قرینہ ہوتا ہے اس لئے غیر موضوع لہ مراد ہوتا ہے اور یہاں نہ موضوع لہ کے غیر مراد ہونے کا کوئی قرینہ ہے نہ غیر موضوع لہ مراد ہے اور نہ یہ کنایہ میں داخل ہے کیونکہ کنایہ میں معنی موضوع لہ متروک نہیں ہوتے بلکہ کلام کا مدلول اصلی وہی موضوع لہ ہے مگر مقصود اس کا لازم یا ملزوم ہوتا ہے جیسے طویل النجاد کہ اس میں مدلول معنی متروک نہیں مدلول کلام وہی ہے مگر مقصود طول قامت ہے کیونکہ طول نجاد کے لئے طول قامت لازم ہے اور اعتبار میں وہ معنی [illegible] جو مدلول کلام ہے [illegible] پس یہ [illegible] کا تعلق ہے اور شبہ ہے کہ [illegible] [illegible] کیونکہ [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible] منسوب الی الشیخ ہوتا ہے [illegible] [illegible] [illegible] ہے اور اس مشبہ کو قرآن کی کوئی [illegible] بلکہ [illegible] مستقل دلیل سے ثابت ہے یہ حقیقت ہے مسئلہ اعتبار کی جس کو تفسیر قرآن سے دور کا بھی تعلق نہیں کیونکہ وہ معانی منقولات سے نہ مدلولیت کے [illegible] نہ [illegible] کے [illegible] صوفیہ خود ان کے مدلولیت ہی کے منکر ہیں [illegible] [illegible] کے [illegible] ہیں کہ مقصودیت کے [illegible] [illegible] سمجھتے ہیں ان سب فرقوں کو [illegible] سمجھ لو ۔

اب سمجھئے کہ جس مضمون کو میں اس وقت بیان کرنا چاہتا ہوں وہ اس آیت کا نہ مدلول ہے نہ مقصود ہے بلکہ صرف اس کو اس کے مدلول سے مناسبت حاصل ہے پس یہ بیان اس آیت کے متعلق بطور علم اعتبار کے ہوگا

آیت سے ماخوذ مضمون

وہ مضمون یہ ہے کہ آپ کو آیت کے ترجمہ سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] پیدا خلق ازواج میں بہت سی آیات و دلائل قدرت کا ہونا بیان فرمایا ہے [illegible] میں کہتا ہوں کہ منجملہ ان دلائل و آیات کے جو مدلول نص ہیں [illegible] ان میں ایک اور بات بھی ہے جس سے بڑھ کر [illegible] ہے

نکاح تعلق مع اللہ کی نظیر ہے

[illegible] وہ سالک کو سبق دیتا ہے کہ تعلق اللہ کے ساتھ [illegible] معاملات کے انداز ہیں تو وہ بھی [illegible] طرح کی آیات ہیں کیونکہ نکاح کے تین درجے ہوتے ہیں۔ ایک درجہ محض تعلق کا ہے کہ ابھی تک صرف نکاح کا پیغام بھی نہیں دیا بلکہ ذہن میں ہے (دوسرا) درجہ خطبہ کا ہے یعنی پیغام دے دیا اس درجہ میں قدرے تعلق ہو جاتا ہے اس کے بعد ایک تیسرا درجہ ہے کہ پیغام دینے کے بعد پیغام منظور ہو گیا اور رشتہ قرار پا گیا اس درجہ میں پہلے سے زیادہ تعلق ہو جاتا ہے [illegible] وقت [illegible] کا [illegible] درجہ اس کے بعد ہے جس کا [illegible]

---

۵ [illegible]

ہے۔ اور جب تک کہ یہی حال ہو سلوک اور تعلق مع اللہ ہے کہ وہاں بھی تجلی دائمی ہے یہی نسبت ہے تعلق کی جس کے یہی معنی ہیں کہ حق تعالیٰ کی طلب نہیں گو ظلم ہے تو پھر اس سے جیسا کہ یہ حضرت کا قول مشہور ہے کہ لڑکی سے سوتا ہے کہ ... کہ نام عشق نہیں بلکہ تعلق طلب اور عبرت سے شروع ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی ہو کہ یہ معرفت قبل از طلب کو تعلق یا انتہا نہیں کہا جا سکتا اس کی ابتدا ایسے ہی ہے کہ طلب پیدا ہوگئی اور کسی بزرگ سے درخواست کی کہ مجھ کو حق تعالیٰ کے ملنے کا راستہ بتاؤ۔ انہوں نے راستہ بتا دیا شروع کر دیا اور اس راستہ پر چلنے لگا پھر کوئی ابتدا ہی میں ہے کوئی وسط میں ہے یہ ... مگر ابھی تک اس کو یہ نہیں معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو کیا نسبت ہے یا نہیں اس کے بعد ایک درجہ یہ ہے کہ ادھر سے بھی اس کے ساتھ ... اور رضا کے آثار وارد ہوتے اس کے بعد ہر جگہ ... درجہ ہے جو منظوری ختم کے بعد ہوتا ہے۔

ایک شبہ کا جواب

اس کے بعد ایک درجہ وصول کا ہے کہ نسبت مع اللہ ختم ہو گئی اور یہ شخص واصل ہو گیا یہ ... شبہ کسی کو یہ شبہ ہو کہ بارگاہ حق کی تو کہیں انتہا ہی نہیں جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں ؎

اے برادر بے نہایت درگہیست | ہر چہ بروے می رسی بروے مایست

اور ایسے ہی عارف کہتے ہیں ؎

نگردد قطع ہرگز جادۂ عشق از دویدنہا
کہ می بالد بخود این راہ چوں تاک از بریدنہا

اور جب اس کی انتہا کہیں نہیں پھر وصول کے کیا معنی کیونکہ وصول تو محدود

تک ہو سکتا ہے غیر محدود تک وصول کہاں ہو سکتا ہے، اور یہی وہ مضمون ہے جو پہلے وعظ میں بیان سے رہ گیا تھا کیونکہ میں نے پہلے وعظ میں یہ دعوی کیا تھا کہ شریعت میں ہر شے کے لئے ایک حد ہے اس پر یہ سوال وارد ہوتا ہے کہ تعلق مع اللہ کی تو حسب تصریح صوفیہ کوئی حد نہیں کیونکہ یہ تعلق غیر متناہی ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ وصول کے دو معنی ہیں ایک تو محدود ہے ایک غیر محدود ہے۔

وصول کے دو معنی

تفصیل اسکی یہ ہے کہ تعلق مع اللہ کے دو درجے ہیں ایک سیر الی اللہ یہ تو محدود ہے، ایک سیر فی اللہ یہ غیر محدود ہے۔ سیر الی اللہ یہ ہے کہ نفس کے امراض کا علاج شروع کیا یہاں تک کہ امراض سے شفا ہو گئی اور ذکر و شغل سے قلب کی تطہیر شروع کی یہاں تک کہ وہ انوار ذکر سے معمور ہو گیا یعنی تخلیہ و تحلیہ کے ذریعہ سے موانع مرتفع کر دیئے مطلب یہ امراض سے واقف ہو گئے نفس کی سرکشی دب گئی اخلاق رذیلہ زائل ہو گئے اور اخلاق حمیدہ و انوار ذکر سے قلب آراستہ ہو گیا اعمال صالحہ کی رغبت طبیعت ثانیہ بن گئی اعمال و عبادات میں سہولت ہو گئی نسبت و تعلق مع اللہ حاصل ہو گیا تو سیر الی اللہ ختم ہو گئی۔ اس کے بعد سیر فی اللہ شروع ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات و صفات کا حسب استعداد انکشاف ہونے لگا تعلق سابق میں ترقی ہوئی معرفت کا ورود ہونے لگا یہ غیر محدود ہے یہی وہ تعلق ہے جس کی نسبت کہا گیا ہے

دریست بحر عشق کہ ہیچش کنارہ نیست
آنجا جز آنکہ جان بسپارند چارہ نیست

---

۲ یہی وہ مضمون ہے جو وعظ محدود و غیر محدود کے نام سے چھپ چکا ہے

دوسرے کی یہ مثال ہے کہ ایک شخص سائنس کا امتحان دیتا ہے یہاں
تک کہ پاس ہو گیا دوسرے منزل گئی تو اسوقت سیر الی سائنس ختم ہوئی ۔
[illegible] سیر فی سائنس ہے کہ تحقیقات میں اضافہ ہو نئی نئی باتیں منکشف
ہوں [illegible] چنانچہ اہل سائنس خود اسپر متفق ہیں کہ تحقیقات
سائنس کا [illegible] جب ایک ڈیوی [illegible] کا یہ قول ہے و تحقیق
[illegible] دوسری مثال اور لیجئے کہ ایک کرہ جو اپنے مرکز سے
[illegible] حرکت [illegible] کرکے مرکز پر پہنچ جائے تو اسوقت حرکت الی
[illegible] ختم ہوئی [illegible] کے بعد اپنے مرکز پر پہنچ کر جو حرکت وضعیہ کرتا ہے
[illegible]
[illegible] کے کیا معنی [illegible] سوال نے بتلا دیا
[illegible] سیر الی اللہ کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کیا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کہ یہ دنیا میں [illegible]

ہو کہ جب تم ایک عورت کی طلب سے مستغنی نہیں ہو تو خدا کی صحبت کیونکر مستغنی ہو گئے ۔

اگر صحبت نیست از فرزند و زن | صبر چون داری ز رب ذو المنن
اگر صحبت نیست از دنیای دون | صبر چون داری ز نعم الماہدون

پھر جب کوئی شخص کسی عورت کو پیغام دیتا ہے ذرا اوس وقت پر سوچیے ۔ ایک عورت کی طلب کے لئے اُس کو پیغام دینے میں کتنی کتنی باتوں کی رعایت کرنی پڑتی اور اسکی تلاش میں کیسی کیسی دقتیں اٹھانا پڑتی ہیں کہ بعض لوگوں کے جوتیاں بھی گھس جاتی ہیں خط پر خط اور تار پر تار دئے جاتے ہیں اور مقصود وغایت کہ اس زندگانی کی بہتری رہتا ہے صرف اس سے تعلق پیدا کرنا ہے سو حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنا جس بات کا ذریعہ ہے بیعت ہے اگر وہ ایک دو دفعہ ہمیں اور درخواست کے ساتھ ہی تم بیعت نہ کریں تو اس کو بھی تحمل کرنا چاہئے پھر خیال فرمائیے کہ جب یہ حالت ہے کہ بعض وقت عورت کے اہل وخاندان کو راضی کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اُن کی مرضی سے پوری طرح بچتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ ہماری حالت کو دیکھ کر پیغام چھوڑ دیں تو ایسے ہی طالب حق کے لئے مرشد کی رضا کے حق میں سعی اور ناخوشیات سے بچنے کا خیال کرنا چاہئے یہ ایک امر ہے بھی جو اس مضمون میں بیان کرنے کی نہ تھی مگر چونکہ مشہور ہے اس لئے بیان کرتا ہوں کہ جب لڑکی کو پیغام دیا جاتا ہے گو ابھی لڑکی نہ ہو ہم صرف بیٹا دیتے ہیں اس لڑکی اس شخص سے کوئی تعلق ہوتا ہے جب پہلے اس کو پیغام جیسے ہم نے بعض واقعات ایسے سنے ہیں کہ پیغام پہنچنے سے پہلے ہی لڑکی تھا اس لڑکی کو بھی رنج ہوا ۔

سالک کو کیا تصور کرنا چاہیئے

شیخ کامل تو یہ بات ظاہر ہی ہے جس پیر کو وہ نہیں جانتے ہیں تو زیادہ وقت ظاہر ہے کہ جب کوئی اُن کی طلب کرتا ہے تو وہ بھی اسکی طلب کرتے ہیں بلکہ وہ بھی اس کے حال پر متوجہ ہو جاتے ہیں حدیث میں مذکور ہے مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا ۔ الحدیث[۱]

پس سالک کو طلب میں سرگرم ہونے کے ساتھ یہ بھی تصور کرنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ کو بھی میرے ساتھ تعلق ہے وہ بھی مجھ کو چاہتے ہیں یہ مراقبہ نافع ہوتا ہے اس سے محبت بڑھتی ہے مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

ہیچ عاشق خود نباشد وصل جو | کہ نہ معشوقش بود جویای او
تشنگان گر آب جویند از جہاں | آب جوید ہم بعالم تشنگان

یہ ظاہر ہے کہ تم سے تعلق ضرور ہے اور حق تعالیٰ کو بھی ہے تو ایک کو طلب محبوب نہ ہونا ۔

ہر کہ عاشق دیدیش معشوق دان
کو بہ نسبت ہست ہم این و ہم آن

یہ فرق اتنا ہے کہ عاشق کا عشق نمایاں رہتا ہے ؛ معشوق کا عشق ؛ دوسرا طلب و غیر میں اضطراب پیدا کر دیتا ہے اور محبوب کا عشق مخفی ہے کہ جب تعلق ظاہر ہوتا ہے جیسا مشہور ہے عشق اول در دل معشوق پیدا می شود ۔

---

[۱] جو کوئی میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے میں اس کی طرف ایک گز بڑھتا ہوں ۔

عارف شیرازی کہتے ہیں ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد
اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

یہ انہی کی محبت کا اثر ہے کہ تم بدون دیکھے ہوئے اشتیاق رکھتے ہو گو تم نے تو ان کو دیکھا بھی نہیں انہوں نے ہی تم کو اپنی محبت نصیب کی ہے یہ بڑی دلیل ہے انکی محبت کی پس یہ شعور کرنا چاہیئے کہ حق تعالیٰ کو بھی تمہارے ساتھ تعلق ہے ؎

جوشش عشق ست کاندر نی فتاد
آتش عشق ست کاندر مے فتاد

گر نبودے نالہ نے را اثر نے جہاں را پر نکردے از شکر

یعنی حق تعالیٰ کی محبت اور تعلق کے آثار ہمارے اندر جو ہیں وہ خود مخفی ہیں مگر طالب کے ساتھ جو معاملات ہوتے ہیں جن کو طالب خود دیکھتا ہیں وہ معاملات [illegible] بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ان سے تعلق ہے اس لئے تو ان کی شان [illegible] ذات سے باطن ہیں اور آثار سے ظاہر ہیں مولانا فرماتے ہیں ؎

عشق من پیدا و معشوقم نہاں ۔۔ یار بیروں فتنۂ او در جہاں

ایک شعر ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سحر کہ فردا ہے خلوت دیار برد از دنیا و از فریب

جلوہ بیند ست [illegible] شہ خیز

وقت خلوت نیست جز شاہ عزیز

آج شادی [illegible] اس وقت کی وجہ سے جو [illegible] غیر [illegible] سے [illegible] مطلوب ہے [illegible] نکاح کے متعلق ایک [illegible] کا [illegible] تصور [illegible] ہے [illegible] [illegible] نکاح [illegible] کہ [illegible] دو [illegible] [illegible] ہے [illegible]

[illegible] شادی کے بعد [illegible] سرپرست [illegible]

جب [illegible] ہے [illegible] لڑکی [illegible] سے [illegible] کہ [illegible] [illegible] جن کے وہ باپ کا گھر تھا، اُس کے دوست وہ لوگ تھے جو باپ کے دوست تھے اور دشمن وہ تھے جو اس کے باپ ماں کے دشمن تھے۔ لڑکی کی شادی ہو جانے کے بعد سے وہ گھر لڑکی جس کو دنیا کی [illegible] آتی ہے اپنی زندگی میں ایک انقلاب ختم کر لیتی ہے کہ اب سے اس کا گھر وہ ہے جو شوہر کا گھر ہے، اور اس کا دوست وہ ہے جو شوہر کا دوست ہے اور دشمن وہ ہے جو اس کے شوہر کا دشمن ہے۔ یہاں تک کہ اگر [illegible] کے باپ اور شوہر میں جھگڑا ہو جائے تو لڑکی [illegible] اپنے باپ کا ساتھ نہیں دیتی بلکہ اس کو شوہر کا ساتھ [illegible] ہے ——— [illegible] لڑکی اپنے [illegible] اور [illegible] سے ایک [illegible]

زندگی میں کرتی ہے [illegible]

کرتے کہ خدا سے [illegible] رکھنے والوں کو [illegible]

تعلق ہو اُس کو [illegible] دوستوں [illegible]

دشمنوں کو [illegible] افسوس ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب ایک [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے اور خود بادشاہ سے کینہ رکھتی رہے [illegible]

[illegible]

کہ دُم کو رہنے دو یہ لٹ دو راہی ہے۔ اُس نے دوسری جگہ سوئی چبھوئی اُس نے
پھر آہ کی اور پوچھا اب کیا بناتے ہو؟ کہا کان بنا رہا ہوں کہنے لگا کان کو بھی رہنے دو
یہ تو بچا ہی ہے۔ اُس نے تیسری جگہ سوئی لگائی اُس نے پھر آہ کی اور پوچھا اب کیا
کرتے ہو؟ کہا پیٹ بناتا ہوں کہنے لگا اُس کو بھی رہنے دو اس سے تو کیا فائدہ
تھوڑا ہی لڑے گا یہ بدون پیٹ ہی کے ہے۔ اُس نے چوتھی جگہ سوئی چبھوئی —
—— —— اُس نے آہ کرکے پوچھا اب کیا بناتے ہو؟ کہا سر بناتا ہوں
کہنے لگا سر کو بھی رہنے دو یہ بے سر ہی سہی [illegible] [illegible] سوئی [illegible]
کہا ہے

شیر بے دُم و سر و اشکم کہ دید
ایں چنیں شیرے خدا خود نافرید

اے بیوقوف ایسا شیر کس نے دیکھا ہے جس کے نہ سر ہو نہ پیٹ ہو
ایسا شیر تو خدا نے بھی نہیں پیدا کیا مرغ کیا فرشتے [illegible]!

چوں نداری طاقتِ سوزن زدن
پس تو از شیرِ ژیاں ہم دم مزن

کہ جب تم کو ایک سوئی کی برداشت نہیں تو شیر کا تذکرہ ہی نہ [illegible]
[illegible] ہے

[illegible] [illegible] زخمے کز [illegible]
[illegible] [illegible]

جیسا کہ [illegible] [illegible] نقشہ کو [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] سے نقشہ کی [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] | [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ تعلق مع اللہ کی

[illegible] تعلقات میں موجود ہے پس آپ کو حق تعالیٰ کی [illegible]

[illegible] جس طرح [illegible] بیوی کی محبت کرتے ہو [illegible]

[illegible] حاصل کرنا چاہئے پس [illegible]

[illegible] کے لئے موجود ہے ۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ملفوظ

نصرۃ النساء

از

الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ

جلد ۲

مردوں کے مقام و قوامیت کی بناء پر حضرت والا نے عورتوں کے
حقوق اور ان کے ساتھ زندگی کے دستور العمل کے متعلق
احکام شریعت کے تحت حسب ذیل ہدایات فرمائیں :

○

فرمایا : کہ آج ایک بی بی کا خط آیا ہے [illegible] لکھا ہے کہ [illegible] مجھ سے بیعت ہوئی تھیں یہ بی بی نہایت دیندار ہیں شوہر کے ستائے اور بد مزاجی اور بدزبانی کی شکایت بھی ہے جس کو پڑھ کر میرے دل کو بہت صدمہ ہوا ۔ فرمایا کہ ان لوگوں کے دلوں سے [illegible] کے حقوق کی عظمت بالکل نکل گئی ظلم پر کمر باندھ رکھی ہے [illegible] رہتے میری [illegible] کمزور ہوتی ہے کبھی کبھی [illegible] آتا ہے کہ [illegible] نکل جاؤں یہ کوئی [illegible] ڈوب مروں [illegible] کے خوف [illegible] کی وجہ سے [illegible] نہیں کر سکتی دل کو [illegible] شب و روز [illegible] کے گھر کا کام [illegible] فرمایا کہ [illegible] اور [illegible]

کرنا بھی گیا۔ ان بی بی کے [illegible] کو تقریباً [illegible] ستر برس کا ہوا۔ ان صاحب
نے بڑی [illegible] ان بی بی سے نکاح کیا تھا اسوقت [illegible]
تھا ہوگا اسوقت [illegible] کرتے پھرتے تھے۔ تو [illegible] رہتے تھے۔ اب
نہیں [illegible] جب [illegible] کو منہ بھی نہیں لگاتے تھی کہ ان [illegible]
کی [illegible] میاں [illegible] ہیں اور بیوی بڑی ہیں [illegible] کر [illegible]
رہا تھا [illegible] ستر برس [illegible] ادا کیا [illegible] کیا [illegible]
[illegible] کی بات کا [illegible] نہیں اگر وہ [illegible]
کہ [illegible] کہ یہ [illegible] ہیں کہ تونے [illegible]
کر [illegible] کی [illegible] ان کے ذہن میں [illegible]
[illegible] رسالہ [illegible] میں
[illegible] کے متعلق بیان کیا ہے [illegible] کرنے کو [illegible]
[illegible] برس [illegible]
[illegible] درست ہے [illegible] بات [illegible]
[illegible]
[illegible] اور ان [illegible]
[illegible] ہوں [illegible]
[illegible] کر دیا [illegible]
[illegible] کر دیتے کہ وہ [illegible]
[illegible] پاس [illegible]
[illegible]
[illegible] کسی چیز کی [illegible]

اکثر گھروں میں ایسا ہوتا ہے مثلاً پانی کی ضرورت ہے اپنے ہاتھ سے لے
سکتے ہیں [illegible] ہوں اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب کہ
کوشش [illegible] کہ [illegible] دیتی ہیں [illegible] باتوں کی رعایت رکھنے
ضروری ہے [illegible] مشغول ہیں [illegible] وقت انسان کی توجہ ہر وقت
طبیعت یکساں نہیں رہتی کسی وقت خادم کی طبیعت [illegible] ہوتی ہے اور کبھی
بشاش دیکھی [illegible] اپنے ہاتھ سے کر لے [illegible]
[illegible]
کرتے ہوئے [illegible] خدمت کی [illegible]
[illegible] لیکن [illegible]
[illegible]
[illegible]
قدرت [illegible] حکومت [illegible]
[illegible] کو ذرا [illegible] میاں کہ حکومت کی حقیقت [illegible]
[illegible] عورتوں کو زد و کوب کرتے ہیں [illegible]
بھی [illegible] ہوتی ہے عورتوں پر [illegible] نہایت [illegible]
بزدلی کی دلیل ہے جو مرد کی شان کے [illegible]
[illegible] بہت سے کام اپنے ہاتھ سے کر لیتا ہوں [illegible]
ہے اور میرا کوئی کام [illegible]
ہوتی کہ وہ میری خدمت کریں [illegible]
[illegible] رات کو [illegible]
کر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں [illegible]

ہوجاتے تھے ایک اپنے نہ سونے کا دوسرے نیند نہ آنے کا اور ایک ان کا پھر گھر سے چلنے کے وقت پوچھتا ہوں کہ کوئی ضروری کام میرے متعلق تو نہیں تو بیچارہ ہنس کر کہا کہ کوئی کام نہیں چلا آیا اگر کہو کہ سب بیٹھ کر خط کوئی خط ہی لکھوانا ہے سوا اس کام کو پورا کر کے چلا آیا ۔ کھانا کھا کے فارغ ہوا اور بیان کرتے ہو [illegible] لیا کہ [illegible] کہاں ہے انہوں نے بتا دیا ۔ اس میں سے [illegible] اور کچھ یہ آج کل کے نوجوانوں کا عادت ہے کہ بیوی کو رفیق زندگی کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ کوئی حق نہیں ادا کرتے جو کہ محض الفاظ ہی الفاظ ہیں عمل [illegible] تو یہ [illegible] ہوتا ہے کہ بیوی کو رفیق زندگی بنا رکھی ہے ۔ اور شفقت کرنا ہو، ان کی طرف سے تو یہ [illegible] اور تشدد اب وہ شکایت کرتی ہے ان سے اگر وہ کبھی [illegible] کرتے اور دھمکاتے ہیں اب بیوی کے پاس کوئی ذریعہ اظہار نہیں رہا جس سے کہ وہ اطاعت [illegible] کرے اور [illegible] کرے اور [illegible] [illegible] دوسری اس قدر [illegible] ہوتا ہے کہ فوراً قبول ہوتا ہے [illegible] [illegible] بہت قبول ہوتا ہے [illegible] ایک صاحب نے عرض کیا کہ عورتیں آج کل گھر کے اس قدر کام کرتی ہیں اور مشغول اتنی رہتی ہیں کہ کسی وقت بھی [illegible] [illegible] خود ہی اپنی راحت نہیں ہو سکتی ۔ فرمایا آپ نے تو اپنا آپ ذاتی [illegible] ہے وہ یہ ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اپنا اپنے [illegible] کرتی ہیں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ہیں [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] دوسری بات ہے [illegible] [illegible] کی راہ سے شفقت [illegible] نہایت [illegible] اور

پھر دوئی کی بابت یہ فرمایا کہ ان بی بی کے خاوند نے ایک مرتبہ مجھ سے
خود شکایت کی تھی کہ یہ وظیفہ وظائف میں رہتی ہیں میری خدمت کی پروا
نہیں کرتیں بس تو فرمایا کہ نفلی عبادات ہیں جو بغیر دقت ترک کئے
جا سکتے نہیں ہو سکتیں۔ مرد کی خدمات ہی کیا ہیں چند ضروری بات۔ یہ
دوسری بات ہے کہ خدمات کا باب اس قدر وسیع کر دیا جاتا ہے کہ اپنا کرنا
کی بیماری پر وہ کم ہو جاتے۔ پھر فرمایا کہ ایک مقولہ مشہور ہے کہ مرد
ساٹھا پاٹھا اور عورت بیسی کھیسی۔ سو عورت کے اعضاء کا جو ضعیف
ہو جانا اس کا سبب بھی زیادہ یہی ہے کہ ادھر ہر وقت ستم و درد
کا ہجوم رہتا ہے جس سے دل افکار گھیرے رہتے ہیں اور بچہ زادگی کا
انتظام بیچاری کے ذمہ ڈال کر مرد صاحب بےفکر ہو جاتے ہیں۔ وہ غریب
کھپتی ہے مرتی ہے۔ اگر یہ حضرت دو روز بھی انتظام کر کے دیکھ لیں
ہم تو اسی وقت ان کو مرد کہیں۔ باوجود ان سب باتوں کے پھر یہ ہے کہ
اپنی زبان سے اظہار بھی نہیں کرتی کہ مجھ پر کیا گزرتی ہے۔ یہ سبب ہے
عورت کے جلد ضعیف ہو جانے کا یہاں پر بعض عورتیں عیش اور راحت
میں ہیں اور عمر ان کی تقریباً چالیس چالیس پینتالیس پینتالیس برس
کی ہے کم و بیش۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی سال دو سال کی بیاہی ہوئی
آئی ہیں اور اُن کو کوئی پچیس برس کی عمر سے زیادہ نہیں بتا سکتا تو بوجہ
عیش و آرام میں رکھنے میں ایک یہ بھی بڑی حکمت ہے کہ وہ تندرست
رہے گی جس کا اثر بچہ پر ہوگا۔ دراز مدت تک ان کے آرام کی رعایت
کر لوگ بس راحت و عافیت کا خیال کرتے ہیں تو کبھی رعایت نہیں
کرتے اور میں یہ نہیں کہتا کہ جو مردوں کے ضروری حقوق ہیں وہ ضرور

کہتا ہوں کہ حدود کی رعایت رکھو اور ظلم تک نوبت نہ پہنچاؤ اگر کبھی ضرورت ہو دباؤ بھی دو مگر وہ بھی کوئی حد ہے نہیں حاکم ہو کر رہنا چاہیئے اور محکوم ہو کر رہو ہی کر ——— نہیں بلکہ جیسے محکوم کے ذمہ حاکم کے حقوق ہیں ایسے ہی حاکم کے ذمہ محکوم کے بھی حقوق ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر برتاؤ کرنا چاہیئے۔ ایک مولوی صاحب فرماتے تھے کہ عورتوں کے ذمہ واجب ہے کھانا پکانا، میری رائے ہے کہ ان کے ذمہ واجب نہیں میں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے عدم وجوب پر:

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْا
اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً

حاصل یہ ہے کہ عورتیں اس واسطے بنائی گئی ہیں کہ ان سے سکون قلب اور سکون و قرار حاصل ہو۔ بیوی تو خوش جی بہلانے کے واسطے ہیں نہ کہ روٹیاں پکانے کے واسطے اور آگے جو فرمایا کہ تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا کر دی اس میں کہا کرتا ہوں کہ مودۃ یعنی محبت کا زمانہ تو جوانی کا ہے اس وقت تو نفسانی باعث بھی ہے اور ہمدردی کا زمانہ ضعیفی کا ہے جب دونوں کا اور دیکھا گیا ہے کہ ضعیفی کی حالت میں بجز بیوی کے دوسرا کام نہیں آسکتا۔ اس ضعیفی اور ہمدردی پر ایک حکایت یاد آئی ایک ریاست میں ایک واقعہ رئیس تھے۔ گورنمنٹ میں ان کا بڑا اعزاز اور بڑی قدر تھی ریاست کا جب انتقال ہو گیا تو آگرہ گئے تھے گورنمنٹ نے بھی گاؤں دیدیے تھے انکی بیوی کا انتقال ہو گیا رئیس صاحب تعزیت کے لئے گئے ایک دن ان صاحب سے فرمایا کہ آپ کی بیوی کا انتقال ہو گیا ——— کہنے لگے

سلہ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی ۱۲

بڑا رنج ہوا اس پر یہ ولایتی صاحب اپنی ٹوٹی پھوٹی زبان میں فرماتے ہیں کمشنر صاحب، کلکٹر صاحب، وہ ہمارا بیوی نہ تھا، ہمارا آیا تھا، ہم کو نرم نرم روٹی اور دال کھلاتا، ہم کو پنکھا جھلتا تھا، ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلاتا، یہ کہتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے، خیر وہ تو ولایتی تھے، کم لکھے پڑھے نہ تھے اپنی سادگی سے ایسا کہہ دیا مگر ایک ہندوستانی نے اپنے ایک خط میں یہ ہی کہا کہ یہ میری بیوی نہیں اماں ہے، یہ میں نے خود دیکھا اخبار میں، یہ ہے یہ تو تعلیم یافتہ بیرسٹر کی بات لکھتے ہوئے ہے اس کو کیا کہیں یہ بھی کوئی فخر کی بات تھی، میں یہ کہہ رہا تھا کہ ضعیفی میں سوائے بیوی کے کوئی کام نہیں آ سکتا ایسے بہت سے واقعات ہیں، شاہجہان پور میں ایک صاحب نے نوے برس کی عمر میں شادی کی تھی، لڑکے لڑکیاں پوتے سب موجود تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ خدمت کو موجود ہیں آپ کو نکاح کی ضرورت ہی کیا ہے بڑے میاں نے کہا کہ تم میری خدمت کیا کر سکتے ہو، اتفاق سے بڑے میاں بیمار ہوگئے اور بیماری تھی دستوں کی، دن رات دستوں میں لتھڑے رہتے کہ مکان تک سڑ جاتا تھا، لڑکے لڑکیاں وغیرہ میں سے کوئی پاس نہ آتا سب نفرت کرتے تھے اس بیوی بیچاری نے خدمت کی اور ذرا نفرت نہ کی باوجود اس کے کہ نئی شادی ہو کر آئی تھی اور عمر بھی تھوڑی تھی یہ تعلق ہوتا ہے بیوی کو خاوند سے جس کی خدمت سب سے نہیں ہوتی

دوسرا واقعہ: ایک صاحب بڑے آدمی تھے ان کے [illegible] [illegible] کی ران پر پھنسی کی شکایت وغیرہ سے [illegible] تھا، ایک طبیب نے نہایت عمدہ نسخہ دیا جس کے استعمال سے ان کا مرض ہو گیا تمام بدن پھوٹ نکلا کوئی پاس بھی نہ جاتا گھر والا کراہت کرتا تھا بیوی نے

وہ دو تین تھیں تو ایسی حالت میں کسی نے حضرت کی اور کی خدمت سے
عذر نہ کیا بلکہ تمام اپنے اس تعلق اور ایثار کو دوسرے کر نہیں سکتے۔

تیسرا واقعہ: حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آخر وقت میں نکاح کیا تھا محض اس وجہ سے کہ حضرت کو [illegible] مرض ہو گیا تھا اسکی دیکھ بھال سوائے بیوی کے ہو نہیں سکتی تھی وہ اہلیہ [illegible] اپنے ہاتھ سے شب و روز میں کئی کئی مرتبہ دھوتیں اور صاف کرتی تھیں نہایت خوشی سے کبھی کوئی گرانی نہ آئی۔ حضرت [illegible] کہ زندگی بھی دنیا میں کوئی اس تعلق کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔

چوتھا واقعہ: حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آخر عمر میں نکاح کیا اسکی وجہ یہ تھی کہ حضرت پیرانی صاحبہ نابینا ہو گئی تھیں حضرت نے محض خدمت کی غرض سے نکاح کیا تھا۔ یہ بی بی صاحبہ کی بھی خدمت کرتیں اور پیرانی صاحبہ کی [illegible] سے بہتر ہے کہ عورت فطرتاً خدمت ہی کے لئے پیدا ہوتی ہے اور کسی [illegible] ایک صاحب نے عرض کیا کہ بعض عورتیں بہت [illegible] ہوتی ہیں اسی وجہ سے بھی بعض وقت خاوند کو ان کی حرکت سے بدگمانی ہو جاتی ہے۔ فرمایا کہ عورت کی [illegible] اثر کے سبب اپنے دل کی صنعت ہے جو نہایت کمزور ہوتا ہے اور عورتوں میں اثر خفیف ہوتا ہے [illegible] عورتیں [illegible] عورتوں کے کہ وہ ہر وقت [illegible] اور [illegible] اسی طرح بعض عورتیں [illegible] ہوتی ہیں کہ [illegible] کی دلیل ہے بعض تو [illegible] عورتوں کی [illegible]

ہوتا اور غیر عفیف جنکی چیزیں بکھری رہتی ہیں اور جو بری اخلاق کی شکستہ
ہوتے ہیں یہ خطرناک ہوتی ہیں —— اچھی بیویاں اپنے شوہر
کو بالکے گروہ کی طرح چھپاتی ہیں اور مرد کو گرویدہ بنا لیتی ہیں ایسی
عورتوں پر مجھے اطمینان نہیں۔ اور کبھی عورت کا بگڑ جانا ناگوار
ہوتا ہے وہ اس لئے کہ بچپن ہی سے ان میں نہ [illegible]
کی تمیز نہ کھانا پکانے کا سلیقہ نہ بچوں کی نگہداشت اور خدمت [illegible]
عفت کی وجہ سے انکی تمام برائیاں اور بدتمیزیاں بھلا دیتی ہیں مگر
وہ عفیف ہوتی ہیں مجھ کو ایسی عورتوں پر بھی اطمینان ہے عفیف
ہی کی وجہ سے وہ بناوٹی باتوں سے مستغنی ہے اس لئے یہ [illegible]
بہت بڑا جوہر ہے اسکی قدر کرنا چاہئے۔ [illegible]
شکایت کہ مرد ہیں عورتوں کو مجبور اور کمزور سمجھ کر [illegible]
اپنی رعیت پر حکومت کرتے ہیں [illegible] اور یہاں [illegible]
ہوتی ہیں نہ حاکم اور محکومیت کا ہی [illegible] بلکہ دونوں [illegible]
حکومت کا دوسرا محبوبیت کا دونوں کے حقوق ادا کرنے کی ضرورت ہے
بڑا شبہ بعض مردوں کو اس سے ہوتا ہے کہ مرد تو اظہار محبت کرتا ہے
اور عورت اظہار محبت نہیں کرتی مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ مرد کے لئے
اظہار محبت زینت ہے اور عورت کے لئے عیب ہے اس کی شرم و
حیا مانع ہوتی ہے گو دل میں اس کے سب کچھ ہوتا ہے جس کا اظہار
دن رات [illegible] ہوتا ہے حضرت نے فرمایا اور مجھ کو [illegible]
[illegible] تو میں سب سے پہلا اعلان یہ کرونگا کہ جو عورتیں [illegible]
پر مسلط ہوں تو وہ میرے یہاں درخواست [illegible] اور

رسانی کا انتظام کر دوں گا۔ مگر خدا گنجے کو ناخن ہی کیوں دینے لگا جب پہلے ہی سے یہ نیت ہے کہ مردوں کو بار دوں گا مرد ووٹ ہی نہ دیں گے۔ اگر عورتیں ووٹ پکا کر کھلا دیں گی کیونکہ انکی نصرت اور اعانت بڑی آسان ہے کہ آج کل سلطنت ووٹ پر موقوف ہے۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ قرآن میں عورتوں کو مکار فرمایا گیا ہے۔ فرمایا سب کا مکار ہونا تو کہیں بھی قرآن میں نہیں آیا البتہ حدیث شریف میں ناقص العقل والدین فرمایا ہے۔ پھر حضور نے اس ناقص ہونے کی شرح بھی فرما دی ہے کہ اعتدال حدود سے تجاوز نہ ہو جائے مثلاً دین کا نقصان اسکو فرمایا کہ حیض میں نہ روزہ نہ نماز نہیں پڑھ سکتیں۔ اور نقصان عقل اس کی شہادت کا نصف ہونا فرمایا سو یہ نقصان عقل و دین کوئی معصیت نہیں جو مقتضی ہو ان پر تشدد کو۔ پھر فرمایا کہ آج عورتوں کو مردوں نے بے وقعت کر رکھا ہے۔ اس لئے اس مضمون کا نام نصرۃ النساء رکھ دینا مناسب ہے۔

شریعت و تصوف

فن تصوف پر [illegible] کتاب

از حضرت [illegible] مولانا مسیح اللہ خان صاحب

خلیفہ ارشد حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ

خوبصورت [illegible] ــــ قیمت [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] قیمت [illegible]

مکتوبات و ملفوظات اشرفیہ

[illegible]

حضرت اقدس تھانوی قدس سرہ کے [illegible]
جو روحانی زندگی میں عجیب انقلاب پیدا کرتے ہیں

تالیف لطیف

حضرت اقدس مولانا [illegible] صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ ارشد

حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی قدس سرہ

[illegible]

التکشف عن مہمات التصوف

از: حکیم الامت حضرت تھانوی

یہ عظیم کتاب جو کہ پانچ جلدوں پر مشتمل ہے چونکہ یہ کتاب تصوف کے مسائل بہت ہی نفیس [illegible] اور [illegible] حقیقت سے [illegible] [illegible] طریقت [illegible] [illegible] [illegible] کتاب [illegible] اور [illegible] [illegible] حاصل ہے۔

کامل پانچ حصے یکجا مجلد

کاغذ سفید عمدہ ۔ خوبصورت ڈائی دار جلد قیمت ۔ [illegible] روپیہ

التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف

یہ کتاب [illegible] میں تھی، اب اس کا اردو ایڈیشن پیش ہے جو تصوف کی کتابوں میں صوفیہ کے کلام میں آئی اور یہ دکھایا گیا ہے کہ اصول فن حدیث کی رو سے یہ حدیث کس درجہ کی ہے اور حدیث کی کس کتاب میں ہے اور جو روایت ثابت [illegible] اور مسائل حدیث نہیں ہیں، [illegible] نے فرمائی ہیں ان کو حدیث سمجھ لیا جاتا ہے، اگر وہ اقوال مشتبہ ہوں پر کسی دوسری حدیث یا آیت پاک سے ثابت ہیں تو [illegible] حدیث اور [illegible] اقوال کی صحت کے [illegible] استنباط پر محققانہ نظر فرمائی۔

پاکستانی ایڈیشن [illegible] طبع ہو چکا ہے۔ قیمت مجلد خوبصورت [illegible] ۸/۰۰

اشرف السوانح

حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی کی مفصل سوانح حیات [illegible]
[illegible] مجذوب صاحب کی [illegible]
[illegible] اشرف السوانح کو حاصل ہے کہ [illegible]
[illegible] رحمۃ اللہ نے اس کو حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمایا ہے [illegible]
[illegible]

حسن العزیز

[illegible]

جامع ملفوظات — خواجہ عزیز الحسن مجذوب

خوشخبری

علمائے صلحا طلباء اور ائمۂ مساجد کے لئے

— سال بھر کے خطبات —

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی

کے سال بھر کے لئے تسہیل شدہ باون ۵۲ خطبات

تسہیل المواعظ

(دو ۲ جلدوں میں)

حضرت حکیم الامت نور اللہ مرقدہٗ نے اپنے تقریباً ساڑھے تین سو مواعظ میں سے انتخاب کرکے ایسے باون ۵۲ مواعظ کو چُنا جن میں خاص طور پر عام اہل اسلام مرد عورتوں کی دینی اور خانگی اصلاح کے مضامین ہیں۔ اور ایک عالم سے انکی تسہیل کرائی اور پھر انکی تسہیل پر خود بھی اصلاح فرمائی۔ چنانچہ ان تسہیل شدہ مواعظ کی نسبت خود تحریر فرماتے ہیں ـــــ "احقر کے مواعظ میں بعضے مضامین خاص اہل علم کے سمجھنے کے تھے جن سے عوام کو دل تنگی ہوتی تھی بس ہر وعظ میں سے ایسے مضامین میں سے بعض کو کم کردیا گیا۔ بعض کو بیحد سہل کردیا گیا۔ یہ عوام کے لئے نہایت کارآمد ہوگا ....."

احقر کا مشورہ ہے کہ مثل بہشتی زیور کے کوئی گھر اس سے خالی نہ رہنا چاہیے اس کا نفع گھر والوں کی درستی میں بہت جلد آنکھوں سے نظر آجائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ـــــ فقط کتبہ اشرف علی اوائل محرم ۱۳۳۵ھ

صفحات تقریباً چودہ سو ۱۴۰۰، عمدہ کتابت و طباعت، دو خوبصورت جلد۔ قیمت ۱۹۵/.. روپے

مدارس عربیہ اور طلبائے کرام کو خصوصی رعایت دی جاتی ہے۔